صرف احمدی احباب کے لیے

حرفِ عاجزانہ

رانا مبارک احمد

"یادیں اور قربتیں" کے بعد دوسری کتاب

نام کتاب: حرفِ عاجزانہ

مصنف: رانا مبارک احمد

طبع اول: فروری 2012ء

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالمجید دریشک

ناشر: ریڈیکس آرٹ ورک لاہور۔

پریس: لاہور آرٹ پریس انار کلی لاہور۔

پتہ: mubarakrana333@msn.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	تربیت	
1	پہلی بات	6
2	اظہار عقیدت	12
3	قرآن کریم کی تعلیم اور ہماری ذمہ داریاں	15
4	حضرت مسیح موعودؑ کے سنہری ارشادات	21
5	تربیت کے چند روشن پہلو	26
6	بچہ کی تربیت کے 26 سنہری اصول	31
7	تربیتِ اولاد اور ہماری ذمہ داریاں	37
8	اچھی مائیں اور تربیت کے دس گر	44
9	تحریک جدید کا مطالبہ سادہ زندگی	48
10	ماں باپ کی خدمت اور اولاد کی ذمہ داریاں	52
	شخصیت	
11	حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب کا ذکر خیر	62
12	پروفیسر محبوب عالم خالد صاحب کا ذکر خیر	73
13	حضرت مرزا دین محمد صاحب لنگروال کا ذکر خیر	76

14	محترم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب کی یاد میں	80
15	مکرم وسیم احمد شہید صاحب کا ذکر خیر	83
16	مکرم عبدالمنان صاحب کا ذکر خیر	90
17	محترم داؤد احمد سولنگی صاحب کا ذکر خیر	94
18	میرے نسبتی بھائی مرزا محمد اسحاق بیگ صاحب	96
19	مکرم میاں مبارک علی صاحب کا ذکر خیر	99
20	مکرم شیخ مامون احمد صاحب کا ذکر خیر	104
21	مکرم چوہدری محمد اشرف صاحب کا ذکر خیر	108
22	محترمہ امتہ السلام صاحبہ کا ذکر خیر	112
23	عزیزم عطاء النور رانا صاحب کا ذکر خیر	115
24	مکرم شیخ عبدالماجد صاحب کا ذکر خیر	129
25	مکرم کرنل شریف احمد صاحب کا ذکر خیر	132
26	مکرم مرزا منیر بیگ صاحب کا ذکر خیر	137
27	مکرم مرزا ظفر اقبال بھٹی صاحب کا ذکر خیر	140
28	مکرم بشیر احمد صدیقی صاحب کا ذکر خیر	143
	قبولیت دعا	
29	حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی قبولیت دعا کے واقعات	153
30	خلافت کی برکات اور اس کی حسین یادیں	159

31	معجزہ تھا تیری دعاؤں کی قبولیت کا	163
	سفرنامے	
32	لنڈن میں وقف عارضی	168
33	حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے مسکن بھیرہ کا یادگار سفر	171
34	جلسہ سالانہ یوکے 2010ء اور خلافت کی برکات	175
	متفرق	
35	دہشت گردی سے بچنے کے لیے چند احتیاطی تدابیر	184
36	ایمبولینس اور ریسکیو ٹیم اور ڈاکٹر سہیل مختار احمد کا تعارف	187
37	تجارت کے اصول اور ایک احمد تاجر کے تجربات	196
38	دارالعلوم ویسٹ منسٹر لنڈن کی سیر	201
39	مچھلی اور دل کا علاج	204
40	شہد اور دارچینی	205
41	زیتون اور اسکا تیل	206
42	نیند	207
43	دانتوں کی خرابی کی ایک وجہ	208
44	قیمتی اور سنہری موتی	209
45	سبزیوں کا رنگ برقرار رکھنے کے لیے	210
46	کیا چاہتے ہیں	211

47	کیلا اور بلڈ پریشر	212
48	اگر آپ خادم ہیں تو کیا آپ	213
49	آزمائش شرط ہے	214
50	سیب کے چھلکے کا استعمال	215
51	دلچسپ اور عجیب	216
52	بچے کی شخصیت کس طرح بنتی ہے	217
53	شہد کی مکھیاں	220
54	شہد بہترین غذا اور دوا	222
55	چینی لوک کہانی۔ قابل تعریف کام	223
56	فکر وغم کا انسانی صحت پر اثر	225
57	موٹاپے سے نجات	228
	PASSIVE SMOKING	231
58	چہل قدمی ص	232
59	صحت کی ضمانت روزانہ دس ہزار قدم	233
60	ورزش، عمر کا بڑھنا اور دفاعی نظام	236
61	غصہ حرام ہے	238

جان سے پیارے آقا امام قدرت ثانیہ کے مظہر خاص سیدنا حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نام جن کے مبارک عہد میں ہمیں دعائیں، پیار اور شفقت ملتی ہے۔

پہلی بات

یہ تحریر میری دوسری کتاب ''حرف عاجزانہ'' کے لیے بطور پیش لفظ پیش خدمت ہے۔ پہلی کتاب ''یادیں اور قربتیں'' جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کے ساتھ ازراہ شفقت نے منظور فرمایا۔ منظر عام آنے پر سب سے پہلا تبصرہ بھی حضور نے فرمایا:۔

مکرم رانا مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے متعدد خطوط ملے آپ کی کتاب یادیں اور قربتیں بھی مل گئی ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء اور میں تقریباً ساری کتاب میں سے گذر گیا ہوں۔ مضمون تو آپ ویسے بھی اچھے لکھتے ہیں اچھا ہوگیا کہ اب تک کے سب مضامین جمع ہو گئے ان یادوں میں پڑھنے والوں کے لیے سبق اور اللہ پر یقین اور اس کے فضل کے واقعات بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم وفضل کے مزید جلاء بخشے اور تمام نیک

تمنائیں پوری فرمائیں آمین!

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس

اس کے علاوہ سلسلہ کے بہت سے بزرگ احباب نے مشورے کے ساتھ کتاب پر تبصرہ فرمایا اور راہنمائی بھی کرتے رہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ مشورہ کرلیا کریں۔ اس بنیاد پر دوسری کتاب کے بارے میں سوچا۔ اپنی زندگی میں مختلف مضامین اخبارات اور رسائل میں شائع ہوتے رہے ان کو جمع کر کے دوسری کتاب کو مرتب کرنا شروع کیا۔

خاکسار کو نوجوانی کی عمر سے ہی الفضل اخبار کے لیے درخواست دعا تحریر کرتا رہا۔ اس طرح جماعت کی چھوٹی چھوٹی خبریں الفضل اخبار میں شائع کرواتا رہا۔ یہ تو تھی جس سے ابتدا ہوئی ہوگی اس طرح خدمت کرتے عمر بیت گئی۔

اب دوسری کتاب لکھنے کی توفیق مل رہی ہے الحمد اللہ لیکن ابھی منزل بہت دور ہے شاید زندگی میں مل جائے یا نہ ملے یہ تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اس کتاب کا پیش لفظ لکھتے لکھتے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ پہلے اللہ تعالیٰ سے دعا کر لی جائے اور ساتھ ہی خیال آیا جو کچھ لکھنے لکھانے کی توفیق ملتی ہے وہ صرف خدا کی طرف سے ملتی ہے لیکن دعا تو ضروری ہے۔ اے میرے پیارے خدا مجھ ناچیز سے وہ کام لے جو تجھے پسند ہو جس سے تو راضی ہو جائے۔ اے میرے پیارے رب صرف یونہی بکار ضائع نہ

ہو جائے ایسا نہ ہو کہ دنیا میں آئے بھی اور چلے بھی گئے نہ آنے کا پتہ اور نہ جانے کا حالانکہ اللہ تعالیٰ رحیم وغفور ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔ اور ابتدا سے ہی میری زندگی کا مقصد رہا ہے اور مجھ غریب سے وہ کام کروائے جن کی یادیں نسل در نسل قائم رہیں۔ خاکسار نے ادنیٰ سی کوشش کی کہ دوسری کتاب میں ایسے مضامین تحریر کروں جس سے بنی نوع انسان کو فائدہ ہو تھوڑا ہو یا زیادہ دوسری جماعتی خدمت کے سلسلہ میں عرض ہے کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کی توفیق سے ملتی ہے خدمت ادنیٰ ہو تو بڑی خدمت قربانی کے لیے پیش کرنا۔

چنانچہ نئی کتاب حرف عاجزانہ کے بارے میں حضور نے ارشاد فرمایا۔

مکرم رانا مبارک احمد صاحب۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبراکاۃ

آپ کا خط ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ایمان واخلاص میں برکت دے ہر دم آپ کی تائید ونصرت فرمائے آپ کو اور آئندہ نسلوں کو ہمیشہ خلافت کے ساتھ چمٹائے رکھے۔ اور اپنے فضلوں سے نوازتا رہے۔

آپ کے خط کے ساتھ آپ کے مطبوعہ مضامین کی فہرست بھی موصول ہوگئی ہے اللہ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کو مفید علمی وتربیتی خدمات بجالانے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین!

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس

پیش لفظ لکھنے کے بعد آخر میں میری اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے۔ اللہ

تعالیٰ اس کتاب کو میرے والدین کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور میری اہلیہ محترمہ جمیلہ رانا صاحبہ اولاد عزیزم رانا منصور احمد، عزیزم رانا منظور احمد، عزیزم رانا مقصود احمد اور پیاری بیٹی عزیزہ منصورہ انصر، اوران کی اولاد دراولاد کو دین کی خدمت کے لیے چن لے اور وہ اللہ تعالیٰ کے خادم اور دنیا ان کی خادم ہو اوران کی زندگیاں خلافت کی اطاعت کرنے کی توفیق پاتی رہیں اور خدا تعالیٰ میرے پیارے بیٹے مرحوم عطاء النور رانا کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور ہماری غلطیوں کو معاف کرے۔ آمین۔

طالب دعا

رانا مبارک احمد

علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

30 جنوری 2012

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وعلی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

لندن
6.02.09

مکرم رانا مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا۔ کتاب کا نام ''یادیں اور قربتیں'' بہتر ہے۔ اللہ کتاب کی اشاعت کے تمام مراحل آسان فرمائے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ آپ پر اپنے بے شمار فضل اور رحمتیں نازل فرمائے ہر آن حامی و ناصر ہو۔ اللہ ذہنی صلاحیتوں کو بڑھائے اور دین و دنیا میں ترقیات عطا فرمائے۔ اپنی رضا کی راہوں پر چلائے اور مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

لندن

12-12-09

مکرم رانا مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے متعدد خطوط ملے۔ آپ کی کتاب ''یادیں اور قربتیں'' بھی مل گئی ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ میں تقریباً ساری کتاب میں سے گزر گیا ہوں۔ مضمون تو آپ ویسے بھی اچھے لکھتے ہیں۔ اچھا ہو گیا کہ اب تک کے سب مضامین جمع ہو گئے۔ ان یادوں میں پڑھنے والوں کے لئے سبق اور اللہ پر یقین اور اس کے فضل کے واقعات بھی ہیں۔ اللہ آپ کے علم و فضل کو مزید جلا بخشے اور تمام نیک تمنائیں پوری فرمائے۔ آمین

مکرم رانا محمد سلیم صاحب کی شہادت پر تعزیت کا شکریہ۔ اللہ ان کے درجات بلند سے بلند تر فرماتا رہے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

[signature]

خلیفۃ المسیح الخامس

اظہار عقیدت

(منجانب: راجہ غالب احمد صاحب)

مکرم رانا مبارک احمد صاحب ہمارے سلسلے کے نہ صرف دیرینہ خادم اور کارکن ہیں بلکہ انہیں لاہور میں جماعت احمدیہ کے ایک مخلص بزرگ کا رتبہ حاصل ہے۔ بہت ہی اخلاص اور محبت کے ساتھ افرادِ جماعت کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ ان کے انکسار کی کیفیت کچھ ایسی دلرُبا ہے کہ ان کے لیے بے اختیار دُعا دل و دماغ سے مقبولیت کی شاہراہ پر رواں دواں ہونے لگتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس نئی تصنیف "حرف عاجزانہ" جو کہ ایک حد تک ذاتی "سوانح عمری" کا رنگ بھی رکھتی ہے لیکن دراصل جماعت کی نئی پود کے لیے ایک نہائت ضروری "حرف ناصحانہ" بھی ہے۔ ہماری جماعت کے افراد جو کہ خدام اور اطفال کے زمرے میں شمار ہوتے ہیں ان کے لیے یہ کتاب بہت ہی کارآمد اور بابرکت ثابت ہو سکتی ہے شرط یہ ہے کہ وہ محبت اور عقیدت کے ساتھ اس کتاب کے مختلف مضامین کا مطالعہ کریں اور انہیں اپنی زندگیوں میں عملی صورت میں اختیار کریں۔ رانا صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اس خاص خوبی سے محض اپنے فضل و کرم سے نواز رکھا ہے کہ وہ بات اور نصیحت کے مشکل پہلوؤں کو اس آسانی اور روانی سے ادا کر دیتے ہیں کہ ان کے لیے بے اختیار دعا دل و دماغ سے مقبولیت کے لیے پرواز کرنے لگتی ہے۔

خاکسار کی اپنے احباب اور عزیزان سے یہ مخلصانہ درخواست ہے کہ وہ اس کتاب کو نہ صرف خود پڑھیں بلکہ اپنے عزیزان کو بھی اس کو پڑھنے کے لیے قائل کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے دل ودماغ کو روحانیت کے اعتبار سے پاک وصاف نفس لوامہ اور نفس مطمعنہ عطا فرمائے گا اور انشاءاللہ دین ودنیا میں سرخرو اور کامیاب فرمائے گا۔ آمین ثم آمین! شرط اوّل صرف مخلص مطالعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔

آپ کا مخلص دوست

راجہ غالب احمد

18-02-2012

تربیت

قرآن کریم کی تعلیم اور ہماری ذمہ داریاں

قرآن کریم کی تعلیم کو حضرت مسیح موعودؑ نے جماعت احمدیہ کے لیے ضروری تعلیم قرار دیا ہے اور آپ نے فرمایا:۔

"تمہارے لیے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔نوع انسان کے لیے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ ﷺ ۔سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا کہ آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔"

(کشتیٔ نوح۔روحانی خزائن جلد 19 ص 13)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اپنے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

"سب سے پہلے میں موصی صاحبان کو مخاطب کرنا چاہتا ہوں کچھ

عرصہ ہوا موصیان اور موصیات کی تنظیم قائم کی گئی ہے اور میرا ارادہ تھا کہ بعض کام اس تنظیم کے سپرد کروں۔ لیکن کچھ روکیں بیچ میں پیدا ہوتی رہیں اور صرف تنظیم ہی قائم ہوئی اور شائد اس میں کچھ سستی پیدا ہو گئی ہو کیونکہ ابھی تک کوئی خاص کام نہیں لیا گیا خدا چاہتا تھا کہ یہ تنظیم قرآن کریم کے پڑھانے سے اپنا کام شروع کرے۔''

(الفضل 10 اپریل 1969ء)

مزید آپ نے اسی خطبہ میں ارشاد فرمایا اس لیے ہر وہ شخص جو موصی ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو قرآن کریم کا ترجمہ جانتا ہو۔ قرآن کریم کی تفسیر پڑھنے کی کوشش کرتا رہتا ہو۔ پھر مزید فرمایا:۔

''ہر رکن انصار اللہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اس بات کی ذمہ داری اٹھائے کہ اس کے گھر میں اس کی بیوی اور بچے یا اور ایسے احمدی جن کا خدا کی نگاہ میں وہ راعی ہے قرآن کریم پڑھتے ہیں اور قرآن کریم کے سیکھنے کا وہ حق ادا کرتے ہیں جو حق ادا ہونا چاہیے اور انصار اللہ کی تنظیم کا یہ فرض ہے۔''

(الفضل 10 اپریل 1969ء)

اسی طرح آپ نے خدام الاحمدیہ کے سپرد یہ کام کیا فرمایا:۔

''خدام الاحمدیہ کی تنظیم اپنے طور پر بحیثیت خدام الاحمدیہ اس بات کا جائزہ لے اور نگرانی کرے کہ کوئی خادم اور طفل ایسا نہ رہے جو قرآن کریم نہ جانتا ہو یا مزید علم حاصل کرنے کی کوشش نہ کر رہا ہو۔''

پھر فرمایا:۔

''جماعتی نظام کا یہ کام ہے کہ وہ تعلیم القرآن کے کام کو کامیاب بنانے کی کوشش کرے نیز وہ یہ دیکھے کہ انصار اللہ موصیان خدام، لجنہ، ناصرات کے سپرد جو کام کیا گیا ہے وہ ادا کر رہے ہیں کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین!''

(الفضل 10 اپریل 1969ء)

قرآن کریم کی تعلیم کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے واقفین نو کو خاص توجہ دلائی ہے:۔

''ابتداء ہی سے ایسے بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم کی طرف سنجیدگی سے متوجہ کرنا چاہیے اور اس سلسلہ میں انشاء اللہ نظام جماعت ضرور کچھ پروگرام بنائے گا۔ ایسی صورت میں والدین نظام جماعت سے رابطہ رکھیں اور جب بچے اس عمر میں پہنچیں کہ جہاں وہ قرآن کریم اور دینی باتیں پڑھنے کے لائق ہو سکیں تو اپنے علاقہ کے نظام سے یا براہ راست مرکز کو لکھ کر ان سے معلوم کریں کہ اب ہم کس طرح ان کو اعلیٰ درجہ کی قرآن خوانی سکھا سکتے ہیں اور پھر قرآن کے مطالب سکھا سکتے ہیں۔''

قرآن کریم کے مطالب کو سمجھتے ہوئے تلاوت کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

''تو ایسے گھروں میں جہاں واقفین زندگی ہیں وہاں تلاوت کے اس پہلو پر بہت زور دینا چاہیے خواہ تھوڑا پڑھایا جائے لیکن ترجمہ کے ساتھ مطالب کے بیان کے ساتھ پڑھایا جائے اور بچے کو یہ عادت ڈالی جائے

کہ جو کچھ وہ تلاوت کرتا ہے وہ سمجھ کر کرتا ہے ایک تو روزمرہ کی صبح کی تلاوت ہے اس میں ہو سکتا ہے کہ بغیر سمجھ کے ہی ایک لمبے عرصہ تک آپ کو اسے قرآن کریم پڑھانا ہوگا اور ساتھ ہی اس کا ترجمہ سکھانے اور مطالب کی طرف متوجہ کرنے کا پروگرام بھی جاری رہنا چاہیے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 فروری 1989ء)

ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 16 ستمبر 2005 میں فرمایا:۔

''اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کے لیے اور فرشتوں کے حلقہ میں آنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک قرآن کریم پڑھے اور اس کو سمجھے۔ اپنے بچوں کو پڑھائیں کہ انہیں تلقین کریں کہ وہ روزانہ تلاوت کریں اور یاد رکھیں جب تک ان چیزوں پر عمل کرنے کے لیے ماں باپ کے اپنے نمونے بچوں کے سامنے قائم نہیں ہوں گے اس وقت تک اثر نہیں ہوگا۔ اس لیے فجر کی نماز پر اٹھیں اور اس کے بعد تلاوت کو اپنے پر فرض کریں پھر نہ صرف تلاوت کرنی ہے بلکہ توجہ سے پڑھنا ہے اور پھر بچوں کی بھی نگرانی کریں کہ وہ توجہ سے پڑھیں۔ انہیں بھی پڑھائیں جو چھوٹے بچے ہیں انہیں بھی پڑھایا جائے۔''

(الفضل مورخہ 7 فروری 2006ء)

حضور انور نے تلاوت قرآن کریم کے سلسلہ میں مزید خطبہ جمعہ 24 ستمبر 2004ء میں احباب جماعت کو تلقین کی

''ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہیے کہ وہ خود بھی اور اس کے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھیں اور اس کی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دیں پس بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں اور خود بھی پڑھیں ہر گھر سے تلاوت کی آواز آنی چاہیے پھر ترجمہ پڑھنے کی بھی کوشش کریں اور سب ذیلی تنظیموں کو اس سلسلہ میں کوشش کرنی چاہیے خاص طور پر انصار اللہ کو کیونکہ میرے خیال میں خلافت ثالثہ کے دور میں ان کے ذمے یہ کام لگایا گیا تھا۔ اس لیے ان کے ہاں ایک قیادت بھی ہے جو تعلیم القرآن کہلاتی ہے اگر انصار پوری توجہ دیں۔ تو ہر گھر میں قرآن کریم پڑھنے اور اس کو سمجھنے کی کلاسز لگائی جاسکتی ہیں۔ اللہ کرے کہ ہم خود بھی اور اپنے بیوی بچوں کو بھی اس طرف توجہ دلانے والے ہوں اور اپنے دلوں کو منور کرنے والے ہوں اور قبولیت دعا کے نظارے دیکھنے والے ہوں۔''

حضور نے مزید ترجمہ سیکھنے کی تحریک کرتے ہوئے نیشنل تربیتی کلاس برطانیہ سے خطاب کرتے ہوئے مورخہ 31 دسمبر 2003ء کو فرمایا۔

''قرآن کریم جب آپ پڑھیں پندرہ سولہ سال کی عمر کے بلکہ چودہ سال کے بھی بچے اب یہ بڑے بچے ہیں Mature ہو گئے ہیں اس عمر میں آکر آپ لوگ اپنے مستقبل کے بارے میں سوچنا شروع کر دیتے ہیں تو اس میں خاص طور پر یاد رکھیں کہ قرآن کریم جب آپ پڑھ رہے ہیں تو اس کا ترجمہ بھی سیکھنے کی کوشش کریں کیونکہ یہ بھی ایک حدیث ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کریم جو ہے اس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ

میں ہوتا ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھ میں یہی مطلب ہے کہ اگر تم اس کو پڑھو اور اس پر عمل کرو۔ اس کو سمجھو تو تم نیکیاں کرنے کی کوشش کرو گے او جب تم نیکیاں کرو گے تو تم اللہ تک پہنچ سکو گے دعاؤں کا تم کو موقع ملے گا۔ نمازیں پڑھنے کا تم کو مزہ آئے گا اور پھر اللہ کے حکم ہیں ان کو سمجھنے کا موقع ملے گا۔"

(مشعلِ راہ جلد 5 حصہ 2 ص 180,179)

آخر میں عاجزانہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم کی تعلیم کے تحت اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی توفیق دے اور ہمارے دلوں کو قرآن کریم کی تعلیم سے منور کر دے اور ہمیں قرآن کا وہ نور عطا کرے جو ہمارے لیے رحمتوں کا باعث ہو اور ہمیں پاک کلام قرآن کریم پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

☆☆☆☆☆

حضرت مسیح موعودؑ کے سنہری ارشادات

"ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔"

"اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے تا کہ میں زندہ ایمان زندہ خدا پر پیدا کرنے کی راہ بتلاؤں۔"

"عقلمند وہ ہے جو عذاب آنے سے پیشتر اس کی فکر کرتا ہے اور دور اندیش وہ ہے جو مصیبت سے پہلے اس سے بچنے کی فکر کرے انسان کو یہی لازم ہے کہ آخرت پر نظر رکھ کر بے کار کاموں سے توبہ کرے۔"

"نماز انسان کا تعویذ ہے۔ پانچ وقت دعا کا موقعہ ملتا ہے کوئی دعا تو سنی جائے گی اس لیے نماز کو بہت سنوار کر پڑھنا چاہیے اور یہ مجھے بھی بہت عزیز ہے۔"

"صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ حج ایک اعلیٰ درجہ کی چیز ہے جو کمال سلوک کا آخری مرحلہ ہے۔ میں نے بتا دیا ہے کہ **مما رزقنٰھم** روپیہ پیسہ سے مخصوص نہیں خواہ جسمانی ہو یہ سب اس میں داخل ہے جو علم دیتا ہے وہ بھی اس کے ماتحت ہے مال سے دیتا ہے وہ بھی داخل ہے۔ قرآن جوہرات کی تھیلی ہے اور لوگ اس سے بے خبر ہیں۔"

"یاد رکھو کہ صرف ترک شر ہی نیکی نہیں ہے نیکی اس میں ہے کہ ترک شر کے ساتھ کسب خیر بھی ہو۔"

'' قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزی کے لیے بڑی تاکید ہے۔ وجہ یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لیے قوت بخشتی ہے اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کے لیے حرکت دیتی ہے۔''

'' اخلاق ہی ساری ترقیات کا زینہ ہیں۔ میری دانست میں یہی پہلو حقوق العباد کا ہے جو حقوق اللہ کے پہلو کو تقویت دیتا ہے۔''

'' نیکی کا پہلا دروازہ اسی سے کھلتا ہے کہ اپنی زندگی کو سمجھے اور پھر بری مجلس اور بری صحبت کو چھوڑ کر نیک مجلس کی قدر کرے۔ والدین کے سلسلہ میں احسان سے بھی آگے بڑھو اور ترقی کر کے ایسی نیکی کرو کہ وہ یتامیٰ وذی القربیٰ کے رنگ میں رنگین ہو یعنی جس طرح سے ایک ماں اپنے بچے سے نیکی کرتی ہے ماں کی اپنے بچے سے محبت ایک طبعی اور فطری تقاضا پر مبنی ہے نہ کہ کسی طمع پر۔''

''روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو ان کے لیے دعا کرتے رہو اور طلاق سے پرہیز کرو۔ کیونکہ نہایت بد خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو گندے برتن کی طرح جلد مت توڑو۔

جب تک اولاد کی خواہش محض اس غرض کے لیے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے۔''

'' (دینی) پردہ سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ عورت جیل خانہ کی طرح بند رکھی جائے قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ستر کریں۔ وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدنی امور کے لیے پڑے ان کو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے

وہ بے شک جائیں لیکن نظر کا پردہ ضروری ہے۔"

" میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو الگ کیا جاتا کل نبی جو اس وقت تک گزر چکے تھے سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے جو رسول اللہ ﷺ نے کی ہرگز نہ کر سکتے۔"

" خلافت تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ وہ دائی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔"

" ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو نہ صرف زبانی بلکہ عملی طور پر کچھ کر کے دکھانے والے ہو۔ علمیت کا زبانی دعویٰ کسی کام کا نہیں ایسے ہوں کہ نخوت اور تکبر سے بکلی پاک ہوں اور صحبت میں رہ کر یا کم از کم ہماری کتابوں کا کثرت سے مطالعہ کرنے سے ان کی علمیت کامل درجہ تک پہنچی ہوئی ہو۔"

"ایمان کی شرط ہے آزمایا جانا۔ صحابہ کرامؓ کیسے آزمائے گئے ان کی قوم نے طرح طرح کے عذاب دیئے۔ ان کے اموال پر بھی ابتلاء آئے۔ جوانوں پر بھی خویش و اقارب پر بھی۔ اگر ایمان لانے کے بعد آسائش کی زندگی آجاوے تو اندیشہ کرنا چاہیے کہ میرا ایمان صحیح نہیں کیونکہ یہ سنت اللہ کے خلاف ہے کہ مومن پر ابتلاء نہ آئے۔"

" ہر نبی ایک حجاب میں مستور ہوتا ہے مبارک وہ جو اس حجاب کے اندر سے اس کو پہچان لیتے ہیں۔"

"جب دانشمند اور اہل عقل انسان زمین اور آسمان کے اجرام کی بناوٹ پر غور کرتے اور رات اور دن کی بیشی کے موجبات اور عمل کو نظر عمیق سے دیکھتے ہیں۔ انہیں

اس نظام پر نظر دوڑانے سے خدائے تعالیٰ کے وجود پر دلیل ملتی ہے پس وہ زیادہ انکشاف کے لیے خدا سے مدد چاہتے ہیں اور اس کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور کروٹ پر لیٹ کر یاد کرتے ہیں۔"

" فساد کی نیت سے زمین میں مت پھرا کرو۔ یعنی اس نیت سے کہ چوری کریں یا ڈاکہ ماریں یا کسی کی جیب کتریں یا گندے اور ناجائز طریق سے بیگانہ مال پر قبضہ کریں۔"

"اطاعت کوئی چھوٹی سی بات نہیں اور سہل امر نہیں یہ بھی ایک موت ہوتی ہے۔ جیسے ایک زندہ آدمی کی کھال اتاری جائے ویسی ہی اطاعت ہے۔"

" اصل حقیقت دوستی اور مودت کی خیر خواہی اور ہمدردی ہے سو مومن نصاریٰ اور یہود سے دوستی اور ہمدردی اور خیر خواہی کر سکتا ہے احسان کر سکتا ہے مگر ان سے محبت نہیں کر سکتا یہ ایک باریک فرق ہے اس کو خوب یاد رکھو۔"

" نفاق اور ریاکاری کی زندگی لعنتی زندگی ہے یہ چھپ نہیں سکتی آخر ظاہر ہو کر رہتی ہے اور پھر ذلیل کرتی ہے۔"

" جب تم سچی گواہی کے لیے بلائے جاؤ تو جانے سے انکار مت کرو۔ حق و انصاف پر قائم ہو جاؤ اور چاہیے کہ ایک گواہی تمہاری خدا کے لیے ہو۔ جھوٹ مت بولو۔ اگرچہ سچ بولنے سے تمہاری جانوں کو نقصان پہنچے یا اس سے تمہارے ماں باپ کو ضرر پہنچے اور قریبیوں کو جیسے بیٹے وغیرہ کو۔"

" قرآن شریف کی رو سے لغو یا جھوٹی قسمیں کھانا منع ہے کیونکہ وہ خدا سے ٹھٹھا ہے اور گستاخی سے ایسی قسمیں کھانا بھی منع ہے جو نیک کاموں سے محروم کرتی ہوں۔"

”کیسے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں والدین کے حق کو تاکید کے ساتھ ظاہر فرمایا ہے اور ایسے ہی اولاد کے حقوق بلکہ تمام اقارب کے حقوق کا ذکر فرماتے ہیں اور مساکین اور یتیموں کو بھی فراموش نہیں کیا جاتا ان حیوانات کا حق بھی انسانی مال میں ٹھہرایا ہے جو انسان کے قبضہ میں ہوں۔“

”انبیاء اور عبادالرحمٰن کی دعائیں جو ایک مومن کے زیر ورد رہنی چاہئیں۔ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کی ابتداء بھی دعا سے ہی کی ہے اور اس کو ختم بھی دعا پر ہی کیا۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ انسان ایسا کمزور ہے کہ خدا کے فضل کے بغیر پاک ہو ہی نہیں سکتا اور جب تک خدا تعالیٰ سے مدد اور لذت نہ ملے یہ نیکی میں ترقی کر ہی نہیں سکتا۔“

☆☆☆☆☆
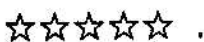
تربیت کے چند روشن پہلو

(عمل کرنے کی ضرورت ہے)

اولاد کی تربیت اس لحاظ سے بہت ضروری ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا سچا عبادت گذار بن جائے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا

"ہر بچہ فطرت صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے آگے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:۔

"یہ سچ ہے کہ ماں باپ ہی اسے مسلمان یا ہندو بناتے ہیں اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ جب بچہ بالغ ہو جاتا ہے تو ماں باپ اسے گرجا لے جا کر عیسائی بناتے ہیں بلکہ بچہ ماں باپ کے اعمال کی نقل کر کے اور ان کی باتیں سن کر وہی بنتا ہے جو اس کے ماں باپ ہوتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ بچہ میں نقل کی عادت ہوتی ہے اگر ماں باپ اسے اچھی باتیں نہ سکھائیں گے تو دوسرے کے افعال کی نقل کرے گا۔ بعض دفعہ لوگ کہتے ہیں کہ بچوں کو آزاد چھوڑ دینا چاہیے میں کہتا ہوں اگر بچہ کے کان میں کسی اور کی آواز نہیں پڑتی تب تو ہو سکتا ہے کہ جب وہ بڑا ہو کر احمدیت کے متعلق سنے تو احمدی ہو جائے لیکن جب اور آوازیں اس کے کان میں ابھی پڑ رہی ہیں اور بچہ ساتھ کے ساتھ سیکھ رہا ہے تو وہ وہی بنے گا جو دیکھے گا اور سنے گا۔ اگر فرشتے اسے اپنی بات نہیں سنائیں گے تو شیطان کا ساتھی بن جائے گا۔ اگر نیک باتیں اس کے کان میں نہ پڑیں

گی تو بد پڑیں گی اور وہ بد ہو جائے گا۔پس اگر آپ گناہ کا سلسلہ روکنا چاہتے ہیں تو جس طرح سکہ کیمشن کیمپ ہوتا ہے اس طرح بناؤ آئندہ اولاد سے گناہ کی بیماری دور کر دوتا کہ آئندہ نسلیں محفوظ رہیں" (منہاج الطالبین)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بچوں کی تربیت کے بارے میں ارشاد جو کہ آپ نے برموقعہ جلسہ سالانہ کینڈا 25 جون 2005ء میں ارشاد فرمایا:۔

"بچوں نے زیادہ وقت ماں کے ساتھ گذارنا ہوتا ہے اس لیے ماں کا زیادہ اثر بچوں پر ہوتا ہے۔۔۔ایک ریسرچ کے مطابق ایک بڑی تعداد کے یہ کوائف سامنے آئے ہیں کہ 15 اور 16 سال کے لڑکے بھی اپنی ماؤں سے زیادہ اثر لیتے ہیں ان کی بات مانتے ہیں اور اپنے راز ان سے کہہ دیتے ہیں۔۔۔۔۔جب بچے بڑی عمر کے ہو جاتے ہیں تو باپ ان کو گندگیوں میں پڑنے سے نہیں روکتے اور ان کی طرف توجہ نہیں دیتے جس کی وجہ سے وہ ضائع ہو جاتے ہیں۔۔۔۔اس عمر میں ہی جن ماؤں نے اپنے بچوں کو سنبھالا ہوتا ہے۔وہ بچے اس عمر میں اپنی ماؤں کے زیر اثر ہوتے ہیں پس مائیں بچوں کو سنبھالیں ان کو بڑے بھلے کی تمیز سکھا کر ان میں دین کی واقفیت پیدا کر کے ان کو سنبھالیں۔"

بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 9 مارچ 1948 کو ارشاد فرمایا:۔

"طفولیت کا زمانہ بہت سے امور میں معافی چاہتا ہے گو وہ تربیت کا زمانہ ضرور ہوتا ہے۔ہم اس زمانہ میں بچے کو تربیت سے آزاد نہیں کر سکتے وہ لوگ جو بچوں کی غلطی

پر یہ کہا کرتے ہیں کہ بچہ ہے جانے دووہ اول درجہ کے احمق ہوتے ہیں وہ جانتے ہی نہیں کہ بچپن کا زمانہ ہی سیکھنے کا زمانہ ہوتا ہے اگر اس عمر میں وہ نہیں سیکھے گا تو بڑی عمر میں اس کے لیے سکھنا بڑا مشکل ہو جائے گا۔ درحقیقت اگر ہم غور کریں تو بچپن کے زمانہ سے زیادہ سیکھنے کے لیے کوئی اور زمانہ موزوں نہیں ہوتا ہے اور اسی عمر میں اس کی تربیت اسلامی اصول پر کرنی چاہیے پس گو بچہ بعض اعمال کے لحاظ سے معزول سمجھا جاتا ہے لیکن سیکھنے کا عمدہ زمانہ اس کی وہی عمر ہے"

ہم سب کی تربیت کے سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 23 اپریل 2010ء میں ارشاد فرمایا:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر ایک احمدی سے توقع رکھی ہے کہ ہر قسم کے جھوٹ، زنا، بدنظری، لڑائی، جھگڑا، ظلم، خیانت، فساد اور بغاوت سے ہر صورت میں بچنا ہر وقت اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ میں ان برائیوں سے بچ رہا ہوں۔ بعض لوگ ان باتوں کو معمولی چیز سمجھتے ہیں اپنے کاروبار میں اپنے معاملات میں جھوٹ بول جاتے ہیں کہ جھوٹ بھی معمولی چیز ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی شرک کے برابر ٹھہرایا ہے زنا ہے بدنظری وغیرہ ہے یہ برائیاں آجکل میڈیا کی وجہ سے عام ہو گئی ہیں۔ گھروں میں ٹیلیویژن کے ذریعہ یا انٹرنٹ کے ذریعہ سے ایسی ایسی بیہودہ اور لچر فلموں کے پروگرام دکھائے جاتے ہیں جوان کو برائیوں میں دھکیل دیتے ہیں خاص طور پر نوجوان لڑکے لڑکیاں بعض احمدی گھرانوں میں بھی اس برائی میں مبتلا ہو جاتے ہیں پہلے تو روشن خیالی کے نام پر ان فلموں کو دیکھا جاتا ہے پھر بدقسمت گھر

عملاً ان برائیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو زنا جو ہے وہ دماغ اور آنکھ کا بھی ہوتا ہے ماں باپ شروع میں احتیاط نہیں کرتے اور جب پانی سر سے اونچا ہو جاتا ہے تو پھر افسوس کرتے رہتے ہیں کہ ہماری نسل بگڑ گئی ہماری اولادیں برباد ہو گئیں اس لیے چاہیے کہ پہلے نظر رکھیں بیہودہ پروگراموں کے دوران بچوں کو ٹی وی کے سامنے بیٹھنے نہ دیں اور انٹرنٹ پر بھی نظر رکھیں۔"

آخر میں تربیت کے سلسلہ میں ہی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ یوکے 2009ء میں خواتین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میری مخاطب اس وقت ہر ملک کی ہر وہ عورت ہے جو مغربی معاشرہ سے متاثر ہو کر قرآن کریم کے حکم کی خلاف ورزی کرتی ہے کیونکہ دراصل وہ ایمان میں کمزوری دکھاتی ہے حضور نے فرمایا کہ شیطان ہمیشہ چھوٹی چھوٹی برائیوں سے حملہ کرتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ بڑی برائیوں میں مبتلا کر دیتا ہے بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ لڑکے لڑکیوں کا اکیلے بازار میں پھرنا اور ناچ گانے کی محفلیں لگانا چھوٹی چھوٹی برائیاں ہیں اور ان پر زیادہ زور نہیں دینا چاہیے لیکن یہ سب غیر اخلاقی باتیں ہیں جن کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ حضور نے فرمایا کہ مغربی معاشرہ کی عموماً یہ سوچ ہے کہ وہ برائی جو کسی دوسرے پر برا اثر نہ کرے یا کوئی دوسرا جس سے HURT نہ ہو یہ خدا کی مرضی کے خلاف تو نہیں اس سلسلہ میں حضور نے ٹی وی اور انٹرنیٹ پر لگنے والے بیہودہ پروگراموں کی مثال پیش کی جن کی ایک انسان کو عادت پڑ جائے تو پھر شرافت سے زندگی بسر کرنا ممکن ہی نہیں بعض گھرانوں میں یہ فضول پروگرام بچوں کے سامنے مل کر دیکھے جاتے ہیں اور

دیکھنے میں آیا ہے کہ یہ وہی گھرانے ہیں جن میں اکثر رنجش پیدا ہوتی ہے اور رشتے وغیرہ ٹوٹتے ہیں"

(ماخوذ الفضل انٹرنیشنل 09-08-30)

پس خاکسار کی تمام احمدی بھائیوں اور بہنوں سے گذارش ہے کہ ہمیں اپنی اور اپنی اولاد کی تربیت کرنے کی عملی طور پر فکر کرنی چاہیے اور جو خلفاء نے ہمیں نصائح کی ہیں ان پر عمل کرنا چاہیے اور دعاؤں کے ساتھ اے اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ آمین ثم آمین!

☆☆☆☆☆

بچہ کی تربیت کے لیے 26 سنہری اصول

بچپن کا زمانہ تربیت کا ایسا زمانہ ہوتا ہے اگر اسکی پیدائش سے ہی تربیت شروع کی جائے تو نہ صرف یہ تربیت ساری عمر کے لیے انسان کو ہر گناہ سے بچاتی ہے بلکہ اس کے نتیجہ میں خاندان اور والدین کی نیک نامی ہوتی ہے اس کے بارے میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جلسہ سالانہ 27 دسمبر 1925 میں خطاب فرمایا جس میں آپ نے تربیت کے وہ 26 اصول بتائے جس سے تربیت کی جاتی ہے وہ آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔ آپ ان تربیت کے طریق پر عمل کر سکتے ہیں اور کروا بھی سکتے ہیں۔ مختصر نے مختصر تحریر خدمت ہے

1۔ بچہ کے پیدا ہونے پر سب سے پہلی تربیت اذان ہے۔

2۔ یہ کہ بچہ کو صاف رکھا جائے پیشاب پاخانہ فوراً صاف کر دیا جائے۔

3۔ غذا بچہ کو وقت مقررہ پر دینی چاہیے اس سے بچہ میں یہ صفات پیدا ہوتی ہیں۔(۱) پابندی وقت کا احساس (۲) خواہش کو دبانا (۳) صحت (۴) مل کر کام کرنے کی عادت ہوتی ہے (۵) اسراف کی عادت نہ ہوگی (۶) لالچ کا مقابلہ کرنے کی عادت ہوگی۔

4۔ بچہ کو مقررہ وقت پر پاخانہ کی عادت ڈالنی چاہیے۔

5۔ اس طرح غذا اندازہ کے مطابق دی جائے اس سے قناعت پیدا ہوتی اور حرص دور ہوتی ہے۔

6۔ قسم قسم کی خوراک دی جائے ۔ گوشت، ترکاریاں اور پھل دیئے جائیں۔ کیونکہ غذاؤں سے بھی مختلف اقسام کے اخلاق پیدا ہوتے ہیں پس اخلاق کے لیے مختلف غذاؤں کا دیا جانا ضروری ہے۔ ہاں بچپن میں گوشت کم اور ترکاریاں زیادہ ہونی چاہئیں کیونکہ گوشت ہیجان پیدا کرتا ہے اور بچپن کے زمانہ میں ہیجان کم ہونا چاہیے۔

7۔ جب بچہ ذرا بڑا ہو تو کھیل کود کے طور پر اس سے کام لینا چاہیے۔ مثلاً یہ کہ فلاں برتن اٹھا لاؤ یہ چیز فلاں کو دے آؤ اسی قسم کے اور کام کرانے چاہئیں۔ ہاں ایک وقت مکمل اپنے طور پر کھیلنے کی بھی اسے اجازت دینی چاہیے۔

8۔ بچہ کو عادت ڈالنی چاہیے کہ وہ اپنے نفس پر اعتبار پیدا کرے مثلاً چیز سامنے ہو اور اسے کہا جائے ابھی نہیں ملے گی ۔ یہ نہیں کہ چھپا دی جائے کیونکہ اس نمونہ کو دیکھ کر وہ بھی اس طرح کریگا اس میں چوری کی عادت پیدا ہو جائیگی۔

9۔ بچہ سے زیادہ پیار بھی نہیں کرنا چاہیے زیادہ چومنے چاٹنے کی عادت سے بہت سی برائیاں بچہ میں پیدا ہو جاتی ہیں جس مجلس میں وہ جاتا ہے اس کی خواہش ہوتی ہے لوگ پیار کریں اس سے اس میں اخلاقی کمزوریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

10۔ ماں باپ کو چاہیے کہ ایثار سے کام لیں مثلاً اگر بچہ بیمار ہے اور کوئی چیز اس نے نہیں کھائی تو وہ بھی نہ کھائیں اور نہ گھر میں لائیں بلکہ اسے کہیں کہ تم نے نہیں کھائی اس لیے ہم بھی نہیں کھاتے اس سے بچہ میں بھی ایثار کی صفت پیدا ہوگی۔

11۔ بیماری میں بچہ کے متعلق بہت احتیاط کرنی چاہیے کیونکہ بزدلی خودغرضی چڑچڑاہٹ جذبات پر قابو نہ ہونا اس قسم کی برائیاں اکثر لمبی بیماری کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہیں کئی لوگ تو ایسے ہوتے ہیں جو دوسروں کو بلا بلا کر پاس بٹھاتے ہیں لیکن کئی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر کوئی ان کے پاس سے گذرے تو کہہ اٹھتے ہیں ارے دیکھتا نہیں اندھا ہو گیا ہے۔ یہ خرابی بیماری کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے چونکہ بیماری میں بیمار کو آرام پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے اس لیے وہ آرام پانا اپنا حق سمجھ لیتا ہے اور ہر وقت آرام چاہتا ہے۔

12۔ بچوں کو ڈراؤنی کہانیاں نہیں سنانی چاہیں جس سے ان میں بزدلی پیدا ہو جائے۔ بہادری کی کہانیاں سنانی چاہیں اور بہادر لڑکوں کے ساتھ کھیلنا چاہیے۔

13۔ بچہ کو اپنے دوست خود نہ چننے دیئے جائیں بلکہ ماں باپ چنیں اور دیکھیں کہ کن بچوں کے اخلاق اعلیٰ ہیں۔ اور ایک دوسرے سے تعاون شروع ہو جائیگا کیونکہ جب خود ماں باپ بچہ سے کہیں گے کہ فلاں بچوں سے کھیلا کرو تو اس طرح ان بچوں کے اخلاق کی نگرانی بھی کریں گے۔

14۔ بچہ کو اس کی عمر کے مطابق بعض ذمہ داری کے کام دیئے جائیں تاکہ اس میں ذمہ داری کا احساس ہو۔۔۔۔

15۔ بچہ کے دل میں یہ بات ڈالنی چاہیے کہ وہ نیک ہے اور اچھا ہے رسول کریم ﷺ نے کیا نکتہ فرمایا ہے کہ بچہ کو گالیاں نہ دو کیونکہ گالیاں دینے پر فرشتے کہتے ہیں ایسا ہی ہو جائے اور وہ ہو جاتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ فرشتے اعمال کے نتائج پیدا کرتے ہیں جب بچہ کو کہا جاتا ہے کہ تو بد ہے تو وہ اپنے ذہن میں یہ نقشہ جما لیتا ہے

کہ میں بد ہوں اور پھر وہ ویسا ہی ہو جاتا ہے پس بچہ کو گالیاں نہیں دینی چاہیں بلکہ اچھے اخلاق سکھائے جائیں اور بچہ کی تعریف کرنی چاہیے۔

16۔ بچہ میں ضد کی عادت نہیں پیدا ہونے دینی چاہیے اگر بچہ کسی بات پر ضد کرے تو اس کا علاج یہ ہے کہ کسی اور کام میں اسے لگا دیا جائے اور ضد کی وجہ معلوم کر کے اسے دور کیا جائے۔

17۔ بچہ سے ادب سے کلام کرنی چاہیے بچہ نقال ہوتا ہے اگر تم اسے "تو" کہہ کر مخاطب کرو گے تو وہ بھی تو کہے گا۔

18۔ بچہ کے سامنے جھوٹ، تکبر، ترش روئی وغیرہ نہ کرنی چاہیے کیونکہ وہ بھی یہ باتیں سیکھ لیگا۔ عام طور پر ماں باپ بچہ کو جھوٹ بولنا سکھاتے ہیں۔ ماں نے بچہ کے سامنے کوئی کام کیا ہوتا ہے مگر جب باپ پوچھتا ہے تو کہہ دیتی ہے میں نے نہیں کیا۔ اس سے بچہ میں بھی جھوٹ بولنے کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔

19۔ بچہ کو ہر قسم کے نشہ سے بچایا جائے نشوں سے بچہ کے اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں۔ اس وجہ سے جھوٹ کی بھی عادت پیدا ہوتی ہے اور نشہ پینے والا اندھا دھند تقلید کا عادی ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔۔ جھوٹ ایک خطرناک مرض ہے کیونکہ اس کے پیدا ہونے کے ذرائع نہایت باریک ہیں اس مرض سے بچہ کو خاص طور پر بچانا چاہیے بعض ایسے اسباب ہیں کہ جن کی وجہ سے یہ مرض آپ ہی آپ بچہ میں پیدا ہو جاتا ہے مثلاً یہ کہ بچہ کا دماغ نہایت بلند پرواز واقع ہوا ہے وہ وجوہات سنتا ہے آپ ہی اس کی ایک حقیقت بنا لیتا ہے ہمیشہ بچپن میں روز ایک لمبی خواب سنایا کرتی تھیں ہم حیران ہوتے کہ روز کس طرح خواب آ جاتی ہے آخر معلوم ہوا کہ سونے کے وقت جو

خیال کرتی تھیں وہ اسے خواب سمجھ لیتی تھیں تو بچہ جو کچھ سوچتا ہے اسے واقعہ خیال کرنے لگتا ہے اور آہستہ آہستہ اسے جھوٹ کی عادت پڑ جاتی ہے اس لیے بچہ کو سمجھاتے رہنا چاہیے کہ خیال اور چیز ہے اور واقعہ اور چیز ہے اگر خیال کی حقیقت بچہ کو اچھی طرح ذہن نشین کرادی جائے تو بچہ جھوٹ سے بچ سکتا ہے۔

20۔ بچوں کو علیحدہ بیٹھ کر کھیلنے سے روکنا چاہیے۔

21۔ ننگا ہونے سے روکنا چاہیے۔

22۔ بچوں کو عادت ڈالنی چاہیے کہ وہ ہمیشہ اپنی غلطی کا اقرار کریں اور اسکے طریق یہ ہیں:۔

۱) ان کے سامنے اپنے قصوروں پر پردہ نہ ڈالا جائے۔ ۲) اگر بچہ سے غلطی ہو جائے تو اس سے اس طرح ہمدردی کریں کہ بچہ کو یہ محسوس ہو کہ میرا کوئی سخت نقصان ہو گیا ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ مجھ سے ہمدردی کر رہے ہیں اور اسے سمجھانا چاہیے کہ دیکھو اس غلطی سے یہ نقصان ہو گیا ہے۔ ۳) آئندہ غلطی سے بچانے کے لیے بچہ سے اسطرح گفتگو کی جائے کہ بچہ کو محسوس ہو کہ میری غلطی کی وجہ سے ماں باپ کو تکلیف اٹھانی پڑی ہے مثلاً بچہ سے جو نقصان ہوا ہو وہ اس کے سامنے اس کی قیمت ادا کرے۔ اس سے بچہ میں یہ خیال پیدا ہوگا کہ نقصان کرنیکا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا کفارہ نہایت گندہ عقیدہ ہے مگر میرے نزدیک بچہ کی اس طرح تربیت کے لیے نہایت ضروری ہے۔ ۴) بچہ کو سرزنش الگ لے جا کر کرنی چاہیے۔

23۔ بچہ کو کچھ مال کا مالک بنانا چاہیے اس سے بچہ میں یہ صفات پیدا ہوتی ہیں۔ ۱)۔صدقہ دینے کی عادت۔ ۲) کفایت شعاری۔ ۳) رشتہ

داروں کی امداد کرنا مثلاً بچہ کے پاس تین پیسے ہوں تو اسے کہا جائے ایک پیسہ کی کوئی چیز لاؤ اور دوسرے بچوں کے ساتھ مل کر کھاؤ۔ ایک پیسہ کا کوئی کھلونا خرید لو اور ایک پیسہ صدقہ میں دے دو۔

24۔ اسی طرح بچوں کا مشترکہ مال ہو۔ مثلاً کوئی بھی کھلونا دیا جائے تو کہا جائے یہ تم سب بچوں کا ہے سب اس کے ساتھ کھیلو اور کوئی خراب نہ کرے اس طرح قومی مال کی حفاظت پیدا ہوتی ہے۔

25۔ بچہ کو آداب وقواعد تہذیب سکھاتے رہنا چاہیے۔

26۔ بچہ کی ورزش کا بھی اور اسے جفاکش بنانے کا بھی خیال رکھنا چاہیے کیونکہ یہ بات دنیوی ترقی اور اصلاح نفس دونوں میں یکساں طور پر مفید ہے۔

پس احباب جماعت سے میری عاجزانہ درخواست ہے کہ اگر آنے والی نسل کو بچانا ہے۔ حضور کے اصولوں پر چلنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔ اور اپنی اولاد کو حضور کی نصیحت کردہ باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے اے اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے بچوں کی تربیت صحیح معنوں میں کرسکیں۔

☆☆☆☆☆

تربیت اولاد اور ہماری ذمہ داریاں

تربیت اولاد سے مراد دینی تعلیم کی روشنی میں شروع سے ہی اپنی اولاد کو اخلاق و آداب سکھانا ہے۔ اس میں انہیں دینی تعلیم سے آگاہ کرنا، آداب معاشرت، آداب محفل، نماز روزہ کی پابندی، آداب گفتگو، قانون کی عزت و احترام، دیانتداری، ادائیگی فرائض اور بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانا اور ان سے حسن معاملہ کرنا یہ سب باتیں شامل ہیں اور ان کا تعلق تربیت اولاد سے ہے ان میں یہ باتیں خود بخود پیدا نہیں ہو سکتیں بلکہ اس کے لیے بہت محنت اور کوشش کی ضرورت ہے اور یہ والدین، رشتہ داروں اور استادوں کی اولین ذمہ داری ہے حضرت مسیح موعودؑ نے جلسہ سالانہ قادیان 1887ء میں فرمایا:۔

''دینی علوم کی تحصیل کے لیے طفولیت کا زمانہ بہت ہی مناسب اور موزوں ہے جب داڑھی نکل آئی تب **ضرب یضرب** یاد کرنے بیٹھے تو کیا خاک ہوگا۔ طفولیت کا حافظہ تیز ہوتا ہے انسانی عمر کے کسی دوسرے حصہ میں ایسا حافظہ کبھی بھی نہیں ہوتا مجھے خوب یاد ہے کہ طفولیت کی بعض باتیں تو اب تک یاد ہیں۔ لیکن پندرہ برس پہلے کی اکثر باتیں یاد نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی عمر میں علم کے نقوش ایسے طور پر اپنی جگہ گھر کر لیتے ہیں اور

قویٰ کے نشو ونما کی عمر ہونے کے باعث ایسے دل نشیں ہو جاتے ہیں کہ پھر ضائع نہیں ہو سکتے۔''

اس سلسلے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت سارے زریں ارشادات ملتے ہیں۔ جن میں تربیت اولاد کے سلسلہ میں ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ فرمایا:۔

''اولاد کے لیے اگر خواہش ہو تو اس غرض سے ہو کہ وہ خادم دین ہو۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 445)

''اولاد کی خواہش صرف نیکی کے اصول پر ہونی چاہیے اس لحاظ سے اور خیال سے نہ ہو کہ وہ ایک گناہ کا خلیفہ باقی رہے۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 562)

''اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور ان کو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کا فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں۔ نہ کبھی ان کے لیے دعا کرتے ہیں اور نہ مراتب تربیت کو مدنظر رکھتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 562)

''میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں جس میں میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لیے دعا نہیں کرتا۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 562)

''ہم تو اپنے بچوں کے لیے دعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد اور

آداب کی پابندی کراتے ہیں پس اس سے زیادہ نہیں اور پھر اپنا پورا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں ۔جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہوگا وقت پر سرسبز ہو جائے گا۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 309)

"جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لیے سوز دل سے دعا کرنیکو ایک حربہ مقرر کر لیں اس لیے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 309)

"بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بری عادتیں سکھا دیتے ہیں ابتداء میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں ۔تو ان کو تنبیہ نہیں کرتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بے باک ہوتے جاتے ہیں ۔ایک حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک لڑکا اپنے جرائم کی وجہ سے پھانسی پر لٹکایا گیا۔اس آخری وقت اس نے خواہش کی کہ میں ماں سے ملنا چاہتا ہوں جب اس کی ماں آئی تو اس نے پاس جا کر اسے کہا میں تیری زبان کو چوسنا چاہتا ہوں جب اس نے زبان نکالی تو اسے کاٹ کھایا دریافت کرنے پر اس نے کہا کہ اسی ماں نے مجھے پھانسی پر چڑھایا ہے کیونکہ اگر یہ مجھے پہلے ہی روکتی تو آج میری یہ حالت نہ ہوتی۔"

(ملفوظات جلداول صفحہ 562)

”ہدایت اور تربیت حقیقی خدا کا فعل ہے سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے۔ یہ ایک قسم کا شرک خفی ہے اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہیے۔“

(ملفوظات جلداول صفحہ 309)

”پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لیے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دین دار بنانے کے لیے سعی اور دعا کرو جس قدر کوشش تم ان کے لیے مال جمع کرنے کی کرتے ہو۔ اسی قدر کوشش اس امر میں کرو۔“

(ملفوظات جلداول صفحہ 444)

تربیت اولاد کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کا ایک ارشاد بھی پیش خدمت ہے:۔

”پس میں احمدی ماؤں کو خصوصیت سے اس امر کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ اپنے ننھے ننھے بچوں میں خدا پرستی کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے ہر وقت کوشاں رہیں۔ وہ انہیں لغو اور مخرب اخلاق اور بے سر و پا کہانیاں سنانے کی بجائے نتیجہ خیز مفید اور دیندار بنانے والے قصے سنائیں ان کے سامنے ہرگز کوئی ایسی بات یا حرکت نہ کریں جس سے کسی بداخلاقی کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو بچہ اگر نادانی سے کوئی بات خلاف (۔) مذہب کہتا ہے یا

کرتا ہے تو اسے فوراً روکا جائے اور ہر وقت اس بات کی کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت ان کے قلب میں جاگزیں ہو۔۔۔۔۔ اپنے بچوں کو کبھی آوارہ نہ پھرنے دو۔ ان کو آزاد نہ ہونے دو کہ وہ حدود اللہ کو توڑنے لگیں۔ ان کے کاموں کو ایک انضباط کے اندر رکھو اور ہر وقت نگرانی رکھو۔''

(الفضل 10 ستمبر 1913ء)

اولاد کی تربیت کے سلسلہ میں مورخہ 14 نومبر 2008ء کو بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف حوالوں سے صفت وہاب کا استعمال فرمایا ہے۔ انبیاء اور نیک لوگوں پر اپنی عطاؤں کا بھی ذکر فرمایا ہے اور اپنی صفت کے حوالے سے دعاؤں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ جس میں نیک اولاد کے لیے بھی دعائیں ہیں۔ معاشرے کی نیکی کے لیے دعائیں ہیں۔ تقویٰ میں بڑھنے اور ایمان میں مضبوطی کے لیے بھی دعائیں ہیں۔

حضور انور نے قرآنی دعا کہ اے ہمارے رب ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنادے کے حوالے سے فرمایا کہ یہ ایک جامع دعا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے ان لامحدود فضلوں کی دعا مانگی گئی ہے۔ جس کا انسان احاطہ نہیں کرسکتا نہ صرف اس دنیا میں نیکیوں پر قدم مار کر میاں بیوی اور اولاد ایک دوسرے کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنتے ہیں بلکہ مرنے کے بعد بھی ان نیکیوں کی وجہ سے جو انسان دنیا میں کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے انعام سے نوازتا ہے

واجعلنا للمتقین اماما کہہ کر یہ بتادیا کہ آنکھوں کی ٹھنڈک تبھی ہوسکتی ہے کہ جب تم بھی تقویٰ پر چلنے والے ہو گے اور تمہاری اولادیں بھی۔ پس جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ اس دعا کے ساتھ ہم آپس میں حقوق کی ادائیگی کے لئے تقویٰ پر چل رہے ہیں۔

اس خطبہ میں حضور انور نے فرمایا بعض دفعہ لڑکیاں لڑکوں کی نسبت زیادہ ماں باپ کی خدمت کرنے والی ہوتی ہیں اور ماں باپ کے لیے نیک نامی کا باعث بنتی ہیں جبکہ لڑکے بعض اوقات بدنامی اور پریشانی کا باعث بن رہے ہوتے ہیں۔ پس مومن کی یہی نشانی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے نیک اور صالح اولاد مانگے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صالح کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ صالحین کے اندر کسی قسم کی روحانی مرض نہیں ہوتی اور کوئی مادہ فساد کا نہیں ہوتا۔ پس یہ معیار ہے جس کے حصول کے لیے ہمیں اپنی اولاد کے لیے دعا مانگنی چاہیے اور خود بھی اس پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیے پس اس معیار کو حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے اللہ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ساری زندگی اپنی اولاد کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں میں مصروف رہے حضور کی بعض دعاؤں کا ذکر آپ کی منظومات میں بھی ملتا ہے۔ اس جگہ بطور نمونہ حضرت مسیح موعودؑ کے چند دعائیہ اشعار درج کیے جاتے ہیں۔

مرے مولیٰ مری یہ اک دعا ہے
تری درگاہ میں عجز و بکا ہے

وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے
زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے

مری اولاد جو تیری عطا ہے
ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے

تری قدرت کے آگے روک کیا ہے
وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

(درثمین)

اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد کی تربیت کی ذمہ داری کو پورا کرنے کی توفیق دے تاکہ وہ اوران کی نسلیں بھی خلافت کے ساتھ چمٹی رہیں۔ آمین!

☆☆☆☆☆

اچھی مائیں۔تربیت اولاد کے دس سنہری گر

(از افات حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب)

بچوں کی صحیح تربیت کے لیے (دین حق) مندرجہ ذیل بنیادی باتوں کا تاکیدی حکم دیتا ہے۔

اول:

(مومن) مرد دینداراور بااخلاق بیویوں کے ساتھ شادیاں کریں۔تا کہ نہ صرف ان کا گھر ان کی اپنی زندگی میں جنت کا نمونہ بنے بلکہ اولاد کیلئے بھی نیک تربیت اور نیک نمونہ میسر آنے سے دائمی برکت کا دور قائم ہو جائے۔

دوئم:

ہر عورت خود بھی دیندار بنے اور دین کا علم سیکھے۔اور پھر دین کے احکام کے مطابق اپنا عمل بنائے تا کہ وہ گھر کی چار دیواری میں دین کا چرچا رکھنے، دین کی تعلیم دینے اور دین کے مطابق عملی نمونہ پیش کرنے کے ذریعہ اپنے بچوں کی زندگیوں کو بچپن سے ہی دینداری اور نیکی کے رستہ پر ڈال سکے۔اچھی اولاد کے لیے اچھی ماں کا وجود ایک بالکل بنیادی چیز ہے اور اکسیر کا حکم رکھتی ہے کاش دُنیا اس حقیقت کو سمجھے۔

سوئم:

بچوں کی تربیت کا آغاز ان کی ولادت کے ساتھ ہی ہو جانا چاہیے اور خواہ وہ بظاہر ماں باپ کی بات سمجھیں یا نہ سمجھیں اپنی آنکھیں اور کان استعمال کر سکیں یا نہ کر سکیں ماں باپ کو یہی سمجھنا چاہیے۔ کہ وہ ہمارے ہر فعل کو دیکھ رہے اور ہمارے ہر قول کو سن رہے ہیں۔ (دین) نے بچہ کی پیدائش کے ساتھ ہی اس کے کان میں اذان دلا کر اسی نفسیاتی نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

چہارم:

ماؤں کا فرض ہے کہ بچپن میں ہی اپنے بچوں کے دلوں میں ایمان بالغیب کا تصور راسخ کر دیں اور ان کی طبیعت میں یہ بات پختہ طور پر جما دیں کہ اس دنیائے شہود میں روحانی اور مادی نظام کی حقیقی تاریں ایک پردۂ غیب کے پیچھے سے کھینچی جا رہی ہیں جس کا مرکزی نقطہ خدا ہے اور باقی ارکان فرشتے اور کتابیں اور رسول اور یوم آخر اور تقدیر خیر و شر ہیں۔ جس شخص نے اس نکتہ کو پالیا اس کیلئے فلسفہ موت و حیات ایک کھلا ہوا منشور بن کر سامنے آجاتا ہے۔

پنجم:

ماؤں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو بچپن سے ہی نماز کا پابند بنائیں۔ کیونکہ عمل کی زندگی میں نماز خالق اور مخلوق کے درمیان کی وہ کڑی ہے جس سے دل کا چراغ روشن رہتا ہے اور انسان گویا روحانیت کی مخفی تاروں کے ذریعہ خدا کے ساتھ باندھ دیا جاتا ہے جس ماں نے اپنے بچوں کو نماز کا پابند بنا دیا اور ان کے دل میں نماز کا شوق پیدا کر دیا اس نے اس کے دین کو ایک ایسے کڑے کے ساتھ باندھ دیا جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتا۔ ایسے بچے خدا کی گود میں ہوتے ہیں اور ان کی مائیں خدا کے دائمی سایہ کے نیچے

عمل کے میدان میں یہ بچوں کا نمبر 1 ہے اور نتائج کے لحاظ سے پوری کتاب درس۔

ششم:

ماؤں کا فرض ہے کہ اپنے بچوں میں بچپن سے ہی انفاق فی سبیل اللہ اور دین کے لیے خرچ کرنے کی عادت ڈالیں اور ان میں یہ احساس پیدا کریں کہ ہر چیز جو انہیں خدا کی طرف سے ملی ہے خواہ وہ مال ہے یا دل و دماغ کی طاقتیں ہیں، علم ہے یا اوقاتِ زندگی ہیں۔ ان سب میں سے خدا اور جماعت کا حصہ نکالیں اور خصوصاً انہیں بچپن میں ہی اپنے ہاتھ سے چندہ دینے اور غریبوں کی مدد کرنے اور جماعتی کاموں میں اپنے وقت کا حصہ خرچ کرنے کا عادی بنائیں۔ یہ حکم نماز کے بعد (دینِ حق) کا دوسرا استون ہے اور اس کے بغیر کوئی شخص حکومتِ الٰہی کی لڑی میں پرویا نہیں جا سکتا۔

ہفتم:

ماؤں کا فرض ہے کہ اپنے بچوں کو ہمیشہ شرکِ خفی کے گڑھے میں گرنے سے ہوشیار رکھیں۔ دنیا کی ظاہری تدبیروں کو اختیار کرنے کے باوجود ان کا دل ہر وقت اس زندہ ایمان سے معمور رہنا چاہیے کہ ساری تدبیروں کے پیچھے خدا کا ہاتھ کام کرتا ہے اور وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے۔

ہشتم:

بچوں کو ماں باپ اور دوسرے بزرگوں کا ادب سکھایا جائے۔ خواہ وہ رشتہ دار ہوں یا غیر رشتہ دار اور ہمسایہ ہوں یا اجنبی۔ ادب دینی طریقت کی جان ہے۔ اور پھر بچوں کے اندر خصوصیت سے والدین کی اطاعت اور خدمت اور احترام کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ اس کی طرف سے غفلت برتنے کو ہمارے آقا ﷺ نے (دین) میں گناہ نمبر

2 شمار کیا ہے۔

نہم:

ہر احمدی ماں کا فرض ہے کہ وہ بچوں میں سچ بولنے کی عادت پیدا کرے۔ صداقت تمام نیکیوں کا منبع اور جھوٹ تمام بدیوں کا مولد ہے سچ بولنے والا بچہ خدا کا پیار اور قوم کی زینت اور خاندان کا فخر ہوتا ہے اور قول زور سے بڑھ کر اخلاق میں پستی پیدا کرنے والی اور بدی کے ناپاک انڈوں کو سینتے والی کوئی چیز نہیں۔

دہم:

ماں باپ کا فرض ہے کہ ہمیشہ اپنی اولاد کی تربیت کے لیے خدا کے حضور دعا کرتے رہیں کہ وہ انہیں نیکی کے رستہ پر قائم رکھے اور دین و دنیا کی ترقی عطا کرے اور ان کا حافظ و ناصر ہو۔

یہ وہ دس بنیادی باتیں ہیں جو اولاد کی تربیت کے لیے نہایت ضروری ہیں۔ اور یہ وہ بیج ہے جو احمدی ماؤں کے ہاتھوں سے ہر احمدی بچے کے دل میں بویا جانا ضروری ہے ورنہ گو خدا کے رسول تو بہر حال غالب ہو کر رہتے ہیں۔ مگر کم از کم جہاں تک انسانی کوشش اور ظاہری اسباب کا تعلق ہے جماعت کی ترقی

این خیال است و محال است و جنون

☆☆☆☆☆

تحریک جدید کا مطالبہ سادہ زندگی

اس مہنگائی کے دور میں اگر ہم سادہ زندگی اختیار کریں جو کہ تحریک جدید کا ایک اہم ترین مطالبہ ہے تو کسی حد تک اپنے اخراجات کو کنٹرول کر سکتے ہیں ہر کام دعا کے ساتھ اور سوچ بچار کر کے کرنا چاہیے اور جہاں تک ہو سکے سادہ زندگی بسر کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس سلسلہ میں سادہ زندگی بسر کرنے کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح کی تحریک کوئی معمولی نہیں بلکہ دراصل دنیا کے آئندہ امن کی بنیاد اسی پر ہے۔''

(خطبات محمود جلد 17 ص 664)

سادہ زندگی کے بارے میں آپ مزید فرماتے ہیں۔

''سادہ زندگی کے بارے میں مالی قربانی کی بہت ضرورت ہے اس لیے سب مرد اور خواتین اپنی زندگی کو سادہ بنائیں اور اخراجات کم کر دیں۔ تاکہ جس وقت قربانی کے لیے خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے۔ وہ تیار ہوں۔ قربانی صرف تمہاری نسبت ہی فائدہ نہیں دے سکتی جب تک تمہارے پاس سامان مہیا نہ ہوں۔ ایک نابینا جہاد کا کتنا ہی شوق کیوں نہ رکھتا ہو اس میں شامل نہیں ہو سکتا۔ ایک غریب آدمی اگر زکوٰۃ دینے کی خواہش بھی کرے تو نہیں دے سکتا۔ ایک مریض کی خواہش تو خواہ کس قدر

زیادہ ہو۔ وہ روزے نہیں رکھ سکتا۔ پس اگر سامان مہیا نہ ہوں تو ہم قربانی کسی صورت میں بھی پیش نہیں کر سکتے جس کی ہمیں خواہش ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک سادہ زندگی اختیار کرے۔ تاکہ وقت آنے پر اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کر سکے اور اس کا موقع نہ آئے تو بھی خدا تعالیٰ سے کہہ سکے کہ ہم نے جو کچھ جمع کیا تھا اگر چہ ملا ہماری اولاد کو ہی لیکن ہم نے اس دین کے واسطے قربانی کی نیت سے جمع کیا تھا۔

(الفضل 12 جون 1935ء)

ہمارے امام نے سادہ زندگی گزارنے کے لیے کس قدر زور دیا ہے اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے چند ایک چیزوں کے نام بھی گنوائے تھے جن پر عمل کر کے ہم سادہ زندگی بسر کر سکتے ہیں اور بچی ہوئی رقم سے مالی قربانی میں حصہ لے سکتے ہیں۔ بنی نوع انسان کی خدمت کر سکتے ہیں۔ ان کی ضروریات زندگی پوری کرنے کے لیے حصہ لے سکتے ہیں جن کی طرف حضور نے توجہ دلائی ہے۔ کھانا، لباس، زیورات، شادی بیاہ اور آرائش و زیبائش یہ وہ چیزیں ہیں جن پر ہمارے ہاں اکثر بے تحاشا اور فضول اخراجات ہوتے ہیں۔ اس لیے ہمارے امام نے سادہ زندگی پر زور دیا ہے کہ ہر کام سادگی سے کیا جائے تحریک جدید کے حوالے سے اکثر کھانا، لباس، زیورات، شادی بیاہ اور آرائش و زیبائش میں سادگی اختیار کرنے کی طرف زور دیا جاتا ہے۔ لیکن گھروں میں علاج کی طرف کم ہی توجہ دی جاتی ہے۔ سادہ زندگی میں علاج کے سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خطبہ جمعہ 22 نومبر 1934ء میں ارشاد فرمایا۔

آمد کا چوتھائی حصہ علاج پر صرف ہو جاتا ہے۔ بعض غریب لوگوں نے مجھ سے ذکر کیا کہ ہم بیماری کی وجہ سے اتنے سو روپیہ کے مقروض ہو گئے ہیں حالانکہ دس پیسہ میں اس بیماری کا علاج ہو سکتا تھا۔ پس ڈاکٹر اس بات کا عہد کر لیں کہ وہ اپنا سارا زور لگائیں گے کہ روپوں کا کام پیسوں میں ہو اور جب تک وہ یہ نہ سمجھیں کہ بغیر قیمتی دوا کے جان کے ضیاع کا احتمال ہے اس وقت تک قیمتی ادویات پر خرچ نہ کروائیں گے۔ مثلاً بعض ٹیکے ایسے ہیں جو بعض بیماریوں میں بہت مفید ہوتے ہیں اور ان کے بغیر چارہ نہیں ہوتا۔ میں ان سے منع نہیں کرتا اور رہ وہ مہنگے بھی نہیں ہوتے۔ میرا مطلب ایسی دوائیوں سے ہے جو آئے دن پیٹنٹ ہو رہی ہیں بڑی قیمتیں ان کی ہیں حالانکہ وہ چیزیں سستے داموں اپنے ہاں تیار کی جا سکتی ہیں یا پھر ان کی ضرورت ہی نہیں ہے اس طرح سے ملک کا اور ہماری جماعت کا روپیہ بے فائدہ باہر جاتا ہے اور قوم میں قربانی کی روح کم ہوتی ہے۔ یورپ میں یہ روپیہ عیاشیوں میں صرف ہوتا ہے اگر ہماری جماعت کے ڈاکٹر یہ عہد کر لیں کہ علاج میں ایسے غیر ضروری مدارف نہیں ہونے دیں گے اور جماعت کے لوگ یہ کوشش کریں کہ اپنے طبیبوں سے ہی علاج کرائیں گے تو پچاس ہزار روپیہ سالانہ کی بچت ہو سکتی ہے۔

(خطباتِ محمود جلد 15 ص 420)

اس کے علاوہ شادی بیاہ میں بے شمار فضول اخراجات نظر آتے ہیں۔ مثلاً منگنی، مہندی وغیرہ جن پر فضول پیسہ خرچ کیا جاتا ہے۔ اس لیے اگر سادہ طریقہ سے اپنے بچے بچی کی شادی کر لی جائے تو کسی غریب بچی کی شادی بھی ہو سکتی ہے۔ اسی طرح بد رسوم پر بھی روپیہ خرچ کیا جاتا ہے جو ایک قومی نقصان ہے پھر شادی بیاہ میں وقت کا

بھی خیال نہیں کیا جاتا اور جو وقت دیا جاتا ہے اس کی پابندی نہیں کی جاتی اور کئی کئی گھنٹے ضائع ہو جاتے ہیں۔ جس سے نہ صرف صحت پر اثر پڑتا ہے بلکہ وقت کا بھی ضیاع ہوتا ہے۔

ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔

''پہلا مطالبہ سادہ زندگی کا ہے آج جب مادیت کی دوڑ پہلے سے بہت زیادہ ہے اس طرف احمدیوں کو بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ سادگی اختیار کر کے ہی دین کی طرف ضروریات کی خاطر قربانی دی جاسکتی ہے۔۔۔۔۔شادی بیاہوں پر فضول خرچیاں ہوتی ہیں۔ اگر یہی رقم بچائی جائے تو بعض غریبوں کی شادیاں ہوسکتی ہیں (بیوت الذکر) کی تعمیر میں دیا جا سکتا ہے اور کاموں میں دیا جا سکتا ہے مختلف تحریکات میں دیا جاسکتا ہے۔

(خطبات مسرور جلد 4 ص553)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ قادر مطلق خدا ہمیں سادہ زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆☆☆
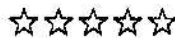
ماں باپ کی خدمت اور اولاد کی ذمہ داریاں

بزرگ والدین کی خدمت کرنا اولاد کا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو انفاق فی سبیل اللہ کی تعلیم دی ہے اور یہ فرض ہماری ذمہ داری کے طور پر بھی ہے کہ ہم والدین کی خدمت کریں اور اسی طرح کریں جس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم اور ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے ہوئے ملا ہے۔ ان احکام کو بجالانا ہماری زندگیوں کا حصہ ہونا چاہیے۔ اولاد کے لیے یہ سعادت جس کو مل جائے وہ خوش قسمت ہوتا ہے۔ یورپین ممالک میں بوڑھے والدین کے لیے ان کی اولادوں نے اولڈ ہاؤس بنا رکھے ہیں یہاں اولاد ان کو داخل کروا دیتی ہے تاکہ وہ خود آزادی سے رہ سکیں لیکن یہ غلط طریق ہے۔ بڑھاپے میں چونکہ والدین کے اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں اور بدن میں طاقت باقی نہیں رہتی اس لیے والدین کو اولاد کی امداد اور نگہداشت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے ہمیں قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنا چاہیے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ:

"اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین

کے ساتھ احسان کرو"۔ (سورۃ النساء:37)

" اور تیرے رب نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی تو انہیں اف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر"۔

(بنی اسرائیل:24)

"اور ہم نے انسان کو تاکیدی نصیحت کی کہ اپنے والدین سے احسان کرے۔ اسے اس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اٹھائے رکھا اور تکلیف ہی کے ساتھ اسے جنم دیا۔ اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی پختگی کی عمر کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا تو اس نے کہا کہ اے میرے رب! مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کر سکوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجا لاؤں جن سے تو راضی ہو اور میرے لیے میری ذریت کی بھی اصلاح کر دے۔ یقیناً میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں"۔ (الاحقاف:16)

ان آیات میں والدین سے حسن سلوک کرنے اور احسان کا برتاؤ کے لیے مندرجہ ذیل احکام ملتے ہیں۔

1۔ والدین سے احسان کا سلوک کرو۔

2۔ اگر ان دونوں میں کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو

انہیں اُف نہ کہو۔

3۔ انہیں ڈانٹو نہیں۔

4۔ انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کرو۔

5۔ رحم کے جذبہ کے تحت ان کے سامنے عاجزانہ رویہ اختیار کرو۔

6۔ ان کے لیے دعا کرو وہ یعنی دعا جو ہم نماز میں کرتے ہیں۔ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ اے میرے رب مجھے اور میری الادکو نماز کا پابند بنا۔

اس طرح دعا کرتے رہو کہ اے ہمارے رب میری دعا قبول فرما اے ہمارے رب میری اور میرے والدین اور تمام مومنوں کی بخشش فرما۔ جس دن حساب ہونے لگے اس دن مجھے شرمسار نہ کر۔

اور مجھے اپنی ماں سے حسن سلوک کرنے والا بنا اور مجھے سخت گیر اور سخت دل نہ بنا۔

(مریم:33)

والدین پر ہونے والے والے انعامات کا ذکر

جب اللہ تعالیٰ نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم اپنے اوپر میری نعمت کو یاد کر اور اپنی والدہ پر۔

والدین کا شکر ادا کرنا

اسے ہم نے یہ تاکیدی نصیحت کی کہ میرا شکر ادا کر اور اپنے والدین کا بھی۔

والدین کے لیے خرچ کرنا

''وہ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں تو کہہ دے کہ تم (اپنے مال) میں سے جو کچھ خرچ کرنا چاہو تو والدین کی خاطر خرچ کرو۔''

(البقرۃ:216)

پھر فرمایا:۔

''والدین اگر شرک کا حکم دیں تو ان کی اطاعت نہ کی جائے۔اور اگر وہ دونوں (بھی) تجھ سے جھگڑا کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرا جس کا تجھے علم نہیں دونوں کی اطاعت نہ کر اور دونوں کے ساتھ ویسے ہی دستور کے مطابق رفاقت جاری رکھ اور اس راستے کی اتباع کر جو میری طرف جھکا دے۔''

والدین کی اطاعت میں حضرت اسماعیلؑ کا کردار

اس نے کہا اے میرے باپ وہی کر جو تجھے حکم دیا جاتا ہے یقیناً اگر چاہے گا تو مجھے تو صبر کرنے والوں میں پائے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں

''والدین کے سلسلہ میں احسان سے بھی آگے بڑھو اور ترقی کر کے ایسی نیکی کرو کہ وہ یتامیٰ وذی القربیٰ میں دیکھیں یعنی جس طرح ایک ماں اپنے بچے سے نیکی کرتی ہے ماں اپنے بچے سے محبت ایک طبعی اور فطری بھی ہے۔''

(700احکام خداوندی صفحہ نمبر 285)

جنت ماں کے قدموں میں ہے

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے عرض

کی کہ کیا میں جہاد کروں؟ فرمایا ''کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟'' عرض کی ہاں فرمایا ''تو ان کی خدمت کرو یہی تمہارا جہاد ہے۔''

(صحیح بخاری کتاب الادب باب 559 حدیث 912 صفحہ 336)

''حضرت ابو طفیلؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو مقام جعرانہ میں دیکھا۔ آپ ﷺ گوشت تقسیم فرما رہے تھے اس دوران ایک عورت آئی تو حضور نے اس کے لیے اپنی چادر بچھادی اور وہ عورت اس پر بیٹھ گئی۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ خاتون کون ہے جس کی حضور ﷺ اس قدر عزت افزائی فرما رہے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضور کی رضاعی والدہ ہیں۔''

(ابوداؤد کتاب الادب، باب بر الوالدین ، حديقة الصالحين ص420)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بڑے کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت کرے دریافت کیا گیا کہ کوئی اپنے والدین پر کس طرح لعنت کرسکتا ہے؟ فرمایا کہ آدمی دوسرے کے والد کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب 560 حدیث 913 صفحہ 336)

والدین کا مقام:

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ میں کس کے ساتھ بھلائی کروں۔ آپ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ میں نے پھر پوچھا اس کے بعد کس کے ساتھ آپ نے فرمایا اپنی ماں

کے ساتھ پھر عرض کیا پھر کس سے آپ نے فرمایا اپنے باپ سے پھر قریب ترعزیز کے ساتھ اور پھر اس سے قریب ترعزیز کے ساتھ۔

(ترمذی، ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''نیک بیٹا ماں باپ کی طرف رحمت وشفقت کی نظر سے دیکھے اللہ اس کے حساب میں ہر نظر کے بدلے ایک مقبول حج کا ثواب لکھ دیتا ہے۔''

(بیہقی)

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی کا اپنے باپ کے بعد اس کے دوستوں سے احسان کا سلوک کرنا بہترین فعل ہے۔

اطاعت والدین کا ایک واقعہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمی جارہے تھے کہ انہیں بارش نے آلیا۔ چنانچہ وہ ایک پہاڑ کی غار میں چھپ گئے غار کے منہ پر پہاڑ کے اوپر سے ایک بہت بڑا پتھر آ گرا اور وہ بند ہو کر رہ گئے۔ چنانچہ وہ آپس میں کہنے لگے کہ کوئی ایسا نیک عمل دیکھو جو تم نے محض رضائے الٰہی کے لیے کیا ہو اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو شائد یہ مشکل آسان ہو جائے۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ میرے والدین زندہ تھے اور انتہائی بڑھاپے کی عمر کو پہنچے ہوئے تھے نیز میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے میں ان کے لیے بکریاں چرایا کرتا تھا جب میں شام کو واپس لوٹتا تو بکریاں دوہتا اور اپنے بچوں سے پہلے اپنے والدین کو دودھ پلایا کرتا تھا ایک روز جنگل میں دور جا نکلا اور شام کو دیر سے

واپس لوٹا وہ اس وقت سو چکے تھے میں حسب معمول دودھ لے کر ان کے سرہانے آ کھڑا ہوا میں نیا انہیں نیند سے بیدار کرنا پسند نہ کیا اور بچوں کو ان سے پہلے پلا دینا بھی اچھا نہ لگا حالانکہ میرے بچے میرے قدموں میں رو پیٹ رہے تھے حتیٰ کہ صبح تک میری اور ان کی حالت یہی رہی اے اللہ! تو جانتا ہے اگر میں نے یہ کام تیری رضا کے لیے کیا تو اس پتھر کو ہٹا دے تا کہ ہم آسمان کو تو دیکھیں پس اللہ تعالیٰ نے اسے تھوڑا سا ہٹا دیا کہ اس میں سے انہیں آسمان نظر آنے لگا باقی دو نے بھی اپنی اپنی نیکیوں کا حوالہ دیا اور کہا کہ ہم نے محض اللہ کی رضا کے لیے ایسا کیا اے اللہ! جتنا راستہ بند رہ گیا ہے اسے کھول دے پس اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے سے پتھر ہٹا دیا۔

(بخاری کتاب الادب باب 560 صفحہ 336-337)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا والدین سے حسن سلوک

حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب بیان کرتے ہیں بار ہا دیکھا گیا کہ جب کبھی آپ والدہ صاحبہ کا ذکر کرتے تو آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آتی تھیں اور آپ ایک قادرانہ ضبط سے اس اثر کو ظاہر نہ ہونے دیتے تھے۔

(حیات احمد صفحہ 347)

حضرت صاحب جب والدہ صاحبہ کی خدمت میں جاتے تو نظر نیچے ڈال کر چٹائی پر بیٹھ جاتے تھے آپ کے سامنے کرسی پر نہیں بیٹھتے تھے۔

(حیات احمد صفحہ 345)

آپ اپنے والدین کے نہایت فرمانبردار تھے اس لیے والد صاحب کا حکم نہ ٹالتے تھے اپنے والد صاحب کے حکم کے ماتحت ان کے زمینداری مقدمات کی پیروی میں

لگ گئے لیکن آپ کا دل اس کام میں نہ لگتا تھا بعض اوقات کسی مقدمہ میں ہار کر آتے تو آپ کے چہرے پر بشاشت کے آثار ہوتے اور لوگ سمجھتے کہ شائد فتح ہو گئی ہے پوچھنے پر معلوم ہوتا کہ ہار گئے ہیں وجہ دریافت کرنے پر فرماتے منشائے الٰہی یہی تھا اور اس مقدمہ کے ختم ہونے سے فراغت تو ہو گئی یادِالٰہی میں مصروف رہنے کا موقع ملے گا والد صاحب چاہتے کہ آپ یا تو زمینداری کے کام میں مصروف ہوں یا کوئی ملازمت اختیار کریں آپ ان دونوں باتوں سے متنفر تھے لیکن آپ اپنے والد کے حکم کے ماتحت اور ان کے آخری ایام کو جہاں تک ہو سکے با آرام کرنے کے لیے اس کام میں لگے ضرور رہتے تھے گو فتح وشکست سے آپ کو کوئی دلچسپی نہ تھی۔"

(منقول از سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد)

پس ہمیں اپنے بزرگ والدین کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آنا چاہیے کیونکہ انہوں نے دکھوں اور تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے اپنی خواہشوں کو ایک طرف رکھ کر بچوں کی پرورش کی اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے یوں دعائیں مانگنی چاہیے کہ اے میرے رب ان سے اس طرح کا سلوک کر جس طرح انہوں نے میرے لڑکپن میں پرورش فرمائی۔ غرض جیسے والدین مجھ سے لڑکپن میں میرے ہمدرد تھے ایسا تو ان سے سلوک کر پھر اپنی نسل کو خلافت سے وابستہ رہنے کا عہد بھی کرواتے رہنا چاہیے کہ۔ اے خدایا تو ہماری نسلوں کو توفیق دیتا رہے کہ وہ قرآن کریم کے مطابق اپنے بزرگوں کی خدمت کرتے رہیں۔ آمین ثم آمین۔

(المصلح کراچی نومبر 2010)

حضرت بایزید بسطامی اللہ تعالیٰ کے پیارے ولی تھے۔ آپ اپنی والدہ کی

خدمت کو سب سے بڑی عبادت اور ان کی رضامندی کو دنیا کی سب سے بڑی نعمت جانتے تھے۔ایک رات ان کی والدہ نے ان سے پانی مانگا حضرت بایزید بسطامی پیالہ لے کر پانی لینے گئے۔صراحی کو دیکھا تو وہ خالی پڑی تھی۔کسی اور برتن میں بھی پانی نہ تھا۔یہ دیکھ کر آپ دریا کی طرف چل پڑے۔

اس رات سخت سردی پڑ رہی تھی۔جب آپ دریا سے پانی لے کر واپس آئے تو والدہ سو چکی تھیں۔حضرت بایزید بسطامی پیالہ لے کر پائنتی کی طرف کھڑے ہو گئے۔سردی کی وجہ سے آپ کو بڑی تکلیف محسوس ہوئی۔مگر آپ نے اپنی تکلیف کا کچھ خیال نہ کیا۔اور پانی کا پیالہ لے کر چپ چاپ کھڑے رہے۔کچھ دیر کے بعد آپ کی والدہ کی آنکھ کھلی تو انہوں نے دیکھا کہ آپ پانی کا پیالہ ہاتھ میں لیے ان کے پاس کھڑے ہیں۔والدہ نے اٹھ کر پانی پیا اور پھر کہنے لگیں کہ بیٹے تم نے اتنی تکلیف کیوں اٹھائی۔پانی کا پیالہ میرے بستر کے قریب رکھ دیتے میں اٹھ کر خود پی لیتی۔حضرت بایزید بسطامی نے جواب دیا۔آپ نے مجھ سے پانی مانگا تھا۔اس بات کا ڈر تھا کہ جب آپ کی آنکھ کھلے گی تو کہیں آپ پانی پیئے بغیر نہ سو جائیں۔

☆☆☆☆☆
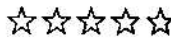
شخصیت

حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب کا ذکرِ خیر

مئورخ احمدیت

حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب ہم سے جدا ہو کر غفور و رحیم کے پاس چلے گئے۔ جب بھی تاریخ احمدیت کا ذکر ہوگا ان کا نام سنہری حروف میں لکھا جائے گا اور وہ تاریخ میں تا قیامت زندہ رہیں گے۔ جون 1993ء کی بات ہے کہ سیرۃ النبی ﷺ کا ایک مقدس جلسہ حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں منعقد ہوا۔ اس میں آپ تشریف لائے۔ کیا مسکراتا ہوا چہرہ تھا۔ آپ حلقہ کے ہر چھوٹے بڑے سے اس طرح محبت، پیار اور شفقت سے ملے جیسے دو حقیقی بھائی مل رہے ہیں۔ حلقہ کے احباب کیا انصار کیا خدام کیا اطفال سب ہی ان کو درد دل سے یاد کرتے ہیں۔ اور ان کی وفات پر مغفرت کی دعائیں کرتے رہیں گے۔ وہ تاریخ احمدیت کا عظیم خزانہ تھے۔ اس کے بعد وہ کئی بار حلقہ میں تشریف لائے اس حلقہ کے احباب سے انہیں خاص لگاؤ تھا وہ ہمیشہ ہی ہمارے حلقہ کو دعاؤں میں یاد رکھتے رہے۔ اپنے ایک خط جو کہ یکم جولائی 1993ء کا ہے میں لکھا:۔

''آپ کی نوازش محبت اور ارسال فرمودہ نہایت بیش قیمت علمی خزانہ کا

شکریہ ادا کرنے کو الفاظ نہیں

''تیرے اس لطف کی اللہ ہی جزا دے ساقی''

آپ مبارک باد کے لائق ہیں کہ آپ کی قیادت میں حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن کا قافلہ حق وصداقت برق رفتاری سے شاہراہ ترقی پر گامزن ہے خدا تعالیٰ آپ بزرگوں کی روح القدس سے تائید فرمائے اور کوششوں میں بے پناہ برکت بخشے تا ہمارا محبوب وطن جلد حق وصداقت کے نور سے منارہ نور بن جائے اور ہر احمدی خدا کے فضلوں کا منادی ثابت ہو خدا تعالیٰ آپ کو ہر نوع کی پریشانیوں سے محفوظ رکھے بیش از بیش خدمات کی توفیق بخشے ۔ جملہ مخلصین جماعت کی خدمت میں محبت بھرا اسلام اور دلی شکریہ پہنچا کر ممنون فرمائیں۔ نوازش''

اب ایسی بابرکت ہستی کو کون بھول سکتا ہے۔ ایک واقعہ تحریر کرتا ہوں ، خاکسار کے ایک بزرگ رفیق الحاج خلیل الرحمان خان صاحب پشاور میں رہائش رکھتے تھے ملاقات کے علاوہ خاکسار کی ان سے خط وکتابت بھی رہی ایک خط میں انہوں نے اپنی زندگی کے پورے حالات سے تعارف کروایا۔ اتفاق سے وہ خط میرے پاس محفوظ تھا مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مؤرخ احمدیت کو کسی ذریعہ سے معلوم ہو گیا۔ چنانچہ آپ نے وہ خط مجھ سے فوری حاصل کر لیا تا کہ تاریخ احمدیت کا حصہ بن سکے۔ یہ 18 ستمبر 1996ء کی بات ہے۔ اس طرح دن رات محنت کر کے احمدیت کی تاریخ مرتب کرتے تھے دن رات آپ لائبریری میں یا اپنے دفتر میں ریسرچ کرتے رہتے

خاکسار نے برطانیہ میں ان کو کسی نہ کسی لائبریری میں دیکھا یا پھر بیت الفضل میں نمازیں پڑھتے اور عبادت کرتے دیکھا۔ مکرم ومحترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب ایک عظیم انسان تھے۔ آپ نے چار خلافتوں کے دور کو دیکھا۔ خلفائے وقت کی اطاعت میں متعدد جماعتی خدمات سر انجام دینے کی سعادت حاصل کی اور ان کی نوازشات کے موردقرار پانے کی سعادت حاصل کی۔ آپ کو خلفاء سے عشق کی حد تک محبت تھی موجودہ زمانے میں خلافت کے سامنے ہر چیز سرنگوں سمجھتے تھے۔ جب کوئی ان سے دعا کے لیے درخواست کرتا تو کہتے میں تو خلافت کا چاکر ہوں دعاؤں کے لیے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت کرتے تھے ۔ان کے اس فعل سے ہی ان کی خلافت سے وابستگی اور وفاداری عیاں ہے۔ آپ بے شمار خوبیوں اور صلاحیتوں کے مالک تھے۔ ان میں سے ایک صلاحیت حوالہ جات نوک برزبان ہونا ہے۔ حضرت مولوی صاحب اس خوبی سے بھی آراستہ تھے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 33 اکتوبر 1982ء کو بیت مبارک ربوہ میں مجلس عرفان میں فرمایا:۔

''حضرت مولوی دوست محمد صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے حوالوں کے بادشاہ ہیں۔ ایسی جلدی ان کو حوالہ ملتا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ساتھ جب قومی اسمبلی میں پیش ہوتے تھے تو وہاں بعض غیر از جماعت دوستوں نے آپس میں تبصرہ کیا اور بعض احمدی دوستوں کو بتایا کہ ہمیں تو کوئی سمجھ نہیں آتی ہمارے اتنے موٹے موٹے

مولوی ہیں ان کو ایک ایک حوالہ ڈھونڈنے لیے کئی کئی دن لگ جاتے ہیں لیکن ان کا پتلا دبلا سا مولوی ہے منٹ میں حوالے نکال کر پیش کر دیتا ہے۔

(روزنامہ الفضل 11 جون 1983ء)

آپ کی چالیس سے زائد کتب مختلف موضوعات پر چھپ چکی ہیں جن میں سے بعض کا دیگر زبانوں میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔قومی اسمبلی پاکستان میں 1974ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی قیادت میں جو وفد اسمبلی میں گیا تھا اس میں بھی آپ کو شمولیت کی سعادت ملی آپ کی دینی خدمات کا سلسلہ بہت وسیع ہے۔آپ ادبی دینی اور روایتی رکھ رکھاؤ والی شخصیت تھے۔تحریر وتقریر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص ملکہ عطا فرمایا ہوا تھا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ قلمی جہاد کا ہے اس طرف ہر لمحہ توجہ مبذول کرواتے۔اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:۔

”اللہ تعالیٰ ہم سب کو محض اپنے فضل کے ساتھ خلیفہ وقت کے چاکر اور غلام کی حیثیت سے زندگی کے آخری سانس تک اپنے جملہ دینی و دنیاوی فرائض کی مقبول رنگ میں بجا آوری کی توفیق عطا کرے۔

کھڑا ہوں روزِ محشر خاکساروں کی قطاروں میں
ہمارا نام بھی شامل ہو تیرے جانثاروں میں

اپنے ایک خط مورخہ 6 نومبر 2006ء میں لکھتے ہیں:۔

”حضرت مسیح موعودؑ کے الہامی الفاظ میں عید کی سو مبارک دعا ہے کہ خداوند کریم آپ سب بزرگوں اور بھائیوں پر تا دیر اپنا سایہ رحمت رکھے، آمین۔حضرت مسیح موعودؑ کا یہ پیغام سب دوستوں کی خدمت میں پہنچائیں .

فرمایا:۔

''میرا تو یہ اعتقاد ہے کہ ایک آدمی با خدا اور متقی ہو تو اس کی سات پشت تک خدا رحمت اور برکت کا ہاتھ رکھتا اور ان کی خود حفاظت کرتا ہے''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 162)

قبل ازیں اشتہار 20 فروری 1886 والی پیشگوئی ہے ۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔ان میں کثرت بخشوں گا۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 100)

اس اشتہار کے تین سال بعد جماعت احمدیہ قائم ہوئی۔جس میں پہلے دن چالیس بزرگوں نے بیعت کی۔۔۔۔۔۔اور وہ دن قریب ہیں جب دنیا بھر کے دوسرے مذاہب اور فرقے اقلیت میں بدل جائیں گے اور احمدی کثرت میں یہ اصل عالمی جوبلی ہے جس کے لیے دعاؤں، دعوت الی اللہ اور پاک نمونہ اور مقدس اخلاق کی ضرورت ہے حضرت مصلح موعود کی وصیت ہے۔''

حشر کے روز نہ کرنا ہمیں رسوا و خراب
پیارو اموختہ درس وفا خام نہ ہو

ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

مکرم ومحترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے چند خطوط خاکسار کو بھی تحریر فرمائے جن میں ان کی شفقت محبت اور پیار کا اظہار ہوتا ہے ان میں سے کچھ خطوط کا ذکر رسالہ خالد ماہنامہ ربوہ مورخہ احمدیت نمبر اگست ستمبر 2010ء بعنوان ''مکاتیب شاہد کی ایک جھلک'' شائع کیا ہے جو کہ احباب جماعت کو بہت پسند آیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو خلافت سے کتنا پیار ہے

مکاتیب شاہد کی ایک جھلک

اس رسالہ کی تیاری کے سلسلہ میں ہمارے بعض بزرگان نے اپنے کچھ ذاتی خطوط بھی بھجوائے تھے جن سے مولوی صاحب کی ان سے محبت اور ان کی مولوی صاحب سے عقیدت جھلکتی ہے۔لیکن بہرحال ان خطوط کو پڑھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کی سیرت میں شکرگزاری کا پہلو کس قدر نمایاں ہے اور یہی بات ہے کہ جو بندوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکرگزار نہیں بنتا۔مولوی صاحب ہر خط کا جواب دیتے اور کسی کام کے پورا ہونے پر متعلقہ دوست کا دعا کے ساتھ شکریہ ادا کرتے اور حوصلہ افزائی کرتے۔ مثلاً مکرم رانا مبارک احمد صاحب (صدر حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور) کے نام ایک خط (22.11.1996) کے جواب میں یوں دعا دی:

ہر گام پہ فرشتوں کا لشکر ہو ساتھ ساتھ

ان کو ایک دفعہ لکھا (11.7.1993) کہ آپ کی نوازش، محبت اور ارسال

فرمودہ نہایت بیش قیمت علمی خزانہ کا شکریہ ادا کرنے کو الفاظ نہیں پاتا:

تیرے لطف کی اللہ ہی جزا دے ساقی

آپ کی خلافت سے عقیدت و نظام جماعت کی حقیقت اور عاجزی وانکساری عجیب عالم تھا کہ اپنی ذات کی حقیقت کو ہمیشہ خاک پائے خلافت سمجھا جس کی ایک جھلک رانا مبارک احمد صاحب کو لکھے ہوئے خط (20.4.1993) میں یوں ملتی ہے کہ ''حق یہ ہے کہ **کل برکة من محمد**''۔ خدا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ نظام امامت کے طفیل آسمانی اور زمینی برکات ہر احمدی پر بارش کی طرح نازل ہو رہے ہیں۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں اپنی کم مائیگی اور بے ہنری بلکہ نالائقی کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوں۔

ہوا ہے شہ کا مصاحب، پھرے ہے اتراتا
وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے

انہی موصوف کے نام ایک خط (10.01.2010) میں لکھا ''مبارک بادی کے لئے ممنون احسان ہوں دعا کریں کہ رب کریم مجھ ناچیز کو اپنے مفوضہ فرائض کی بجا آوری کی تا دم واپسیں کی توفیق بخشے تا خلیفہ وقت کی چاکری کی برکت سے مقبول خدمت کا مستحق ٹھہر سکوں اور بروز حشر خدا اور مصطفیٰ ﷺ کے دربار میں شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ (آمین)

ایک اور خط (1.2.2002) میں آپ کو لکھا ''اللہ تعالیٰ ہم سب کو محض اپنے فضل کے ساتھ خلیفہ وقت کے چاکر اور غلام کی حیثیت سے زندگی کے آخری سانس تک اپنے جملہ دینی و دنیاوی فرائض کی مقبول رنگ میں بجا آوری کی توفیق عطا

کرے۔"

کھڑے ہوں روز محشر خاکساروں کی قطاروں میں
ہمارا نام بھی شامل ہو تیرے جانثاروں میں

اوران کو لکھتے ہوئے بعض خطوط میں مولوی صاحب خود کو" ناچیز" اور خلافت کا چاکر" لکھ کر صرف "شاہد" لکھنے پر ہی اکتفا کرتے تھے۔

مکرم ومحترم مولانا اوست محمد شاہد صاحب نے چند خطوط خاکسار کو بھی تحریر فرمائے جن میں ان کی شفقت محبت اور پیار کا اظہار ہوتا ہے۔ان میں سے کچھ خطوط کا ذکر رسالہ خالد ماہنامہ ربوہ مورخ احمدیت 2010 باعنوان" مکاتیب شاہد کی جھلک" شائع کیا ہے جو کہ احباب جماعت کو بہت پسند آیا اس سے معلوم ہوتا ہے کے ان کو خلافت سے کتنا پیار تھا۔

مکاتیب شاہد کی ایک جھلک

اس رسالہ کی تیاری کے سلسلہ میں ہمارے بعض بزرگان نے اپنے کچھ ذاتی خطوط بھی بھجوائے تھے جن سے مولوی صاحب کی مولوای صاحب سے عقیدت جھلکتی ہے۔ لیکن بہر حال ان خطوط کو پڑھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کی سیرت میں شکر گزاری کا پہلو کس قدر نمایاں ہے اور یہی بات ہے کہ جو بندوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں بنتا۔مولوی صاحب ہر خط کا جواب دیتے اور کسی کام کے پورا ہونے پر متعلقہ دوست کا دعا کے ساتھ شکریہ ادا کرتے اور حوصلہ افزائی کرتے،چاہے وہ دعا شعر کے ایک مصرع ہی کی شکل میں کیوں نہ ہو مثلاً مکرم رانا مبارک احمد صاحب (صدر حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور) کے نام ایک

خط(22.11.1996) کے جواب میں یوں دعا دی:۔

ہر گام پر فرشتوں کا لشکر ہو ساتھ ساتھ

ان کو ایک دفعہ لکھا(11.7.1993) کہ آپ کی نوازش، محبت اور ارسال فرمودہ نہایت بیش قیمت علمی خزانہ کا شکریہ ادا کرنے کو الفاظ پاتا:۔

تیرے اس لطف کی اللہ ہی جزا دے ساقی آپ کی خلافت سے عقیدت و نظام جماعت کی اطاعت اور عاجزی و انکساری کا عجیب عالم تھا کہ اپنی ذات کی حقیقت کو ہمیشہ خاک پائے خلافت سمجھا جس کی ایک جھلک رانا مبارک احمد صاحب کو لکھے ہوئے خط(20.4.1993) میں یوں ملتی ہے کہ کل برکۃ من محمدﷺ۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ نظام امامت کے طفیل آسمانی اور زمینی برکات ہر احمدی پر بارش کی طرح نازل ہو رہے ہیں۔ جہاں تک مرا تعلق ہے میں اپنی کم مائیگی اور بے ہنری بلکہ نالکفی کو دیکھ کر حرت زدہ ہوں ہوا ہے

ہوا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
وگرنہ شہر میں غالب کی آبر کیا ہے

انہی موصوف کے نام ایک خط(10.1.2010)

میں لکھا''مبارک بادی کے لئے ممنون احسان ہوں دعا کریں کہ رب کریم مجھ نا چیز کو اپنے مفوضہ فرائض کی بجا آوری کی تادم واپسیں کی توفیق بخشے اور اپنی جناب میں محض اپنے فضل و کرم سے شرف قبولیت بخشے تا خلیفہ وقت کی چاکری کی برکت سے مقبول خدمت کا مستحق ٹھہر سکوں اور بروز حشر خدا اور مصطفیٰ کے دربار میں شرمندہ نہ ہونا پڑے۔(آمین)

ایک اور خط (1.2.2001) میں آپ کو لکھا ''تعالیٰ ہم سب کو محض اپنے فضل کے ساتھ خلیفہ وقت کے چاکر اور غلام کی حیثیت سے زندگی کے آخری سانس تک اپنے جملہ دینی و دنیاوی فرائض کی مقبول رنگ میں بجا آوری کی توفیق عطا کرے۔''

کھڑے ہوں روز محشر خاکسار کی قطاروں میں
ہمارا نام بھی شامل ہو تیرے جانثاروں میں

اور ان کو لکھتے ہوئے بعض خطوط میں مولوی صاحب خود کو ''ناچیز'' اور ''خلافت کا چاکر'' لکھ کر صرف ''شاہد'' لکھنے پر ہی اکتفا کرتے تھے۔

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

لندن

4-09-09

مکرم رانا مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا جس میں آپ نے حضرت مولانا دوست محمد شاھد صاحب کی وفات پر اظہار تعزیت کیا ہے۔جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ محترم مولانا صاحب کو اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے اور جنت میں اپنے پیاروں کے قرب میں انہیں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔دعا کریں کہ ان جیسے فدائی اور باوفا نیک وجود ہمیشہ جماعت کو عطا ہوتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ایمان واخلاص میں برکت دے اور اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔آمین

والسلام

خاکسار

[دستخط]

خلیفۃ المسیح الخامس

مکرم پروفیسر محبوب عالم خالد صاحب کا ذکر خیر

جب بھی کسی جگہ مالی قربانی اور مالی خدمت کا ذکر ہوتا ہے تو خاکسار کے ذہن میں فوری طور پر مکرم محبوب عالم خالد صاحب سابق ناظر مال آمد کا خیال آجاتا ہے تو ان کیلئے دردِ دل سے دعائیں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ خاکسار کو 1964ء سے 1979ء تک بطور سیکرٹری مال جماعت احمدیہ بہاولپور خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ اس کے بعد 1983ء سے بطور صدر حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور اور ساتھ 1994ء سے بطور سیکرٹری مال ضلع لاہور خدا کے فضل سے خدمت کی توفیق مل رہی ہے جو کہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے۔ مال کے شعبہ میں مکرم محبوب عالم خالد صاحب ناظر مال آمد کے زیر نگرانی خدمت کی توفیق ملتی رہی۔

آپ سال میں کئی مرتبہ جماعتوں کے دوروں پر تشریف لاتے رہے۔ آپ کا سفر گرمی یا سردی میں اکثر ٹرین پر ہوتا اپنے دورہ جات میں جماعت احمدیہ بہاولپور پر بھی شفقت کرم رہا۔ احباب جماعت احمدیہ بہاولپور کو جب محترم محبوب عالم خالد صاحب ناظر مال آمد کے آنے کا علم ہوتا تو جوق در جوق ایک خوشی کے ساتھ استقبال کے لیے جمع ہو جاتے ان میں خاکسار بھی شامل ہوتا۔ آپ بہاولپور میں تین دن قیام

فرماتے اور یہ خوش قسمتی کا دن خاکسار کو بھی نصیب ہو جاتا۔ آپ مجلس عاملہ اور عام اجلاسات سے خطاب فرماتے اور خدمت دین کرنے کا حوصلہ بڑھاتے۔

آپ نمازوں کے پابند، دورہ جات کے دوران باقاعدگی کے ساتھ ہر وقت زبان پر درود شریف کا ورد رہتا۔ جس سے آپ ملتے مسکرا کر پہلے اس کی خیریت معلوم کرتے اور پھر اس سے نہایت ہی شفقت کے ساتھ باتیں کرتے مالی کاموں میں کوئی مشکل پیش آتی تو نہایت ہی آسان الفاظ میں حل بیان کرتے۔

جماعت کے مالی امور میں ہمیشہ پیار اور شفقت سے توجہ دلاتے اور بقایاداران سے نہایت شفقت سے چندہ کی وصولی کی تاکید فرماتے۔ جماعت احمدیہ بہاولپور کا بجٹ اور وصولی بہت کم تھا۔ لیکن آپ کی ذاتی نگرانی کی وجہ سے بہت ترقی کر گیا۔ عہدے داران کی تربیت کی طرف خاص توجہ فرماتے۔ آپ کی محبت اور شفقت کا ایک واقعہ یاد آیا۔ خاکسار دورے پر جا رہا تھا تو ایک حادثہ پیش آ گیا۔ بازو پر تین جگہ سے فریکچر ہو گیا۔ محترم محبوب عالم خالد صاحب کو علم ہوا تو نہ صرف خبر گیری کے لیے خود تشریف لائے بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں بھی دعا کے لیے تحریر فرمایا۔ نیز دعا کا الفضل اخبار میں بھی اعلان کروایا۔

ان کے پیار اور جماعت کو دیکھتے ہوئے خدمت دین کا اس قدر جذبہ تھا کہ پتوکی سے ایک عزیز نوجوان مکرم مرزا آصف بیگ صاحب کو بلوایا کہ وہ مجھے روزانہ سکوٹر پر احباب جماعت کے گھروں پر لے کر جایا کرے تاکہ چندہ جات وصول کر سکوں۔ بازو پر پلستر چڑھایا کہ گھر گھر جا کر چندہ لینے کا عمل ایک مہینہ سے زیادہ رہا اور جب محترم محبوب عالم خالد صاحب کو علم ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں

خاکسار کے لیے دعا کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ عرصہ کے بعد مکمل شفا دے دی۔

جب خاکسار 1979ء میں لاہور تبدیل ہو کر آیا تو آپ نے پھر اپنی محبت وشفقت کا خط کے ذریعہ اظہار فرمایا۔ 1979ء میں خاکسار بہاولپور کو خیر باد کہہ کر لاہور آ گیا اور 1983ء سے بطور صدر حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن خدمت کی توفیق مل رہی ہے آپ کی شفقت پہلے کی طرح خاکسار کے سر پر رہی جب آپ دورے پر لاہور تشریف لاتے تو امیر صاحب سے ارشاد فرماتے کہ تین چار حلقوں کے علاوہ سب سے پہلے حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن کا دورہ کرنا ہے اور حلقہ کا دورہ کر کے خوشی کا اظہار کرتے اور دعائیں دیتے اور حلقہ کے احباب کو خدمت دین کی نصائح فرماتے۔

آپ کی زندگی کا ہر پہلو اس بات کی غمازی کرتا تھا کہ آپ دین کو دنیا پر مقدم کئے ہوئے تھے۔ آپ اپنے ہر قول و فعل کو کتاب اللہ اور سنت رسول کے مطابق ادا کرتے یقیناً آپ ان خوش نصیب لوگوں میں سے تھے جن کو دیکھ کر خدا یاد آ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس خداداد اوصاف حسنہ سے نوازا تھا ان میں سے ایک خاص صفت آپ کی مہمان نوازی تھی۔ مالی قربانی اور خدمت دین کرنے والوں کے لیے آپ دعاؤں کا شہارا تھے۔ آپ اس دنیا میں نہیں ہیں لیکن میرے جیسے ادنیٰ سے ادنیٰ سلسلہ کے کارکن خادم ان کی محبت، شفقت دعاؤں کو دلوں میں ہمیشہ کے لیے بسائے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات ہمیشہ بلند کرتا رہے، ہم جیسے خادم سلسلہ کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆

حضرت مرزا دین محمد صاحب آف لنگر وال کا ذکر خیر

تقریباً 1860ء میں مرزا نقو بیگ صاحب کے گھر لنگر وال تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور انڈیا میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ایک بہن مکرمہ کرم النساء اور چار بھائی مکرم غلام سرور صاحب، مکرم مرزا غلام قادر صاحب، مکرم مرزا بدر بیگ صاحب اور ہمارے دادا مکرم مرزا دین محمد صاحب تھے۔ آپ کی شادی قادیان میں محترمہ عظمت بی بی صاحبہ سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بیٹی سرداراں بیگم صاحبہ اور دو بیٹے مکرم مرزا اکبر بیگ صاحب جن کو سردار بیگ صاحب بھی کہتے تھے اور ہمارے ابا جان مکرم مرزا محمد شریف بیگ صاحب سے نوازا۔ آپ یعنی دادا جان زمیندارہ کرتے تھے اور لنگر وال میں دو مربع اراضی کے مالک تھے۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں ہی بیعت کر لی تھی۔ شاید لنگر وال گاؤں کا نام پہلے کچھ اور ہوتا ہوگا۔ لیکن میرے دادا جان کی مہمان نوازی کی وجہ سے اس کا نام لنگر وال مشہور ہو گیا۔ صبح شام ان کے سترخوان پر جب تک کوئی مہمان نہ ہوتا کھانا نہ کھاتے ایک دفعہ کا واقعہ جو وہاں کے رہائشی لوگوں سے معلوم ہوا ہے اور عزیز و اقارب میں بھی مشہور ہے کہ ساتھ والے گاؤں میں ایک سکھوں کی بارات آئی بارات نے فرمائش کی کہ ہم نے پلاؤ زردہ ہی کھانا ہے۔ گاؤں والے غریب تھے انہوں نے کہا

مرزا دین محمد صاحب لنگروال ہی کھلا سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ تک بات پہنچی آپ نے کہا کوئی بات نہیں انتظام ہو جائے گا۔ جس طرح بارات نے خواہش کی ہے ویسے ہی ہو گا۔ چنانچہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے گھر گئے اور اپنی بیوی محترمہ عظمت بی بی صاحبہ سے کہا کہ اس طرح بارات آئی ہے آج وہ ہماری مہمان ہو گی۔ گھر والوں نے بتایا کہ چاول تو گھر میں نہیں ہیں۔ محترم مرزا صاحب نے فرمایا کہ اندر جو کوٹھری میں مٹکا پڑا ہے اس میں ہوں گے۔ حالانکہ سب مٹکے خالی تھے جب اندر والا مٹکا کھولا تو چاولوں سے بھرا پڑا تھا۔ چنانچہ پلاؤ زردہ پکایا گیا اور اس سے بارات کی خوب تواضع ہوئی۔

لنگروال میں ایک باغ ہے جو اس مغل خاندان کا تھا۔ لیکن مقدمہ کر دیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علم ہوا آپ نے دعا کی اور دوبارہ ہمارے دادا جان مرزا دین محمد صاحب کو مل گیا۔ آپ قدآور تھے اور سفید پگڑی باندھتے، داڑھی رکھتے تھے۔ غرباء کی مدد کرتے تھے، بہت ہی نیک اور عبادت گزار تھے۔ پھلدار درخت لگانے کا شوق تھا۔ جب بھی وقت ملتا تو حضرت مسیح موعود کی خدمت میں حاضر رہتے اور کوشش کرتے کہ آپ کی خدمت کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جائے۔

حضرت مکرم مرزا دین محمد صاحب آف لنگروال نے بیان فرمایا ہے۔

''جس کمرہ میں آپ کی رہائش تھی وہ چھوٹا سا تھا جس میں ایک چارپائی تو آپ نے مجھے دی ہوئی تھی اور خود تخت پر سوتے تھے۔ فجر کی نداء کے وقت آپ پانی کے ہلکے ہلکے چھینٹوں سے مجھے جگا دیتے۔''

(شمائل احمد ص 74)

ہمارے دادا جان مرزا دین محمد صاحب آف لنگروال ایک اور روایت بیان کرتے

ہیں:۔

''بٹالہ میں آپ (حضرت مسیح موعودؑ) کی ایک حویلی تھی وہاں جا کر اترتے۔صبح کا کھانا آپ گھر سے کھا کر جاتے بٹالہ میں شام کے لیے مجھے دو پیسے دیتے۔میں اس کی دو روٹیاں اور دال لے کر آتا۔آپ اس میں سے بہت تھوڑی روٹی کھاتے یعنی 1/4 حصہ اور اس کے بعد وہ روٹی اس مکان میں ایک غریب شخص رہتا تھا اس کو دے دیتے۔اس کے بعد نوکر کو جو گھوڑا لے کر جاتا تھا دو آنے دیتے۔اور مجھے چار آنے دیتے کہ بازار سے جا کر جسب منشاء روٹی کھا لو۔دوسرے دن آپ تحصیل میں چلے جاتے میں باہر بیٹھتا تھا۔دوپہر کے وقت وقفہ ہوتا تھا۔اس میں آپ باہر تشریف لاتے اور مجھے چند پیسے دیتے کہ بھوک لگی ہوگی کوئی چیز کھا لو۔''

(شمائل احمد ص 74)

دادا جان مکرم مرزا دین محمد صاحب آف لنگروال نے 1944ء میں وفات پائی اور آپ کے اپنے باغ میں ہی تدفین ہوئی تھی۔آپ کی اہلیہ یعنی ہماری دادی جان محترمہ عظمت بی بی صاحبہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے وصیت کی ہوئی تھی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہیں۔

میں اور میرے خاوند مکرم رانا مبارک احمد صاحب صدر حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور جب قادیان 2005ء کے جلسہ سالانہ پر گئے تو بہشتی مقبرہ دعا کے لیے روزانہ جاتے رہے۔محترمہ دادی جان عظمت بی بی صاحبہ کی قبر پر بھی دعا کے لیے گئے۔اللہ تعالیٰ میرے دادا جان اور دادی جان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا کرے۔آمین اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کی بیشمار دعائیں نسل در نسل اور اس کی

برکات مل رہی ہیں کہ میرے ابا جان مکرم مرزا محمد شریف بیگ صاحب مرحوم سابق صدر جماعت احمدیہ پتوکی ضلع قصور میں بھی دیگر اوصاف کے علاوہ مہمان نوازی کا اتنا جذبہ تھا کہ مہمان کے بغیر کھانا نہیں کھاتے تھے۔ مقامی ریلوے اسٹیشن سے مسافروں کو پکڑ لاتے ۔اسی طرح میری والدہ محترمہ رشید بیگم صاحب کا بھی حال ایسا تھا۔ جب کھانا بچوں کو دیتیں تو پانچ گھروں میں سالن ضرور تقسیم کرتیں اور یہی حال ان کے بیٹے یعنی میرے بڑے بھائی مکرم مرزا محمد سعید بیگ صاحب جو خود بھی صدر جماعت پتوکی تھے۔ سب مہمانوں کے وہ میزبان ہوتے ۔ جب اسیر راہ مولا تھے وہ رہا ہو کر گھر جانے لگے تو دیگر قیدی کہنے لگے مرزا صاحب کچھ دن اور رک جائیں ۔ہمیں بھی آپ کے گھر کے اچھے اچھے کھانے مل رہے تھے۔

خاکسار کے منجھلے بھائی مکرم مرزا محمد لطیف بیگ صاحب مرحوم اسیر راہ مولا مہمان نوازی اور کھانے پینے کے بہت شوقین تھے ۔ اللہ ان کو بھی جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام نصیب کرے۔ عاجزی اتنی کہ جب کبھی دارالضیافت میں قیام کرتے تو آتے وقت حضرت مسیح موعودؑ کے لنگر خانہ کی روٹیوں کے ٹکڑے اٹھا لاتے اور پانی میں بھگو کر کھا لیتے ۔غرض آج بھی دادا جان مکرم مرزا دین محمد صاحب آف لنگروال کا ذکر خیر آتا ہے تو آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔ احمدیت اور خلافت کے زیرسایہ کیسی کیسی ہستیاں گزری ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام نصیب کرے اور ہم جو ان کی نسل سے ہیں۔ ہمیں ہمیشہ خلافت کی اطاعت وفاداری خدمت دین کے جذبہ سے سرشار رکھے۔ آمین (جمیلہ بیگم رانا لاہور)

☆☆☆☆☆

محترم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب کی یاد میں

(موصوف علمی و دینی خدمات بجالانے والے اور نافع الناس وجود تھے)

سلسلہ کے کسی بھی عہدیدار خواہ چھوٹا ہو یا بڑا عزت و احترام ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی زندگیاں خدا کے دین کے لیے وقف کی ہوتی ہیں اس سلسلے میں خاکسار اپنے شفیق، مہربان، سلسلہ کے ایک قدیمی خادم، جید عالم اور نظارت اصلاح وارشاد میں خدمت بجالانے والے مکرم و محترم سید احمد علی شاہ صاحب کا ذکر خیر کرنا چاہتا ہے۔ ایسے وجود جب دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں تو ان کی خدمات اور نیک نامی کی وجہ سے تادیر ان کی یاد دلوں میں قائم رہتی ہے۔ خاکسار کے ساتھ مولانا موصوف کی طویل عرصہ تک شفقت رہی آپ نے مورخہ 10 اگست 2003ء میں 92 سال کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد مبارک ہے ''جو لوگ دین کے لیے سچا جوش رکھتے ہیں ان کی عمر بڑھائی جاوے گی اور حدیثوں میں جو آیا ہے کہ مسیح موعود کے وقت عمریں بڑھا دی جاویں گی اس کے معنی یہی مجھے سمجھائے گئے ہیں کہ جو لوگ خادم دین ہوں گے ان کی عمریں بڑھائی جاویں گی جو خادم نہیں ہو سکتا وہ بڈھے بیل کی مانند ہے کہ

مالک جب چاہے اسے ذبح کرڈالے اور جو سچے دل سے خادم ہے وہ خدا کا عزیز ٹھہرتا ہے اور اس کی جان لینے میں خدا تعالیٰ کو تردد ہوتا ہے۔ اِس لیے فرمایا واما ما ینفع الناس۔۔۔۔۔۔۔(الرعد:18)

(ملفوظات جلد ص283)

خدمت دین کرتے ہوئے آپ نے 92 سال عمر پائی۔ آپ مورخہ 2 ستمبر 1911ء کو گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد صاحب کا اسم گرامی مکرم سید حیات شاہ صاحب تھا۔ جنہوں نے اپنے خاندان میں سب سے پہلے 1901ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی۔ آپ نے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ایک فرم میں پرائیویٹ سروس کی اور پھر 1938ء سے 1941ء سے آپ بطور مربی سلسلہ سیالکوٹ، کراچی، حیدرآباد ڈویژن، ڈیرہ غازی خان، مظفر گڑھ، سرگودھا اور گوجرانوالہ میں خدمات سلسلہ بجالاتے رہے۔ آپ دعا گو شخصیت تھے جہاں جہاں بھی آپ مربی سلسلہ رہے اپنی شفقت کی وجہ سے ہر جگہ ہر دلعزیز بنے رہے۔ جماعتی اخبارات و رسائل میں آپ کے متعدد مضامین شائع ہوئے، تین درجن سے زائد کتب آپ نے تحریر کیں۔ آپ کو اپنی سوانح عمری کتابی صورت میں شائع کرنے کی توفیق ملی۔ قرآن کریم کے ساتھ آپ کو عشق تھا۔ مدتوں آپ درس قرآن کریم دیتے رہے اور مختلف جماعتوں میں آپ خطاب بھی کرتے رہے۔ آپ ہمیشہ مسکراتے ہی نظر آتے، شرائط بیعت پر پوری طرح عمل کرنے والی شخصیت تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کے مطابق، تقویٰ کی راہ، پنجوقتہ نماز، اور تہجد کا التزام کرتے، ہر وقت اصلاح نفس کی نہ صرف خود کوشش کرتے بلکہ ہر احمدی کو بار بار اس کی

تاکید کرتے آپ کی زبان پر ہر وقت درود شریف کا ورد رہتا۔

خاکسار نے ان کو اپنے یورپ کے سفر کے بارے میں تحریر کیا ان کا جواب آیا خوشی اس امر سے ہوئی ہے کہ آپ کو یورپ میں ایک ماہ کے دورے میں جرمنی، فرانس، ہالینڈ دیکھنے اور سیر کرنے کا موقعہ نصیب ہوا الحمد اللہ مشن ہاؤس خود دیکھنے سے۔ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی اپنی آنکھوں سے پوری ہوتی دیکھی کہ میں تیری (دعوت) کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا خدا آپ کو دینی و دنیوی ترقیات سے نوازے اور لاد کی خوشیوں سے متمتع کرے اور خدمات دینیہ کی بہتر سے بڑھ کر توفیق فرماوے آپ پر اس کا فضل عظیم رہے۔"

محترم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب کو خلافت سے بہت زیادہ لگاؤ تھا۔ خاص طور پر جب لاہور تشریف لاتے تو خاکسار ملاقات کے لیے تو ضرور حاضر ہوتا اور ربوہ میں بھی جا کر حاضر ہوتا آپ نے ساری زندگی درس و تدریس اور خدمت دین میں گزاری اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور ہم سب کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

☆☆☆☆☆
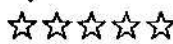
مکرم وسیم احمد صاحب کا ذکر خیر

جماعت احمدیہ لاہور کے حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے ایک خوبصورت وخوب سیرت نوجوان مکرم وسیم احمد صاحب مورخہ 28 مئی 2010ء جمعۃ المبارک کے روز دارالذکر میں عبادت کرتے ہوئے اپنے خون کا نذرانہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر گئے۔ دفتر مال روڈ پر ہونے کی وجہ سے ہمیشہ جمعہ دارالذکر میں ادا کرتے تھے اور وقت سے پہلے جا کر پہلی صف میں بیٹھ جاتے۔ سانحہ کے روز بھی دارالذکر کے مین ہال میں پہلی صف پر بیٹھے تھے۔ جب دہشت گرد اندر آئے تو محترم امیر صاحب کے حکم پر وہیں بیٹھے رہے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہے اور درود شریف کا ورد کرتے رہے۔ دہشت گرد کی گولیوں سے شدید زخمی ہو گئے آخر اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو گئے۔

آپ نہایت بلند اخلاق، خوش گفتار، با اصول، باحیا عملی طور پر خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے اپنوں کے غمگسار اور غیروں کے کام آنے والے۔ والدین پر جان نچھاور کرنے والے، حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن میں ناظم اطفال نہ صرف اپنی اولاد کی تربیت کرنے والے بلکہ حلقہ کے ہر طفل کو نیکی کا سبق دینے والے نے اپنی جان خدا کے دین کے لیے قربان کر دی۔ جماعتی عہدے داروں کی دل و جاں سے عزت

کرنے والے اور اطاعت کرنے والے تھے۔ خدمت کی ایسی لگن تھی ۔ کہ انہوں نے مال کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ہمیشہ خدمت دین کو سامنے رکھا۔ اکثر کہا کرتے تھے خدمت دین کو ایک فضل الٰہی جانو۔

مقابلہ جات کروانے کے لے اطفال کی تیاری کرواتے۔ اکثر آپ کے زمانے میں اطفال الاحمدیہ نمایاں پوزیشن حاصل کرتے صدر حلقہ ہو یا کوئی اور عہدے دار یا خدام الاحمدیہ کے قائد ہر کسی کی اطاعت کو اپنا فرض خیال کرتے ۔ شہادت تک ناظم اطفال کے طور پر تندہی سے کام کر رہے تھے۔ اطفال کے اجلاسات کے لیے ان کے والدین کو بروقت اطلاع کرنا۔ اطفال کو بروقت جمع کرنا اور جو طفل سواری نہ ہونے کی وجہ سے نہ آئے اس کو گھر سے لانے کا انتظام کرنا تا کہ کوئی طفل اجلاس کی کارروائی سے محروم نہ رہے۔ بڑی محبت اور شفقت سے اطفال الاحمدیہ اور جماعت کے کاموں کو خوشی خوشی سرانجام دیتے تھے۔ آپ اطفال الاحمدیہ کی تعلیم و تربیت کے لیے بہترین رہنما تھے بلکہ ان کے دوست بن کر ان کی تربیت کرتے تھے۔ آپ کو گھر میں پھول لگانے کا بہت شوق تھا۔ گویا خوبصورت ماحول بہت پسند کرتے تھے۔

آپ کی عمر 38 سال تھی آپ مکرم عبدالقدوس صاحب آف پورن نگر سیالکوٹ کے چشم و چراغ تھے ۔ مکرم وسیم احمد صاحب کا تعلق حضرت میاں نظام دین صاحب جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ بانی سلسلہ احمدیہ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی سے تھا۔ اس طرح ان کا تعلق حضرت بابو قاسم دین صاحب سے بھی تھا۔ اور دوسرے چچا حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں رہے۔ ایف ایس سی تک تعلیم سیالکوٹ میں ہی حاصل کی ۔ اس کے بعد Space میں بی ایس ای اور ایم ایس سی کمپیوٹر سائنس

پنجاب یونیورسٹی سے کی۔ کچھ عرصہ پیشتر دوسری مرتبہ لاہور تشریف لائے اور ایک فرم میں مینیجر کے فرائض ادا کر رہے تھے۔

مکرم وسیم احمد صاحب پانچ بہن بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ جس نے رضائے الٰہی کے لیے اپنی جان قربان کر دی اور یہ سب کی پیاری والدہ کی تربیت کا بھی اثر تھا۔ خود زیادہ تعلیم یافتہ نہ ہونے کے باوجود ان کی خواہش تھی کہ میری اولاد بہت زیادہ تعلیم حاصل کرے اور خاندان اور جماعت کا نام روشن کرے۔

مرحوم کی شروع ہی سے خواہش تھی کہ راہ مولیٰ میں قربانی کا موقع مل جائے اور ان کا یہ کہنا تھا۔ جب بھی موقع ملا قربانی کے لیے اپنے آپ کو پیش کروں گا۔ چھوٹے بھائیوں کو پھلتا پھولتا دیکھ کر بہت خوش ہوا کرتے تھے بڑے ہونے کی وجہ سے ان کی خدمت بھی کرتے اور خوش ہوتے ابتدا سے ہی ان کی کوشش تھی۔ کہ اولاد کی تربیت ایسی ہونی چاہیے کہ احمدیت کی محبت ان کے دلوں میں کوٹ کوٹ کر بھر جائے اطاعت کا نمونہ ایسے طور پر ان میں منتقل ہو جائے کہ ہر اچھا وصف کمال طریق پر ان کی اولاد میں نمایاں ہو۔ جس دن یہ سانحہ پیش آیا۔ وہ درود شریف پڑھ رہے تھے۔

آپ کو قرآن کریم سے محبت بھی تھی۔ اس طرح خلافت سے بھی دل وجان سے محبت رکھتے تھے چندہ کی ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے خاکسار نے دونوں میاں بیوی کی وصیت کروائی۔ وصیت کا چندہ با قاعدہ ادا کرتے تھے اپنے بجٹ سے بڑھ کر ہی چندہ ادا کرتے۔ اور شکر بھی کرتے کہ اس نے توفیق دی۔ 28 مئی کو ہی ان کے لواحقین ان کی میت کو ان کی اہلیہ محترمہ رابعہ وسیم صاحبہ اور دونوں بیٹوں کے ہمراہ اپنے آبائی شہر سیالکوٹ لے گئے اور 29 مئی 2010ء کی صبح سیالکوٹ میں جنازہ پڑھایا۔

جس میں سیالکوٹ کی ساری جماعت شامل ہوئی پھر میت ربوہ لے گئے وہاں پر نماز جنازہ مکرم مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ نے پڑھائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ 9 جولائی 2010ء خطبہ جمعہ میں حضور نے مرحوم کا ذکر خیر فرمایا اور دعائیں کیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بہت پیارے خط میں تحریر فرمایا۔

آپ کا خط مورخہ 31 مئی 2010 کو موصول ہوا جس میں آپ نے بیت النور اور دارالذکر لاہور کے انتہائی دردناک واقعات پر اظہار تعزیت کیا ہے۔ یہ تو ساری جماعت کا سانجھا دکھ ہے لیکن ہم اللہ کی رضا پر راضی ہیں اور اپنے غم و ہم اس کے حضور پیش کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام (۔) کی قربانی قبول فرمائے اور بیماروں کو جلد شفاء عطا فرمائے اور صحت وتندرستی والی زندگی سے نوازے۔ اپنے فضل سے ابتلاؤں میں ہر احمدی کو ثبات قدم عطا فرمائے۔ آمین! میری طرف سے سب کو میرا محبت بھرا سلام پہنچادیں اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ آمین! پھر حضور نے خاکسار کے خط کے جواب میں فرمایا کے لاہور کے اندوہناک سانحہ پر آپ کی طرف سے نیک جذبات کا پُر خلوص خط ملا۔ اللہ تعالیٰ جن کے لیے (۔) مقدر کی تھی وہ تو ابدی زندگی پا گئے مگر جن بدبختوں نے یہ ظالمانہ قدم اٹھایا ہے وہ خدا کی پکڑ سے نہیں بچ سکتے۔ خدا ان سے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب لے گا۔۔۔۔۔۔

اللہ تعالیٰ تمام شہداء کو اپنی مغفرت کے سایہ میں رکھے اور اپنی رحمت کی چادر میں ڈھانپ لے اور درجات بلند فرمائے۔ لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ زخمیوں کو جلد

شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور جماعت کے ہر فرد کو ہمیشہ اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین!

آخر میں خاکسار مکرم وسیم احمد صاحب جیسے انمول ہیرے کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہوئے ان کے لواحقین کو صبر جمیل کی دعا کرتے ہوئے درخواست کرتا ہے کہ یہ تو زندہ لوگ ہیں ان کی اس قربانی کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی اہلیہ محترمہ رابعہ وسیم صاحبہ ان کے بچوں اور والدین اور بہن بھائیوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھوالناصر

لندن
3-6-10

مکرم رانا مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

لاہور کے اندوہناک سانحہ پر آپ کی طرف سے نیک جذبات پر مشتمل پرخلوص خط ملا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ نے جن کے لئے شہادت مقدر کی تھی وہ تو ابدی زندگی پا گئے مگر جن بدبختوں نے یہ ظالمانہ قدم اٹھایا ہے وہ خدا کی پکڑ سے نہیں بچ سکتے۔ خدا ان سے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب لے گا۔ انشاء اللہ۔ اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا۔ اللہ تعالیٰ تمام شہداء کو اپنی مغفرت کے سایہ میں رکھے اور اپنی رحمت کی چادر میں ڈھانپ لے اور درجات بلند فرمائے۔ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ زخمیوں کو جلد شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور جماعت کے ہر فرد کو ہمیشہ اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ آمین

والسلام
خاکسار
مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

لندن

15-6-10

مکرم رانا مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

لاہور میں شہداء کے لواحقین سے تعزیت اور زخمیوں کی عیادت کے حوالہ سے آپ کا خط ملا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ تمام شہداء کو اپنی مغفرت کے سایہ میں رکھے اور اپنی رحمت کی چادر میں ڈھانپ لے اور درجات بلند فرمائے۔ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ زخمیوں کو شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور جماعت کے ہر فرد کو ہمیشہ اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ آمین

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

مکرم عبدالمنان صاحب کا ذکر خیر

مکرم عبدالمنان صاحب سول انجینئر مورخہ 2 جون 2010ءکوطویل بیماری کے بعد علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں ہم سب کو سوگوار چھوڑ کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔آپ مکرم ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب کے بیٹے تھے۔آپ 1952ء میں سیالکوٹ کے ایک مخلص خاندان میں پیدا ہوئے۔آپ کے دادا جان کا نام میراں بخش صاحب تھا اور ان کے پڑدادا حضرت میاں نظام دین صاحب جو کہ رفیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔شروع سے ہی نہایت خاموش طبع واقع ہوئے تھے۔تعلیمی لحاظ سے نہایت ہی قابل اور خاص کر حساب کے ماسٹر سمجھے جاتے تھے۔مرے کالج سیالکوٹ سے ایف ایس سی کرنے کے بعد لاہور میں یو ای ٹی سے انجینئرنگ میں ڈگری نمایاں نمبروں سے حاصل کی۔کچھ عرصہ ایک کمپنی میں پرائیویٹ سروس کرتے رہے۔واپڈا میں بطور اسٹنٹ انجینئر آغاز کیا اور ترقی کرتے کرتے وفات کے وقت تک ڈائریکٹر کے عہدہ پر کام کر رہے تھے۔اپنے کام کے ساتھ نہایت مخلص تھے۔ساری عمر یعنی سروس میں بالکل صاف دامن رہے۔طبیعت اتنی سادہ تھی کہ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ اتنے بڑے عہدے پر کام کرتے ہیں۔بیماری کی حالت میں جبکہ ڈاکٹرز چھٹی کے لیے کہتے تھے لیکن وہ آخر تک دفتر جاتے رہے۔آخری دفعہ ایک دفتر سے دوسرے دفتر میں ٹرانسفر

ہونے پر چارج دینے اور چارج لینے کے لیے دودن شدید گرمی میں دفتر جاتے رہے جبکہ انہیں بخار 105 ڈگری تھا۔ اور اس حال میں آکسیجن Oxygen کا چھوٹا سلنڈر لگا کر پاکستان کی خدمت انجام دیتے رہے ان کو پھیپھڑوں اور سانس کی تکلیف تھی۔ آخری وقت تک وہ کہتے تھے دفتر میں ضروری کام ہے اپنی جان کی پرواہ نہ کی اور کام کرتے رہے اور خدمت سرانجام دیتے رہے۔ جس طرح ہر احمدی کا یہی شیوہ ہے کہ وہ وطن عزیز کی دل وجان اور ایمان داری سے خدمت سرانجام دیتا ہے۔

آپ اپنے دفتری ماحول میں احمدیت کا ایک نمونہ تھے۔ چند اور احمدی ملازموں کو ساتھ لے کر دفتر میں ہی نماز ظہر وعصر ادا کرتے رہے اور دفتری ڈیوٹی انجام دیتے ہوئے بخار کی شدید بیماری کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی پیارے ہوگئے اور مولا حقیقی سے جاملے۔

محترم عبدالمنان صاحب بہت سی خوبیوں کے حامل تھے آپ نہایت زیرک، معاملہ فہم، صاف گو، انتہائی محنتی، سلسلہ احمدیہ کے ساتھ بے حد مخلص اور محبت کرنے والے تھے۔ کبھی بیماری کے دوران کسی سے شکوہ نہیں کیا۔ ہمیشہ مسکرا کر ملتے اور کبھی بھی اپنی تکلیف کا اظہار نہیں کیا۔ بچپن سے ہی جماعتی خدمات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سعادت اور انعام سمجھتے۔ جب سے لاہور آئے وہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے حلقہ میں شعبہ مال کی خدمت سرانجام دیتے رہے کافی عرصہ سیکریٹری مال کے عہدے پر فائز رہے اور پوری ذمہ داری سے خدمت کرتے۔ اس کے علاوہ اسی حلقہ میں سیکرٹری وقف نو بھی رہے۔ بچوں کی تربیت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ نیز اس کے علاوہ صدر حلقہ یا کسی دوسرے عہدیدار کی طرف سے کوئی کام سونپا گیا تو اسے اپنی ذمہ واری

سمجھ کر نبھایا۔ وفات سے کچھ عرصہ پہلے اس بات کا کئی دفعہ اظہار کر چکے کہ اب تندرست ہو کر صرف اور صرف جماعت کے لیے اپنی زندگی وقف کروں گا۔ ایک دفعہ خاکسار سے کہنے لگے۔ اب تین سال کے بعد کیا کروں گا۔ جب میری ٹرانسفر دوسرے شہر میں ہو جائے گی۔ میں یہی کہتا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہیں رہیں گے۔ بشرطیکہ آپ سلسلہ کی خدمات کرتے رہیں۔ اس طرح انہیں 13 سال حلقہ میں خدمت کی توفیق ملی۔ جب کسی دوسرے شہر ٹرانسفر ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے لاہور میں ہی دوسرا دفتر کھول دیتا اور وہ لاہور میں اسی دفتر میں ٹرانسفر ہو جاتے۔

ایک عرصہ تک آپ نائب صدر انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹ اینڈ انجینئر (IAAAE) لاہور رہے۔ ربوہ میں کئی ایک عمارتوں کی تعمیر میں حصہ لیا۔ اپنی اولاد کو بھی جماعت کا وفادار بننے کی تلقین کرتے رہے اور ہمیشہ کہا کرتے تھے۔ یہ ضروری امر ہے کہ خود بھی دعائیں کریں، نمازیں باجماعت پڑھیں، قرآن کریم پڑھیں، درود شریف پڑھیں اور حضور انور کی خدمت میں مستقل دعا کے لیے خطوط لکھتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دینی و دنیوی ترقیات سے نوازتا رہے گا۔ اس طرح آپ اپنے خاندان اپنی جماعت اپنے عزیز و اقارب کے لیے مفید وجود بن جائیں گے۔ دو بیٹے وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہیں جن میں ایک بیٹا عزیزم روحان احمد جامعہ احمدیہ میں ہے۔ بڑا بیٹا صفوان احمد صاحب بھی جماعتی خدمت انجام دیتا رہتا ہے۔ ان کی اہلیہ محترمہ رضوانہ منان صاحبہ بھی حلقہ لجنہ میں نمایاں خدمات سرانجام دیتی رہتی ہیں۔ ان کی بیٹی کشف منان صاحبہ بھی لجنہ میں مختلف عہدوں پر فائز ہے اور خدمت سرانجام دیتی ہیں۔ اپنے بچوں کو اور جماعت کے دوستوں کو کہا کرتے تھے کہ

جماعت کی خدمت کرو۔ تو آپ کی تمام ضرورتیں خدا تعالیٰ اپنے فضل سے پوری کر دیتا ہے مالی لحاظ سے مضبوط نہ ہونے کے باوجود ہمیشہ توکل پر قائم رہتے اور کبھی چندوں اور حضور کی ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ مہمان نواز تھے اور خلافت سے خاص لگاؤ تھا۔ ہمیشہ دعا کے لیے حضور انور کی خدمت میں خط لکھتے۔ اپنی کوئی بھی پریشانی ہو تو حضور انور کی خدمت میں عرض کرتے اس طرح وہ حضور کا قرب بھی حاصل کر لیتے۔

مقامی طور پر ان کی نماز جنازہ ان کے بڑے بھائی مکرم عبدالستار صاحب امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ شہر نے حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں پڑھائی۔ ربوہ میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ ربوہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد دعا مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ نے کروائی۔ اپنی زندگی میں ہی اپنا حصہ جائیداد ادا کر دیا تھا۔ مورخہ 28 مئی 2010ء ماڈل ٹاؤن اور دارالذکر میں جو دہشت گردی ہوئی ان کے بھائی مکرم عبدالقدوس صاحب کا نوجوان قابل بیٹا عزیزم وسیم احمد صاحب دارالذکر میں نماز جمعہ کے دوران راہ مولیٰ میں قربان ہو گیا۔ اس سے بہت پیار کرتے تھے وہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں ناظم اطفال الاحمدیہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی شہادت کو قبول کرے اور محترم عبدالمنان صاحب کو جنت الفردوس میں بلند سے بلند مقام عطا کرے اور بیوی اور بچوں کا خود کفیل بن جائے۔ آمین!

☆☆☆☆☆

محترم داؤد احمد سولنگی صاحب

مکرم داؤد احمد سولنگی صاحب نے مورخہ 15 اپریل 2002ء کو صبح 9 بجے یو بی ایل گوجرانوالہ ابھی ڈیوٹی شروع ہی کی تھی کہ ہارٹ اٹیک ہوا۔ اور اس جہان فانی سے رخصت ہو کر اپنے مولائے حقیقی سے 52 سال کی عمر میں جا ملے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جان فدا کر

آپ مکرم نصیر احمد سولنگی صاحب کے گھر گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ آپ مکرم ماسٹر محمد بخش سولنگی صاحب کے پوتے تھے۔ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے دعا گو بزرگ تھے۔ آپ نے تعلیم مکمل کرنے کے بعد گوجرانوالہ میں ہی یو بی ایل میں سروس کر لی۔ آپ نے ہمیشہ دیانتداری محنت اور خلوص نیت سے کام لیا۔ یہاں تک کہ آپ کے افسر بھی آپ کی تعریف کئے بغیر نہیں رہتے تھے آپ وقت اور ڈیوٹی کے سخت پابند تھے۔ 1974ء میں آپ کے سارے سامان (جہیز وغیرہ) کو مکان سے نکال کر گلی میں آگ لگا دی گئی۔ آپ اپنے گھر کے افراد کا بہت خیال رکھتے تھے۔ خاص طور پر اپنی بیوی، بچوں اور اپنے چھوٹے بھائی مکرم خلیل احمد سولنگی صاحب جو کہ مجلس خدام الاحمدیہ گوجرانوالہ کے قائد ضلع بھی رہے۔ آپ ہنس مکھ اور مہمان نواز تھے ہر کسی سے عزت و محبت اور پیار سے ملتے تھے۔

جماعتی عہدے داروں سے مل کر بے حد خوشی ہوتے۔ اپنے بچوں کو قرآن کریم حدیث اور کتب حضرت مسیح موعودؑ پڑھنے کی طرف توجہ دلاتے رہتے۔ حضور کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے رہتے۔ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی۔ آپ نے اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں محترمہ ثوبیہ صاحبہ اہلیہ مکرم عارف قریشی صاحب یو ایس اے، محترمہ فریحہ صاحبہ اہلیہ مکرم رانا منظور احمد صاحب ابن مکرم رانا مبارک احمد صاحب صدر حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور اور سب سے چھوٹی بیٹی ربیعہ داؤد صاحبہ جس کی شادی ان کی وفات کے بعد مکرم ملک فرید احمد صاحب گوجرانوالہ سے ہوئی اور ایک بیٹا جمال احمد سونگی چھوڑے ہیں۔ تمام بہن بھائیوں سے عاجزانہ درخواست ہے کہ میرے ابو مکرم داؤد احمد سونگی صاحب کے درجات کی بلندی کے لیے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے نوازے نیز خدا تعالیٰ ان کی بیگم صاحبہ کو صحت والی لمبی زندگی دے۔ ہم سب کا حافظ و ناصر ہو۔ ہم سب کو حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین!

☆☆☆☆☆
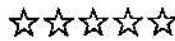
میرے نسبتی بھائی مکرم مرزا محمد اسحاق بیگ صاحب

بعض ایسے بھی بزرگ ہوتے ہیں جن کی یاد ہمیشہ دلوں میں تازہ رہتی ہے ان میں میرے ہم زلف مکرم مرزا محمد اسحاق بیگ صاحب ہیں۔ بڑے ہونے کے ناطے سے میرے ساتھ خاص شفقت سے پیش آتے جیسے ان کا حقیقی بھائی ہوں۔ آپ مکرم مرزا سلطان محمد بیگ صاحب اور محترمہ محمدی بیگم صاحب کے ہاں ایک گاؤں پٹی میں 12 اپریل 1909ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا رشتہ حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان سے بھی ملتا ہے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے آبائی گاؤں میں ہی حاصل کی۔ آپ کے والد صاحب مکرم مرزا سلطان محمد بیگ صاحب فوج میں رسالدار تھے۔ والد صاحب کی ریٹائرمنٹ کے بعد عارف والا میں زرعی زمین ملی۔

مکرم مرزا محمد اسحاق بیگ صاحب نے کئی خواب دیکھنے کے بعد اپنے والد صاحب سے پوچھ کر قادیان جا کر 1932ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیعت کی۔ آپ کی والدہ محترمہ اور خاندان والوں نے کوئی مخالفت نہیں کی۔ 1947ء میں آپ اپنے اہل وعیال کے ساتھ چک نمبر 165/EB عارف والا آ گئے۔ محترم مرزا محمد اسحٰق بیگ صاحب کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ مکرم مرزا محمد اسحٰق بیگ صاحب نے احمدیت اور خلافت کا دامن مضبوطی سے پکڑے رکھا۔

مکرم مرزا محمد اسحٰق بیگ صاحب کی شادی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد پر مکرم مرزا محمد شریف بیگ صاحب ابن مکرم مرزا دین محمد صاحب آف لنگر وال نزد قادیان جو کہ رفیق حضرت مسیح موعودؑ تھے کی بیٹی محترمہ اصغری بیگم صاحبہ کے ساتھ 1940ء میں ہوئی۔

محترمہ اصغری بیگم صاحبہ بہت ہی نیک، دین دار، مہمان نواز اور عبادت گزار خاتون تھیں آپ مورخہ 31 اگست 2002ء کو بعمر 80 سال وفات پا گئیں۔ آپ کی تدفین آبائی قبرستان میں ہوئی۔ آپ کے والدین خاندان حضرت مسیح موعودؑ اور خلافت سے خاص لگاؤ رکھتے تھے آپ نے اپنی ساس محترمہ محمدی بیگم صاحب کی دل و جان سے خدمت کی اس لیے محترمہ محمدی بیگم صاحب ان کے پاس ہی رہتی تھیں۔ عبادت گزار مہمان نواز غریب پرور خاتون تھیں۔ خاکسار 1966ء میں اپنی اہلیہ جمیلہ بیگم صاحبہ کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہوا ہمیں پیار دیا اور ساتھ 500 روپے کا نوٹ دیا۔ 95 سال کی عمر میں 1966 میں وفات پا گئیں۔

مکرم مرزا محمد اسحاق بیگ صاحب جلسہ سالانہ قادیان ہو یا جلسہ سالانہ ربوہ اپنے بچوں کے ساتھ جایا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اکثر خلیفۃ المسیح کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے۔ جماعت کے علاوہ اپنے حلقہ احباب میں ہر دلعزیز تھے عدل و انصاف کے لیے لوگ ان کے پاس آتے بارعب تھے لیکن غرباء کا بہت خیال کرتے۔ گھوڑی پر مربعوں میں جایا کرتے۔ اپنے گھر میں ہی بیت الذکر بنائی ہوئی تھی۔ اپنے بچوں کو لے کر نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔ جماعت کے عہدیدار جب بھی ان کے گھر آتے تو مہمانوں کی بڑی عزت اور خاطر و مدارت کرتے تھے۔ خاکسار اس وقت بہاولپور

میں تھا۔ خاکسار کو ملنے بہاولپور بھی آتے رہے جماعتی کام کرتے دیکھ کر بہت خوش ہوتے۔

آپ چند دن بیمار رہ کر 29 مارچ 1985ء میں اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ کا جنازہ محترم مربی صاحب ضلع ساہیوال نے پڑھایا۔ جنازہ میں دور ونزدیک سے کثرت سے احباب شریک ہوئے۔ ان کے آبائی قبرستان میں تدفین ہوئی۔ آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ اصغری بیگم صاحبہ کے علاوہ مندرجہ ذیل اولاد چھوڑی جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب کے سب احمدیت کے پروانے ہیں۔ تین بیٹے مکرم مرزا پرویز بیگ صاحب جو کہ 11 مارچ 1993ء میں 47 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ مکرم مرزا محمد فاروق بیگ صاحب محکمہ زراعت سے ڈپٹی ڈائریکٹر ریٹائر ہوئے۔ ایک بیٹا مکرم مرزا وقار بیگ صاحب جو کہ محکمہ کسٹم میں بطور افسر ڈیوٹی سر انجام دے رہے ہیں۔ تین بیٹیاں ہیں ایک بیٹی محترمہ عابدہ بیگم صاحبہ، دوسری بیٹی زاہدہ بیگم صاحب اہلیہ مکرم مرزا اختر بیگ صاحب ملتان اور تیسری بیٹی محترمہ ناصرہ بیگم صاحب اہلیہ مکرم مرزا ناصر احمد صاحب سمن آباد لاہور ہیں۔ بہت سے پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب احمدی ہیں جو کہ مکرم مرزا سلطان محمد بیگ صاحب اور محترمہ محمدی بیگم صاحب کی نسل میں سے ہیں۔

احباب جماعت دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ گلشن احمدیت سدا آباد رہے۔

☆☆☆☆☆

محترم میاں مبارک علی صاحب کا ذکر خیر

محترم میاں مبارک علی صاحب سابق زعیمِ اعلیٰ دہلی گیٹ و سلطان پورہ لاہور آخری دم تک خدمت دین کرنے والی ہستی مورخہ 9 مارچ 2009ء کو صبح ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئے۔ یہ سچ ہے کہ۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

خاکسار کی ان سے گزشتہ 30 سال سے واقفیت تھی۔ ان کو میں نے اسی طرح خدمت کرتے اور ہمیشہ ہی مسکراتے ہوئے پایا۔ آپ سلسلہ کے فدائی اور خدمت دین پر کمر بستہ تھے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرنے والے اور بدی کو بیزار ہو کر توک کرنے والے تھے دکھی انسانیت اور غریبوں کے پیارے اور صاف ستھری سیرت کے مالک تھے۔ احمدیت کے شیدائی غرض بہت ساری خوبیوں کے مالک تھے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہوئی تھیں۔ جماعتی کام ہو یا مجلس انصار اللہ کا کام تمام اخراجات خود ہی برداشت کرتے۔ خاکسار نے ان سے کسی جماعتی رسالہ کے لیے مبلغ -/300 روپے طلب کیے مسکراتے ہوئے کہنے لگے کاش آپ نے تین ہزار کہے ہوتے جماعتی اخبارات و رسائل کی دل کھول کر مدد کرتے تھے چندہ جات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہمارے حلقہ کے ایک سیکرٹری کہتے ہیں حلقہ سلطان پورہ میں محترم میاں مبارک علی صاحب

تحریک جدید کے وعدے لے رہے تھے تو خاکسار نے مبلغ -/50 روپیہ وعدہ دیا۔اس پر فرمانے لگے کم از کم اس وعدہ کو -/500 روپے تو کریں اللہ تعالیٰ پورا کرے گا۔اس زمانے میں ایک ٹیچر کی تنخواہ اڑھائی یا تین ہزار روپے ہوتی تھی۔انہوں نے کہا میں نے ان کے کہنے پر وعدہ کرلیا اللہ تعالیٰ نے غیب سے وہ -/500 روپے کی ادائیگی کروائی۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک ارشاد مبارک ہے:۔

''عزیزو! یہ دین کے لیے اور دین کی اغراض کے لیے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔''

(کشتی نوح۔روحانی خزائن جلد 19 ص 83)

اس کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی بھی کوشش کرتے رہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے وصیت کی۔کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ خوشخبری دی تھی کہ یہ نظام خدا تعالیٰ کا قرب پانے کا ایک ذریعہ ہے۔اس لیے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں خدا تعالیٰ سے خاص انعام ملے۔تو اس نظام میں شامل ہو جاؤ اور اس دروازے میں داخل ہو جاؤ آپؑ فرماتے ہیں۔

''دنیا کے کام نہ تو کبھی کسی نے کبھی پورے کئے ہیں اور نہ کرے گا۔دنیا دار لوگ نہیں سمجھتے کہ ہم کیوں دنیا میں آئے اور کیوں جائیں گے۔کون سمجھاوے جبکہ خدائے تعالیٰ نے نہ سمجھایا ہو۔دنیا کے کام کرنا گناہ نہیں مگر مومن وہ ہے جو در حقیقت دین کو مقدم سمجھے اور جس طرح اس ناچیز اور پلید دنیا کی کامیابیوں کے لیے دن رات سوچتا۔یہاں تک کہ پلنگ پر لیٹے کی فکر

کرتا ہے اور اس کی ناکامی پر سخت رنج اٹھاتا ہے ایسا ہی دین کی غم خواری میں بھی مشغول رہے دنیا سے دل لگانا بڑا دھوکہ ہے موت کا ذرہ اعتبار نہیں۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم مکتوب نمبر 9 صفحہ 73,72)

محترم میاں مبارک علی صاحب فضل الٰہی حاصل کرنے کے لیے اس جذبہ سے خدمت کرتے تھے۔

خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو
اس کے بدلے میں کبھی طالب انعام نہ ہو

خدمت دین ہوتی ہے صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے نہ دکھاوے کے لیے محترم مبارک علی صاحب وہ شخص تھے جو تھکتے نہیں تھے دین کی خدمت ان کی جان تھی۔ ہر عہدے دار سے بڑھ کر کام کرنے کی کوشش کرنا اپنا نصب العین خیال کرتے تھے۔ انصار کے زعیم اعلیٰ کی حیثیت سے جب کام سنبھالا تو کوئی وقت ایسا نہ تھا۔ جو کسی کمزوری یا کوتاہی کی نذر ہو جائے۔ بلکہ سلسلہ کا کام دوڑ دوڑ کر خود کرتے تھے میٹنگز اور اجلاسات کا انتظام بھی خود کرتے اور اطلاعات بھی لوگوں کے گھروں میں خود پہنچانے تھے۔ تمام جماعتی میٹنگز میں باقاعدگی کے ساتھ جاتے اور وہاں سے ملنے والی تمام ہدایات احباب جماعت کو بتاتے اور ان پر عمل کرواتے۔ اطاعت خلافت کا مادہ ان میں بھرا ہوا تھا۔ اسی طرح خلافت سے خاص لگاؤ تھا۔ کچھ عرصہ ہوا کہ انہیں فرش پر گرنے کی وجہ سے جسم پر چوٹیں آئی تھیں لیکن اپنی تکلیف کی پرواہ تک نہیں کی اور سہارے کے ساتھ خدمت سلسلہ کے لیے باقاعدہ جماعتی دفتر میں آئے اور ڈیوٹی

سرانجام دیتے اور دین کو دنیا پر مقدم کرتے رہے۔ آپ کا جنازہ لاہور میں مکرم مرزا ناصر محمود صاحب مربی ضلع اور ربوہ میں محترم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے مورخہ 9 مارچ 2009ء کو پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

پسماندگان میں بیوہ محترمہ نور صفیہ صاحبہ اور پانچ بیٹے مکرم میاں ظفر اقبال صاحب، مکرم میاں امجد اقبال صاحب، مکرم زاہد اقبال صاحب، اور مکرم شاہد اقبال صاحب اور چار بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت اس مخلص بھائی کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے درجات بلند فرمائے اور اپنی بخشش کی چادر میں لپیٹ لے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھوالناصر

لندن
17-3-2009

مکرم رانا مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا۔ مکرم میاں مبارک علی صاحب کی وفات کا پڑھ کر بہت افسوس ہوا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ ان سے رحمت و بخشش کا سلوک فرمائے اور درجات بلند کرے۔ میری طرف سے مرحوم کے تمام پسماندگان سے تعزیت کر دیں۔ اللہ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

آپ نے کچھ مریضوں کے لئے بھی دعا کی درخواست کی ہے۔ اللہ فضل فرمائے۔ سب کو کامل شفاء عطا کرے اور صحت والی زندگی سے نوازے۔ آمین۔
اللہ آپ کو بھی اپنے فضلوں سے نوازے اور ہر لحہ حامی و ناصر ہو۔ آمین

والسلام
خاکسار
مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

مکرم ومحترم شیخ مامون احمد صاحب کا ذکر خیر

خاکسار اپنے حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی ایک بزرگ ہستی کا ذکر خیر کرنا چاہتا ہے وہ ہیں مکرم شیخ مامون احمد صاحب جو گزشتہ سالوں میں دو مرتبہ زعیم اعلیٰ کے فرائض انجام دینے کے علاوہ امسال بھی بہت حسن وخوبی سے حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن کے زعیم اعلیٰ کے فرائض انجام دے رہے تھے کہ مورخہ 3 جنوری 2010ء کو رات 2 بجے ہمیں سوگوار چھوڑ کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ جانا تو سب نے ہی ہے لیکن کس قدر خوش نصیب ہوتا ہے وہ جو خدمت دین اور بنی نوع انسانوں کی خدمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو جائے۔ محترم شیخ مامون احمد صاحب مکرم شیخ عبدالواحد صاحب مربی سلسلہ اور محترمہ بشریٰ طاہرہ صاجب کے ہاں 2 مارچ 1943ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا جان مکرم شیخ عبدالحق ضاحب رفیق حضرت مسیح موعودؑ تھے۔ آپ والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔ آپ نے 5 سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ کا پہلا دور مکمل کیا۔ آپ بچپن سے ہی تعلیم میں نمایاں پوزیشن لیتے تھے۔ آپ نے 15 سال کی عمر میں ٹی آئی ہائی اسکول ربوہ سے میٹرک فسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ اسی طرح 17 سال کی عمر میں ایف ایس سی میں نمایاں پوزیشن لے کر وظیفہ حاصل کیا۔ آپ کے والد محترم شیخ عبدالواحد صاحب واقف زندگی مربی سلسلہ تھے۔ 1961ء میں ان کو جزائر فجی بھجوا دیا گیا۔ ان کے جانے کے بعد مامون صاحب کو ایک امریکن کمپنی میں ملازمت مل گئی۔ اس نے اعلیٰ تعلیم کے لیے انہیں بیروت بھجوایا۔ پڑھائی کے ساتھ ساتھ آپ وہاں کی جماعت کے بھی سرگرم رکن رہے۔ تعلیم کے دوران آپ کی ملاقات حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب (نور اللہ مرقدہ) سے ہوئی جو اس وقت عالمی عدالت انصاف کے جج تھے۔ اسی طرح جناب ذوالفقار علی بھٹو

صاحب سے بھی ملاقات ہوئی نوبل لاریٹ مکرم ومحترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی دوران آپ کو عمرہ کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔

تعلیم سے فراغت کے بعد آپ کو ربوہ میں بہت سی جماعتی اور پرائیویٹ بلڈنگز کی ڈیزائنگ اور تعمیر میں حصہ لینے کا موقع ملا۔ اس کے علاوہ کراچی انٹرنیشنل ائیر پورٹ کی تعمیر میں بھی آپ کسی کمپنی کے ساتھ کام کرتے رہے۔ لیکن آپ جہاں جہاں بھی رہے وہاں جماعت کے ساتھ گہرا تعلق رہا۔ کراچی جماعت میں بھی لیکچر وغیرہ دیتے رہے۔

آپ کی شادی مکرم ریٹائرڈ کرنل محمد شریف مرحوم سابق پرنٹر وپبلیشر المصلح کراچی کی بیٹی آنسہ شریف صاحبہ سے ہوئی۔ 1987ء میں آپ لاہور شفٹ ہو گئے۔ یہاں اپنی فرم بنائی اور ایک خوبصورت مکان بھی بنالیا۔ آپ جماعت احمدیہ حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں سیکرٹری جائداد اور سیکرٹری رشتہ ناطہ بھی رہے۔ اسی طرح تین مرتبہ زعیم اعلیٰ بھی رہے۔ دو دفعہ علم انعامی بھی حاصل کیا۔

خاکسار جولائی 1983ء سے جب سے یہ حلقہ بنا ہے اس کا صدر ہے۔ وہ ہمارے حلقہ کے سرگرم رکن تھے۔ مجھے کبھی بھی ان سے شکایت کا موقعہ نہیں ملا بلکہ ہمیشہ ہی بڑھ چڑھ کر تعاون اور اطاعت ان کی طرف سے ملی۔ 1994 میں ان کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوگیا۔ اورانہیں بھی دل کی تکلیف ہوگئی۔ اس تکلیف کے باوجود وہ سلسلہ کی خدمت میں کبھی بھی پیچھے نہ رہے اور بے حد جوش وجذبہ کے ساتھ فرائض انجام دیتے رہے۔ چندہ جات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ آپ موصی تھے۔ آپ کی نماز جنازہ مکرم شیخ منیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے پڑھایا۔ موصی ہونے کے ناطے ربوہ میں تدفین ہوئی اور وہاں نماز جنازہ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ نے پڑھائی۔ پھر حضور انور ایدہ اللہ نے

جنازہ غائب مورخہ 27 جنوری 2010ء بیت الفضل لندن میں پڑھائی۔ اور ساتھ ہی فرمایا کہ

"مکرم شیخ مامون احمد صاحب ابن مکرم عبدالواحد صاحب مربی سلسلہ مورخہ 3 جنوری 2010ء کو 67 سال کی عمر میں وفات پاچکے ہیں۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ بانی سلسلہ احمدیہ کے رفیق محترم شیخ عبدالحق صاحب کے پوتے تھے۔ نہایت ذہین اور محنتی انسان تھے۔ انجینئرنگ کی اعلیٰ تعلیم بیروت یونیورسٹی سے حاصل کی۔ دو مرتبہ زعیم اعلیٰ مقرر ہوئے دونوں مرتبہ آپ کی مجلس نے علم انعامی حاصل کرنے کی توفیق پائی۔ جماعت اور خلافت سے بہت محبت، فدایت کا تعلق رکھتے تھے۔ پانچ سال سے صحت کمزور ہونے کے باوجود جماعتی میٹنگز میں شمولیت کے لیے بڑے اہتمام سے ربوہ جایا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے چھوڑے ہیں۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ 8 فروری 2010ء)

خاکسار نے جب بطور صدر حلقہ اپنے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ان کی وفات کی اطلاع اور دعا کے لیے درخواست کی۔ حضور پرنور نے از راہ شفقت 8 جنوری 2010ء کو خط کے ذریعہ تعزیت فرمائی اور دعا کی۔

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

لندن
8-01-10

مکرم رانا مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا جس میں آپ نے مکرم شیخ مامون احمد صاحب کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم پرانے تعلق والے بھی تھے اور بے تکلفی، اخلاص، ادب ان کا خاصہ تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو مغفرت اور رحمت کی چادر میں لپیٹ لے۔ ان کے درجات بلند سے بلند تر فرماتا چلا جائے اور انہیں جنت میں اعلیٰ مقام دے اور سب لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

درویش صفت، نڈر متقی، خدمت کار،

مکرم ومحترم چوہدری محمد اشرف صاحب کا ذکر خیر

خاکسار اپنے ایک بہت ہی پیارے بزرگ جو لوگوں کو گھروں سے نماز کے لیے جگا کر بیت الذکر میں لے کر آتے تھے۔ جو حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں سکریٹری اصلاح وارشاد کے طور پر ایک طویل عرصہ خدمت بجالاتے رہے۔ سردی ہو یا گرمی ان کا معمول تھا کہ صبح ہر گھر کے دروازے پر دستک دیتے کہ آؤ نماز کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری دو اسی طرح قرآن کریم کے پڑھنے کی طرف بار بار احباب جماعت کو توجہ دلواتے۔ مسکراتے چہرہ کے ساتھ یہ خدمت سرانجام دیتے رہے۔ آج ان کا ذکر خیر آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ وہ ہیں مکرم چوہدری محمد اشرف صاحب جو کہ چار دن کی علالت کے بعد امریکہ میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔

17 فروری 2010ء ان کی وفات کا دن تھا 19 فروری 2010 کو محترم امیر صاحب غانا نے (مکرم آدم) بروز جمعۃ المبارک بیت الرحمٰن میری لینڈ یو ایس اے میں نماز جنازہ پڑھائی موصی ہونے کے ناطے بہشتی مقبرہ SYKE VILLE MARY LAND یو ایس اے میں تدفین ہوئی اس طرح ایک اور چراغ بجھ گیا۔

وہ مارچ 1917 میں پیدا ہوئے مرحوم چوہدری محمد افضل صاحب مقیم ورجینا چوہدری محمد امجد صاحب مقیم میری لینڈ اور چوہدری محمد طاہر مقیم ورجینا کے والد

محترم تھے وہ 1992 میں پاکستان سے امریکہ مستقل طور پر چلے گئے اور ورجینا میں رہائش پذیر ہوئے جہاں ان کے بیٹے بیٹیاں پہلے سے ہی رہائش رکھتے تھے پاکستان میں ان کا تعلق ضلع سیالکوٹ میں ایک مشہور گاؤں گھٹیالیاں سے تھا جس کی ساری آبادی اللہ کے فضل سے احمدی گھرانوں پر مشتمل ہے۔مکرم چوہدری محمد اشرف صاحب کے والد کا نام مکرم چوہدری محمد منیر احمد صاحب تھا۔ اور دادا کا نام چوہدری غلام رسول صاحب تھا۔ دونوں ہی رفیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ان کا پیشہ زمینداری تھا نہایت باوقار وضع دار گھرانہ تھا اور احمدیت قبول کرنے کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے رفیق صف اول شمار ہوتے تھے۔ چوہدری محمد اشرف صاحب اپنے بہن بھائیوں میں سب سے بڑے تھے دوسری جنگ عظیم کے وقت فوج کے پوسٹ آفس ڈویژن میں بھرتی ہوئے اور دوسری جنگ عظیم کے بعد انڈیا میں آپ کی پوسٹنگ ہوگئی ہجرت کے وقت فوج کی ملازمت چھوڑ کر پاکستان میں محکمہ جنگلات میں ملازمت اختیار کی اور پھر اسی محکمہ سے ریٹائر ہو گئے عرصہ دراز حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں رہائش رکھی اور طویل عرصہ آپ حلقہ میں سکریٹری اصلاح وارشاد رہے بچوں کو بھی ساتھ رکھا تا کہ ان کی تعلیم و تربیت ہو سکے۔

مرحوم بے شمار خوبیوں کے مالک تھے نہایت نڈر دانش مند، متقی، پرہیز گار مخلوق خدا سے بے حد محبت کرنے والے باہمت بلند حوصلہ بہادر انسان تھے۔اپنی ملازمت کے دوران کسی بڑے سے بڑے فوجی افسر کو بھی غلطی یا چوری پر پکڑنے سے نہ چوکتے۔اپنی سائیکل پر جائے وقوعہ پر یا ان کے گھر پہنچ جاتے ان کے خلاف رپورٹ کر دیتے کبھی کسی سے مرعوب نہ ہوتے بلکہ وہ ان کو چائے کی پیالی پلاتے معذرت

کرتے اور کسی نہ کسی طریقے سے احمدیت کی دعوت کا بھی موقعہ پیدا کر لیتے تھے۔ مایوس کن باتوں سے سخت نفرت کرتے تھے کسی منفی بات یا منفی رویہ کو بالکل برداشت نہ کرتے انتہائی سختی سے ٹوکتے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ احمدیت سے عشق کی حد تک پیار تھا۔ صوم صلوٰۃ کے اس قدر پابند تھے کہ آخری عمر میں بھول جاتے اور بار بار نماز پڑھنا شروع کر دیتے کہ شاید نماز نہیں پڑھی۔ تبلیغ اور احمدیت کی سچائی بیان کرتے رہنا ہی ان کا مشغلہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظموں کے اشعار گنگناتے رہتے تھے۔ خاص طور پر حضور کے اس شعر کا تو بہت ورد کرتے:۔

میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیان کدھر
اب دیکھو کہ یہ کیسا رجوع جہاں ہوا اک مرجع خاص یہی قادیاں ہوا

یہ چھوٹے بڑے سے اس قدر محبت سے پیش آتے کہ گمان ہوتا کہ شاید یہ کوئی ان کا اپنا بچہ ہے کہ سر پر ہاتھ پھیرتے خیریت پوچھتے اور پھر بہت اصرار کرتے کہ چائے پی کر یا کھانا کھا کر جاؤ پچھلے پانچ سال کا عرصہ Dialyse پر تھے کیونکہ گردے کام کرنا چھوڑ گئے تھے ان کی will Power کا یہ عالم تھا کہ جمعہ کی نماز کے لیے بیوت الذکر جاتے اپنی زندگی کے آخری دنوں تک واکر کے ساتھ چل پھر لیتے تھے کبھی اپنی تکلیف کا اظہار نہیں کیا۔ جب بھی کسی نے پوچھا تو کچھ اچھے جملے دہرا دیتے کہ اپنے مولا سے پیار کی باتیں کر رہے ہوں اللہ تیرا شکر ہے کہ اللہ تیرا کرم ہے اللہ تیرا رحم ہے میں عاجز مسکین بندہ تیرا تیرے فضلوں کا ہوں طالب تو ہے خالق تو مالک میں تیرے در پہ بیٹھا ہوں میں تیرا در نہ چھوڑوں گا میں تیرا در نہ چھوڑوں گا ورد کرتے کرتے آنکھیں بند کر لیتے جیسے اپنے مولا کی پیاری گود میں جا بیٹھے ہوں۔

اطاعت اس قدر کہ خاکسار ان سے بیس سال چھوٹا لیکن بطور صدر حلقہ اس طرح اطاعت کرتے کہ جیسے خاکسار سے بہت چھوٹے ہوں حالانکہ وہ میرے بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بھاگ بھاگ کر سلسلہ کی خدمت کرتے میٹنگ میں شرکت کرتے اور ہمیشہ مسکرا کر بڑے سے بڑا حلقہ کا کام سرانجام دیتے۔ اپنی رفیقہ حیات سے تعلق کی کہانی ایک الگ بڑا مضمون ہے ان کی وفات کے بعد کوئی تین یا چار سال کا عرصہ گذرا۔ دن رات یاد کرتے ہوئے گذارا اپنے پیچھے کوئی 75 افراد کا کنبہ چھوڑا ہے ان کے کل 8 بچے تھے جن میں ایک سب سے بڑی بیٹی کلثوم اختر شادی کے کچھ عرصہ بعد وفات پا گئیں اپنی ننھی بیٹی کو چھوڑ کر اور یہ بیٹی عائشہ احمد اپنی خالہ کے بڑے بیٹے عثمان گھسن صاحب کی زوجہ محترمہ ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے تین بیٹوں سے نوازا ہے باقی سات بچے خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے تاحیات ہیں حلقہ اقبال ٹاؤن لاہور کی طرح ورجینا اور میری لینڈ میں جماعت کی خدمت میں پیش پیش رہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے ان کی اولاد کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین!

☆☆☆☆☆

محترمہ امتہ السلام صاحبہ کا ذکر خیر

میری پیاری بہن آپ محترمہ امتہ السلام صاحبہ 1923ء کو لاہور لنگر وال تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئیں۔ آپ کے والد یعنی میرے ابا جان مکرم مرزا محمد شریف بیگ صاحب اور والدہ محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ تھے۔ اور دادا جان حضرت مرزا دین محمد صاحب آف لنگر وال رفیق حضرت مسیح موعودؑ تھے۔ ابا جان مکرم محمد شریف بیگ صاحب اپنے بچوں کی تعلیم و ترتیب کے لیے لنگر وال سے قادیان شفٹ ہو گئے اس طرح آپا جان محترمہ امتہ السلام صاحبہ نے ابتدائی تعلیم بھی قادیان میں ہی حاصل کی۔ قرآن کریم ناظرہ کا دور چھوٹی عمر میں مکمل کر لیا تھا۔ آپ کو بچپن سے ہی قرآن سے لگاؤ تھا۔ آپ کی شادی قادیان میں مکرم ڈاکٹر مرزا عبدالرؤف صاحب ابن مکرم مرزا عبدالغنی صاحب کے ساتھ ہوئی۔ خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے گھر آنا جانا رہتا تھا۔ اور حضرت اماں جان کی خدمت میں حاضر ہوتی رہتی تھیں۔ ویسے بھی آپ کی بڑی بہن صغریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا اجمل بیگ صاحب کا مکان ڈبل سٹوری جماعت کے دفاتر اور خاندان کے گھروں کے ساتھ تھا۔ اس لیے محترمہ امتہ السلام صاحبہ کا ان گھروں میں آنا جانا تھا۔ آپ کے سسرال کا گھر ریلوے سٹیشن قادیان کے سامنے کچھ فاصلہ پر ہی تھا۔ گھر حویلی نما تھا۔ ایک حصہ میں دودھ دینے والی گائے اور بھینس دوسرے حصہ میں سبزیاں وغیرہ کاشت کے لیے زمین اور ایک بڑے حصہ میں رہائش تھی۔ خاکسارہ نے جب جلسہ سالانہ قادیان میں حاضری دی تو خود جا کر دیکھا اور یہ وہی رہائش گاہ تھی جہاں میری پیاری آپا جان شادی کے بعد آئی تھیں۔ ہجرت 1947ء کے بعد مکرم ڈاکٹر مرزا عبدالرؤف صاحب کو رتن سینما میکلوڈ روڈ لاہور میں مکان مل گیا اور نیچے ڈاکٹر صاحب نے کلینک بنایا ہوا تھا۔ یہاں احمدی احباب اور

غرباء کا علاج کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ بچوں سے نوازا سب سے بڑی بیٹی امتہ النصیر صاحبہ اور پانچ بیٹے مکرم مرزا مبارک احمد صاحب مکرم مرزا ناصر احمد صاحب، مکرم مرزا خورشید احمد صاحب مکرم مرزا نفیس احمد صاحب اور سب سے چھوٹے بیٹے مکرم مرزا نسیم احمد صاحب ہیں۔

آخری عمر تک کتب حضرت مسیح موعودؑ اور الفضل اخبار آپ کی روحانی غذا تھی جب تک الفضل اخبار ایک ایک لائن نہ پڑھ لیتیں ان کو روحانی سکون نہیں ملتا تھا۔ قرآن کریم روزانہ تلاوت کرنے کا معمول تھا۔ کہا کرتی تھیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے۔

''پس بار بار قرآن شریف کو پڑھو تمہیں چاہیے کہ برے کاموں کی تفصیل لکھتے جاؤ اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے کوشش کرو ان بدیوں سے بچتے رہو۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 656)

پانچوں نمازوں کی پابند اور رمضان کے روزے بھی پابندی کے ساتھ رکھتی تھیں۔ خاکسار کے میاں مکرم رانا مبارک احمد صاحب صدر حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے ذریعہ وصیت خوشی خوشی کروائی اور اپنی زندگی میں ہی حصہ جائیداد ادا کر دیا۔ چندہ جات صدقات میں خوشی سے حصہ لیتی رہیں۔ ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھتیں اور دوسروں کو بھی نصیحت کرتیں کہ ایم ٹی اے ہی دیکھو ہجرت سے پہلے قادیان اور بعد میں ربوہ خود بھی جاتیں اور اپنے بچوں کو بھی لے کر جاتیں۔ خلافت سے خاص لگاؤ تھا۔ اپنے گھر میں لجنہ اماء اللہ کے ذریعہ جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کرواتی رہیں ہیں اور عہدیداروں کی آمد پر خوشی کا اظہار کرتیں، مہمان نوازی میں تو صف اول میں تھیں۔

آپ آخری عمر میں گھر کے فرش پر گر گئیں تھیں جس سے فریکچر ہو گیا اس طرح 12 سال کے قریب آپ ویل چیر پر رہیں اور نہایت ہی صبر و حوصلہ کے ساتھ زندگی

بسر کرتی رہیں اور بڑے ہی حوصلہ کے ساتھ اپنی اس بیماری کا مقابلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کو بھی خدمت کی توفیق دی جو ایک مثالی بات ہے۔ مورخہ 16 مارچ 2010ء کو صبح 2 بجے اپنے مولائے حقیقی سے جاملیں۔ مکرم محمود احمد قریشی صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے سمن آباد میں آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ موصیہ ہونے کے ناطے آپ کی میت کو ربوہ لے جایا گیا اور وہاں پر بیت المبارک میں ظہر کی نماز کے بعد مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب ناظر دعوت الی اللہ ربوہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی اور دعا مکرم ضمیر احمد ندیم صاحب مربی سلسلہ نے کروائی۔

بالآخر دعاؤں کے ساتھ آپا جان محترمہ امتہ السلام صاحبہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا گیا۔ احباب جماعت سے عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ میری بہن کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور بچوں کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

آپ کے بھائیوں میں مکرم مرزا محمد سعید بیگ صاحب مرحوم، مکرم مرزا محمد لطیف بیگ صاحب مرحوم اورر مکرم مرزا محمد حمید بیگ صاحب اور چار بہنوں میں محترمہ اصغری بیگم صاحبہ مرحومہ اہلیہ مکرم مرزا محمد اسحاق بیگ صاحب مرحوم، محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ مرحومہ اہلیہ مکرم مرزا محمد اجمل بیگ مرحوم، محترمہ نسیم بیگم صاحبہ مرحومہ اہلیہ مکرم مرزا منیر اللہ بیگ صاحب اور پانچوں جمیلہ بیگم رانا شامل ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے تاحیات ہے۔

☆☆☆☆☆
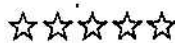
عزیزم عطاء النور صاحب کا ذکر خیر

خاکسار کا بیٹا عزیزم رانا عطاء النور صاحب فرش پر گرنے کی وجہ سے سر پر چوٹ آنے سے عین عالم جوانی میں قضاء الٰہی سے مورخہ 6 نومبر 2010 اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو گیا اور ہمیں جدائی کے کٹھن لمحات دے گیا۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا　　　اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

ہم تو اس کی رضا پر راضی ہونے والے ہیں وہی مالک حقیقی ہے جو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے چار بیٹے اور بیٹی عطاء کیے جن میں سے یہ سب سے چھوٹا تھا۔ حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمۃ اللہ نے ازراہ شفقت عزیزم عطاء النور کا نام بھی جب آپ نے 1976ء میں سویڈن کی مسجد کا افتتاح کیا موقعہ پر ایک خط کے ذریعہ اپنی قلم مبارک سے تحریراً ارسال فرمایا۔ عزیزم بہاولپور میں 12 اگست 1976ء کو پیدا ہوا۔ اب چند ایک باتیں اس کے بارے میں تحریر خدمت کرتا ہوں بچپن سے ہی بہت کمزور تھا۔ 1990 میں اپنی والدہ محترمہ جمیلہ رانا صاحبہ کے ساتھ جلسہ سالانہ یو کے پر گیا۔ وہاں پر اس نے سارے جلسہ کے پروگراموں میں حاضری دی وہاں پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے رابطہ ہوا اور بہت ہی خوش ہوتا رہا۔ حضور انور نے اس کو اپنی قمیض تحفہ کے طور پر دی پین اور رومال وغیرہ دیئے۔ اس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی تصویر یں رومال پین سب سے بڑھ کر پیار اور دعاؤں کا خزانہ دیا پچھلے سال بھی اس کے سر

کے تین اپریشن ہوئے صرف دس فیصد امید باقی تھی حضور کی دعاؤں سے شفاء یاب ہو گیا وہ اپنے آپ کو بڑا ہی خوش قسمت خیال کرتا تھا۔ایم ٹی اے سے خاص لگاؤ تھا۔پوری توجہ سے خطبہ اور ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھتا اور بہت خوش ہوتا اور جب کبھی ایم ٹی اے خراب ہو جاتا تو بے حد پریشان ہو جاتا جب تک وہ ٹھیک نہ کروا نا چین سے نہ بیٹھتا۔وقف نو کلاس میں جب حضور تشریف لاتے تو بہت خوش ہوتا اس کی بڑی تمنا تھی کہ کس طرح پیارے حضور سے ملاقات ہو جائے۔تین مرتبہ وہ قادیان میں جلسہ سالانہ پر جاتا رہا۔صبح شام پورا پروگرام دیکھتا اور بہت خوش ہوتا۔حالانکہ سخت سردی میں جلسہ ہوتا جماعت کی فتوحات تقریروں میں سن کر خوب نعرے لگاتا اکثر وہ وقف نو کے اجلاس یا حلقہ میں کوئی بھی اجلاس ہو تو وہ ضرور شامل ہوتا تھا۔اسی طرح بیت التوحید جمعہ کی نماز کے لیے سب سے پہلے پہنچ جاتا اور وہاں ساؤنڈ سسٹم کی دیکھ بھال اور خطبہ جمعہ سے پہلے دعاؤں کی درخواست جمع کرتا اور خطیب کے حوالہ کرتا اپنے بڑوں کی بہت عزت کرتا اور چھوٹوں سے پیار کرتا۔مربیان سلسلہ کی خاص عزت واحترام کرتا مہمان نوازی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی جب کوئی دوست ملنے لیے آتے تو اس کو سیدھا ڈرائنگ روم میں لے آتا پھر ماں سے کہتا کہ چائے دیں یا جوس پیش کر دیتا کوئی بھی عزیزوں میں سے مہمان آتے تو بڑا ہی خوش ہوتا اور مسکرا کر خوشی کا اظہار کرتا اس طرح اپنے ہوں یا غیر کوشش کرتا کہ گلے لگ کر مل لوں۔مرکز کے مہمانوں سے خاص طور پر خوش ہوتا۔فوٹو گرافی کا خاص شوق رکھتا اس کا معمول تھا کہ سردی ہو یا گرمی صبح 9 بجے نہانا ضرور ہوتا اور ہمیشہ صاف کپڑے پہن لیتا ذرا سا کپڑا میلا ہوتا تو فوراً دھونے کے لیے کہتا۔لجنہ کے جب گھر میں اجلاس ہوتے تو وہ باہر کھڑا ہو کر

حفاظتی ڈیوٹی دیتا جب گھر میں کوئی عورت بغیر پردہ کے آتی تو ضرور کہتا کہ یہ احمدی نہیں ہیں۔ جب خاکسار چندہ دیتا اس کی خواہش ہوتی تھی کہ وہ رسید لے کر جائے۔ اپنا چندہ وغیرہ خود دیتا۔ خاکسار 2004ء میں جب جلسہ سالانہ یوکے گیا تو حضور انور نے نظام وصیت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو شامل کرنے کا ارشاد فرمایا۔ خاکسار نے اسی وقت پچاس وصیتیں کروانے کا وعدہ کیا واپس آکر 80 کے قریب کروائیں حلقہ کے وصیت فارم میں کر رہا تھا اس نے بھی خواہش کا اظہار کیا کہ میری وصیت کریں چنانچہ 2004ء میں اس کی وصیت کروائی جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے منظور ہوگئی۔ وہ ہر ماہ لازمی چندہ دیتا اس طرح چندہ تحریک جدید امانت تربیت ودیگر چندہ جات دینے میں حصہ لیتا نمازیں ادا کرتا اور رمضان المبارک میں نمازِ عشاء وتراویح کے لیے بیت الاحد علامہ اقبال ٹاؤن پر ضرور جاتا اور یہاں دیگر خدام کو رمضان المبارک میں خصوصی انعام اس بات کا دیا جاتا کہ رمضان المبارک میں نماز تراویح کس خادم نے زیادہ پڑھی ہیں۔ وہاں عزیزم عطاء النور کو بھی انعام ملتا وفات سے کچھ عرصہ پہلے وہ ماں کے پاس سونے لگ گیا یعنی ہم سے اتنا زیادہ پیار کرنے لگ گیا کہ ہم حیران ہوئے کبھی ابو کی، کبھی اپنی والدہ کی ٹانگیں دابنے لگ جاتا نماز پڑھتے پڑھتے روتا بھی تھا کہ میں نے حضور کے پاس جانا ہے وفات کے بعد جب اسے نہلا چکے (یہ فرض مکرم شوکت محمود صاحب صدر دہلی گیٹ لاہور اور مکرم چوہدری محمد اقبال گورایا صاحب سکریٹری حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور نے ہی انجام دیا)۔ کا بیان ہے نہلانے کے بعد جب کفن پہنا دیں تو سب نے دیکھا کہ جیسے مسکرا رہا ہے۔ عزیزم عطاء النور صاحب کی نماز جنازہ 7 نومبر 2010ء کو مکرم قریشی محمد احمد صاحب نائب امیر

جماعت احمدیہ لاہور نے بیت التوحید علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی گراؤنڈ میں پڑھائی جس میں کثرت سے احباب شریک ہوئے۔ موصی ہونے کے ناطے سے ربوہ میں صدر انجمن احمدیہ کے لان میں مکرم مغفور احمد منیب صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد مقامی ربوہ نے پڑھائی اس کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی اور دعا کروائی گئی اس کے علاوہ کئی ایک ملکوں میں نماز جنازہ غائب کروئی گئی جن میں کینڈا، جرمنی، آسٹریلیا وغیرہ کیونکہ مرحوم کے عزیز واقارب وہاں رہائش رکھتے ہیں ان کی جماعتوں نے نہ صرف گھروں میں آکر افسوس کیا بلکہ کھانا بھی دیتے رہے جس سے بڑھ کر تو پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جنازہ غائب پڑھایا جس کی اطلاع دفتر پرائیویٹ کے سکریٹری صاحب نے دی الفضل اخبار ربوہ مورخہ 20 دسمبر 2010 اس طرح شائع ہوا۔

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سکریٹری صاحب لنڈن سے تحریر کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ یکم دسمبر 2010ء کو بوقت 12 بجے دوپہر بمقام لنڈن بیت الفضل لنڈن درج ذیل افراد کی نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائی۔

''مکرم رانا عطاء النور صاحب ابن مکرم رانا مبارک احمد صاحب صدر حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ایک ہفتہ بیمار رہنے کے بعد مورخہ 6 نومبر 2010 کو 34 سال کی عمر میں وفات پا گئے مرحوم نمازوں کے پابند مہمان نواز چندوں میں باقاعدہ خلافت سے خاص لگاؤ رکھنے والے مخلص نوجوان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔''

سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لنڈن مورخہ

16 نومبر 2010 تعزیت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

آپ کا خط ملا جس میں آپ نے اپنے بیٹے کی وفات کی اطلاع دی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کو بیٹے کی جدائی کا غم تو بہت زیادہ ہوگا۔لیکن **کل من علیھا فان** کے ارشاد کے بعد ہم یہی کہیں گے کہ **انا للہ وانا الیہ راجعون** ۔اگر ہم حقیقت میں خدا تعالیٰ کی طرف نظر رکھیں گے تو وہ اپنے فضلوں سے ہمارے لیے کافی ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور اس کے درجات بلند سے بلند فرماتا رہے۔میں انشاء اللہ ان کی نماز جنازہ غائب پڑھاؤں گا اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے اہل خانہ کو اس عظیم صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق دے اور ہر لحہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔آمین!

مورخہ 25 نومبر 2010 عزیزم عطاء النور صاحب کی تعزیت کرتے ہوئے حضور نے ارشاد فرمایا

”آپ کا 10 نومبر کا خط ملا بیٹے کی وفات پر میرا تعزیت کا خط امید ہے آپ کو مل چکا ہوگا۔میں انشاء اللہ اس کی نماز جنازہ بھی پڑھا دوں گا۔مجھے تو آپ کے بیٹے کی بیماری کا وفات سے ایک دن پہلے ہی پتہ چلا تھا اللہ مرحوم سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور اسے جنت الفردوس میں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ عطاء فرمائے اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اور باقی سب عزیزوں کو بھی صبر و حوصلہ سے یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے میری طرف سے سب عزیزوں تک بھی ہمدردی اور تعزیت کے جذبات پہنچائیں اللہ آپ کے ساتھ ہو آمین!“

رسالہ المصلح کراچی دسمبر 2010 میں تحریر کیا۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا　　اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

لاہور سے المصلح کے نمائندہ پنجاب محترم رانا مبارک احمد صاحب نے یہ جاں سوز خبر دی ہے کہ ان کے جوں سال صاحبزادے مکرم عطاء النور صاحب بعمر 34 سال گھر کے فرش پر گر کر چوٹ آنے کی وجہ سے ایک ہفتہ بیمار رہنے کے بعد 6 نومبر 2010ء کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحوم موصی تھے اس لیے ان کا جنازہ ربوہ لے جایا گیا جہاں بہشتی مقبرہ میں ان کی تدفین 7 نومبر کو عمل میں آئی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت نماز جنازہ غائب پڑھائی ادارہ المصلح اس غم میں محترم رانا مبارک احمد صاحب کے ساتھ شریک ہے اور دعا کرتا ہے کہ اس سانحہ عظیم پر اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو۔ اور انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کی مغفرت کرے اور انہیں اپنے فضل سے اعلیٰ علین میں جگہ دے آمین!

قرار داد تعزیت بر وفات محترم رانا اعطاء النور صاحب (اجلاس نومبر 2010) جماعت احمدیہ لاہور کی مجلس عاملہ اور ضلعی عہدیداران کا یہ اجلاس محترم عطاء النور صاحب ابن مکرم رانا مبارک احمد صاحب محاسب جماعت احمدیہ لاہور و صدر حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی وفات پر اظہار تعزیت کرتا ہے محترم عطاء النور صاحب 6 نومبر 2010 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون! ۔ محترم عطاء النور صاحب مرحوم 12 اگست 1976 کو پیدا ہوئے جسمانی لحاظ سے انہیں بچپن سے کچھ طبعی تکالیف کا سامنا تھا۔ تاہم ادویات کے متواتر استعمال سے انہیں آرام آ گیا اور صحت یاب ہو گئے دینی جماعتی کاموں میں کمال کا جذبہ رکھتے تھے۔ نمازیں باجماعت ادا کرتے جمعہ کے روز نماز کے لیے بیت التوحید جاتے ،

درخواست کرنے والے احباب کے پاس جاتے اور ان سے دعا کی درخواستیں اعلانات وصول کرتے اور امام الصلوٰۃ تک پہنچاتے۔ لجنہ اماء اللہ کے اجلاسات کے موقع پر باہر حفاظتی فرائض سرانجام دیتے اور تمام وقت مستعدی کے ساتھ ایستادہ رہتے ان کی خلافت کے ساتھ وابستگی بہت گہری اور خلوص پر مبنی تھی۔ سال 1990 میں اپنی والدہ کے ہمراہ انگلستان گئے تا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے ملاقات کا شرف حاصل کرسکیں۔ حضور انور نے دوران ملاقات بڑے پیار اور شفقت کا اظہار فرمایا تین بار جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لیے تشریف لے گئے۔ اپنا زیادہ وقت دینی / جماعتی کاموں میں گزارتے۔ نرم خو، ہنس مکھ اور خوش مزاجی کے ساتھ جماعتی کام سرانجام دینے والے تھے۔ جن کو تمام احباب حلقہ خصوصاً اور جماعت لاہور کے دوست عموماً قدر کی نگاہ سے دیکھتے مرحوم موصی تھے تدفین ربوہ میں ہوئی۔ جملہ اراکین مجلس عاملہ جماعت احمدیہ لاہور اس صدمہ میں مکرم رانا مبارک احمد صاحب و دیگر لواحقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور تعزیت کرتے ہوئے مرحوم کے ارفع مقام کے لیے دعا گو ہیں ہم اراکین مجلس عاملہ جماعت احمدیہ لاہور

جانے والے کبھی نہیں آتے　　　　　جانے والوں کی یاد آتی ہے

احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ مولیٰ کریم میرے بچے سے بہت رحمت اور مغفرت کا سلوک فرمائے ہر آن ان کے درجات بلند کرتا رہے اور اس کو جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام عطا کرے۔ عہدے داران جماعت حلقہ شہر و ضلع اندرون و بیرون احباب نے بھرپور تعاون اور اخوت کا ثبوت دیا اور پھر ہمارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شفقت اور دعائیں نماز

جنازہ غائب سے نوازتے رہے اللہ تعالیٰ ان سب کو اعلیٰ سے اعلیٰ ترین جزا عطا کرے آمین ثم آمین ہم سب کو صبر جمیل کی توفیق دے آمین کیونکہ

بلانے والا ہے سب سے پیارا   اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

جوان بیٹے کی وفات پر ایک بوڑھے باپ کے کیا جذبات ہوتے ہیں ان کا اظہار مکرمہ ارشاد ارشی ملک صاحبہ نے رانا عطاء النور صاحب کی وفات پر مندرجہ ذیل اشعار میں کیا ہے:۔

مرا لخت جگر تھا تو۔۔۔

عطاء النور بیٹا تھا مرا لخت جگر تھا تو
مری پُر سوز و پُر رقت دعاؤں کا ثمر تھا تو

نومبر کی تھی چھ تاریخ جب تو ہم سے بچھڑا تھا
قیامت ہم پہ کیا گزرے گی اس سے بے خبر تھا تو

ترے یک لخت گم ہونے سے دھندلے ہو گئے منظر
اُجالا میرے آنگن کا ، مرے گھر کا قمر تھا تو

کمر کو تو خمیدہ کر گیا اِس وقت پیری میں
مرا حوصلہ تھا تو ، مرا عزمِ سفر تھا تو

بہاریں تو نے اپنی عمر کی چونتیس ہی دیکھیں
تو اک چھوٹی سی پگڈنڈی تھا راہِ مختصر تھا تو

نہ سایہ ہے اب آنگن میں نہ چڑیاں چہچہاتی ہیں
اچانک جس کو کاٹا موت نے ایسا شجر تھا تو

مرے دل کی طرح تو میرے گھر کو کر گیا خالی
چھپا ہے اب کہاں جا کر ابھی بیٹھا ادھر تھا تو

ہمارے دل کو درد جاودانی دے گیا پیارے
اگرچہ ہم یہ سمجھتے تھے ہمارا چارہ گر تھا تو

خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے تیرا نام رکھا تھا
ہمارے واسطے بیٹے بہت ہی معتبر تھا تو

بھلائی کے ہر اک موقع پہ تو لبیک کہتا تھا
بوقت نوجوانی ہی بہت اہل نظر تھا تو

بہت مہماں نواز و خوشدل و خوش فہم بیٹا تھا
ترے اخلاق تھے اعلیٰ بہت حسنِ بشر تھا تو

خدا کے حکم پر پیارے سرِ تسلیم خم اپنا
تجھے سونپا خدا کو میرے گھر مہماں مگر تھا تو

مرا غم بانٹنے کو شعر یہ عرشی نے لکھے ہیں
اسے معلوم ہے میرے لئے لعل و گہر تھا تو

اپنے ہاتھوں سے اپنے لختِ جگر کو دفن کرنے کے بعد اس کی قبر کو دیکھ کر ایک باپ کی غم کی کیفیت کا اظہار ارشاد عرشی ملک صاحبہ نے مندرجہ ذیل اشعار میں کیا ہے۔ جس کا عنوان ہے مٹی کی ڈھیری:۔

مٹی کی ڈھیری

عطاء النور رانا سا جواں مٹی کی ڈھیری ہے
زمیں پر اب ترا واحد نشاں مٹی کی ڈھیری ہے

خزینہ تھا مرا انمول ہے مٹی میں
سو میرے واسطے جنسِ گراں مٹی کی ڈھیری ہے

تجھے تو گرد سے نفرت تھی عادت تھی صفائی کی
کہاں بیٹے ترے شایانِ شان مٹی کی ڈھیری ہے

کیا کرتا ہوں تیری قبر پر اشکوں سے چھڑکاؤ
مجھے کرتی بہت گریہ کناں مٹی کی ڈھیری ہے

کہوں حالِ دلِ بیتاب گر تو سن سکے بیٹے
مگر سنتی کہاں شورِ فغاں مٹی کی ڈھیری ہے

تری یادوں کی میرے صحنِ دل میں قبر ہے پیارے
کھنڈر کی شکل یہ خالی مکاں مٹی کی ڈھیری ہے

مرے پیارے مرے لختِ جگر تو جب سے بچھڑا ہے
مری نظروں میں تب سے یہ جہاں مٹی کی ڈھیری ہے

گلے تجھ کو لگانے کو مری باہیں ترستی ہیں
مگر حائل ہمارے درمیاں مٹی کی ڈھیری ہے

کیا کرتی ہے تیری قبر مجھ سے گفتگو پہروں
کہا کرتی بہت کچھ ، بے زباں مٹی کی ڈھیری ہے

بشر کی ابتدا مٹی ، بشر کی انتہاء مٹی
بشر کا جسم ہے اک خاکداں ، مٹی کی ڈھیری ہے

لحد میں تجھ کو پیارے اپنے ہاتھوں سے اتارا ہے
محبت میں کڑا اک امتحان مٹی کی ڈھیری ہے

دکھوں کے بوجھ سہ کر بھی یہ دل مضبوط تھا میرا
پہ کرتی دل کو بے کس ناتواں مٹی کی ڈھیری ہے

محبت پھونکتی ہے روح ان بے جان لفظوں میں
وگرنہ میرا اندازِ بیاں مٹی کی ڈھیری ہے

بہشتی مقبرے کی خاک میں تو سو گیا جا کر
زمیں پر مثلِ خُلدِ جاوداں مٹی کی ڈھیری ہے

بسیرا جنت الفردوس میں تو نے کیا جا کر
مگر عرشی یہاں تیرا نشاں مٹی کی ڈھیری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطاء النور رانا صاحب کی وفات کے متعلق موصول ہونے والے خطوط میں سے ایک خط اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں۔

عزیزم عطاء النور کے ہاتھ میں الیس اللہ والی انگوٹھی بہت عرصہ سے رہتی تھی۔ شاید یہ بچپن سے اس کو ایک روحانی جذبہ تھا۔ ہر لحہ اسے ہاتھ میں رکھتا۔ اپنی زندگی میں کئی بار اسکو حادثات پیش آئے لیکن اس کا ہمیشہ خیال رکھتا۔ جب وہ خود یا خاکسار ربوہ جاتا تو وہاں سے نئی انگوٹھی منگواتا اور پرانی کو حفاظت سے رکھتا۔ جب بھی ہسپتال میں داخل ہوتا الیس اللہ والی انگوٹھی پہن کر رکھتا۔ عزیزم عطاء النور کے ہاتھ میں الیس اللہ والی انگوٹھی بہت عرصہ سے رہتی تھی۔ شاید یہ بچپن سے اس کو ایک روحانی جذبہ سے پہنتا تھا۔ ہر لحہ ہاتھ میں رکھتا اپنی زندگی میں کئی بار اس کو حادثہ پیش آئے لیکن اسکا ہمیشہ خیال ربوہ سے نئی منگواتا اور پرانی کو حفاظت سے رکھتا جب بھی ہسپتال داخل ہوا انگوٹھی الیس اللہ بکاف۔۔ پہن کر رکھتا۔

☆☆☆☆☆

أعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

لندن

25-11-10

مکرم رانا مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا 10/نومبر کا خط ملا۔ بیٹے کی وفات پر میرا تعزیت کا خط امید ہے آپ کو مل چکا ہو گا۔ میں انشاء اللہ اس کی نماز جنازہ بھی پڑھا دوں گا۔ مجھے تو آپ کے بیٹے کی بیماری کا وفات سے ایک دن پہلے ہی پتہ چلا تھا۔ اللہ مرحوم سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور اسے جنت الفردوس میں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اور باقی سب عزیزوں کو بھی صبر و حوصلہ سے یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے۔ میری طرف سے سب عزیزوں تک بھی ہمدردی اور تعزیت کے جذبات پہنچائیں۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

مکرم پروفیسر (ر) شیخ عبدالماجد صاحب کا ذکر خیر

مکرم ومحترم پروفیسر شیخ عبدالماجد صاحب مرحوم ابن محترم شیخ عبدالواحد صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ حلقہ دھرم پورہ کے صاجزادے تھے۔مکرم پروفیسر صاحب کی ولادت 1933ء میں جالندھر انڈیا میں ہوئی۔آپ نے 1949ء میں میٹرک کا امتحان لاہور سے پاس کیا۔میٹرک کے بعد نوکری کے لیے لاہور سے کراچی چلے گئے۔سندھ میں ہی دوران ملازمت آپ نے ایف اے، بی اے اور پھر ہسٹری میں ایم اے کا امتحان پاس کیا اس کے بعد بی ایڈ کیا اور سندھ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں لیکچرار مقرر ہوئے۔ تمام سروس اللہ تعالیٰ نے آپ کو انتہائی ایمانداری، محنت اور لگن سے سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائی۔الحمداللہ

مکرم پروفیسر صاحب مرحوم کو دوران سروس، سندھ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مختلف عہدوں پر خدمت دین سر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد ربوہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے نائب قائد تعلیم انصاراللہ پاکستان کے طور پر کام کرنے کا موقع عطا فرمایا۔مکرم پروفیسر صاحب مرحوم سے خاکسار کا قریبی تعلق ان کے راوی بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور منتقل ہونے کے بعد قائم ہوا اور یہ تعلق 2000ء سے انکی وفات 25 مارچ 2010ء تک قائم رہا۔

مکرم پروفیسر صاحب مرحوم کو علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں امام الصلوٰۃ، سیکریٹری تعلیم القرآن اور امین حلقہ کے طور پر خدمات سرانجام دینے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی۔ بیت الاحد راوی بلاک میں 3 نمازیں باجماعت ادا کی جاتی تھیں۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے احباب جماعت کو ترغیب و توجہ دلا کر پانچوں نمازیں باجماعت ادا کرنے کا سلسلہ شروع کروایا۔ خاکسار نے صدر حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے طور پر جب بھی کوئی خدمت ادا کرنے کا فریضہ مکرم پروفیسر صاحب مرحوم کو سونپا، انہوں نے نہایت تندہی، لگن اور محنت سے اس فریضہ کو سرانجام دیا۔

خاکسار نے ان کو ہمیشہ نظام جماعت کی مکمل اطاعت کرتے پایا۔ وہ ہمیشہ مجلس عاملہ کے اجلاسوں، عام اجلاسات، انتخابات وغیرہ میں ضرور شامل ہوتے تھے۔ مجلس عاملہ کے ممبران اور احباب جماعت نے نہایت اخلاق سے مسکراتے ہوئے ملتے تھے۔ مکرم پروفیسر صاحب مرحوم مہمان نوازی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ انصار اللہ کے پرچہ جات پہلی فرصت میں حل کر کے بھجواتے۔ غربا کی امداد میں کبھی پیچھے نہیں ہٹے۔ جماعتی چندہ جات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کا وصیت نمبر 12874 تھا اور آپ نے 1950ء میں صرف سترہ سال کی عمر میں وصیت کرنے کی توفیق پائی۔ جب بیمار ہوئے تو بڑی ہی ہمت کے ساتھ بیماری کا مقابلہ کیا۔ دل میں ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ بیت الاحد میں جا کر نماز باجماعت پڑھیں۔ محترم پروفیسر صاحب مرحوم اپنی صحت کے ایام میں بیت الاحد میں نماز عشاء کے بعد ترتیل القرآن اور ترجمۃ القرآن کلاسز بھی لیا کرتے تھے۔ نماز فجر کے بعد تفسیر کبیر کا درس بھی دیا کرتے تھے۔

آپ نہایت ہی دعا گو، تہجد گزار بزرگ تھے۔ دعا پر بے حد یقین تھا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے نہایت ہی صابر و شاکر بندے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طبیعت میں عاجزی، حلیمی، سادگی، قناعت، نیکی رکھی تھی۔ خلافت احمدیہ سے والہانہ لگاؤ تھا۔ جماعتی کتب، اخبارات ورسائل خریدا کرتے اوران کا مطالعہ کرتے۔

25 مارچ 2010ء بروز جمعرات شام تقریباً ساڑھے چار بجے اپنے رب ذوالجلال والاکرام کے بلاوے پراس کے حضور حاضر ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو تادم آخر ہر اک محتاجی اور پیچیدگی سے محفوظ رکھا۔ ربوہ میں آپ کا جنازہ 27 مارچ 2010ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب وعشاء مسجد مبارک میں ہوا۔ جس میں کثیر تعداد میں مجلس مشاورت کے ارکان نے شرکت کی۔ جس کے بعد بہشتی مقبرہ طاہر آباد ربوہ میں تدفین ہوئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ محترم پروفیسر صاحب سے انتہائی مغفرت اور رحمت کا سلوک فرمائے۔ ان کے درجات کو بلند کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین

یاد آئی تیرے جانے کے بعد

(کرنل شیخ محمد شریف صاحب کا ذکر خیر)

رسالہ المصلح کراچی یکم مئی سے 16 مئی 2010 کے شمارہ میں محترمہ نجمہ شاہین صاحبہ کا ایک مضمون "وہ ہمارے لیے سایہ رحمت کی طرح تھے" پڑھا میرے خیال میں انہیں لکھنا چاہیے تھا کہ وہ سب کے لیے سایہ رحمت کی طرح تھے۔ ان کی یاد میں تحریر کردہ مضمون بہت ہی ایمان افروز ہے پڑھ کر ان کی یاد تازہ ہوگئی۔ آنکھوں میں آنسو آگئے۔ وہ بہت ہی پیارے شفقت کرنے والے اور دعا گو انسان تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں بلکہ حقیقت ہے وہ سب ہی سے پیار کرنے والے انسان تھے۔ خاکسار سے ان کی ملاقات 1987ء میں ہوئی جب وہ لاہور تشریف لائے یہاں ان کے داماد محترم شیخ مامون احمد صاحب اور ان کی بیٹی محترمہ آنسہ شیریں صاحبہ رہتی تھیں۔ وہ جب بھی تشریف لاتے خاکسار ان کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ ان سے مل کر بے خوشی ہوتی تھی۔ کیونکہ بہت ہی خوش اخلاق اور جماعت کی خدمت کرنے والے تھے۔ خاکسار سے بھی دلی محبت سے پیش آتے تھے۔ ایک مرتبہ بار بار کہنے پر وہ میرے غریب خانہ تشریف لائے۔ میرے لیے بہت ہی خوشی کا موقعہ تھا۔ خاکسار شروع سے ہی رسالہ المصلح کراچی کو پسند کرتا اور اس کی اشاعت بڑھانے کیلئے کوشش کرتا تھا۔ میرے گھر آنے پر وہ بھی خوش تھے۔ انہوں نے المصلح رسالہ کے لئے اپنی مشکلات کا اظہار کیا یہ ان کی ہمت تھی کہ وہ رسالہ بے حد نا مساعد حالات میں بھی وہ یہ رسالہ جاری رکھے

ہوئے تھے۔ حالانکہ رسالہ بہت ہی مفید ہے جسے بہترین مضامین سے مزین کر کے بڑی کاوش کے ساتھ ہر ماہ شائع کیا جاتا ہے۔ اور اس کی قیمت محض ایک سٹاپ سے دوسرے سٹاپ تک بس کا کرایہ ہے۔ مکرم کرنل محمد شریف صاحب واقعی سب کے لیے سایہ رحمت تھے۔ خاکسار چونکہ صدر حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ہے اس لیے وہ ہمیشہ فرمایا کرتے کہ ان کے بچوں کا اور ان کی بیٹی محترمہ آنسہ شیریں صاحبہ اور داماد محترم شیخ مامون احمد صاحب کا خاص خیال رکھوں۔ حالانکہ وہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پہلے ہی تعاون کرنے والے وجود ہیں۔ مکرم کرنل (ر) محمد شریف صاحب سے خط و کتابت بھی تھی۔ صرف دو خطوط پیش کرتا ہوں۔ ایک ان کے بیٹے مکرم شیخ ندیم احمد صاحب کی وفات پر آیا جو کہ 5 جولائی 1996ء کا تحریر کردہ ہے جو آپ نے میرے خط کے جواب میں لکھا۔

عزیزم شیخ ندیم کی وفات پر آپ کا تعزیت نامہ موصول ہوا میں آپ کے حلقہ کے جملہ احباب آپ اور آپ کی بیگم صاحبہ کا بے حد ممنوں ہوں کہ آپ سب نے اس مشکل آزمائش کے وقت یاد رکھا۔ آپ کی ہمدردی، دلجوئی کے الفاظ، آپ کی مخلصانہ دعائیں ہمارے لیے تسکین کا باعث ہوئیں۔ ہمارے دل کے زخموں کو اماں ملی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی برکت سے جماعت میں جو اخوت اور بھائی چارہ قائم ہوا ہے۔ اس کا خوش کن مظاہرہ اس موقعہ پر ہم سب کو وضاحت سے نظر آیا۔ اللہ تعالیٰ اس جذبہ محبت و اخلاص کو قائم و دائم رکھے۔ آمین

عزیزم ندیم کی وفات اتنی اچانک ہوئی کہ ابھی تک یقین نہیں آتا۔ وہ ساڑھے تین بجے اپنے پریس پر آیا۔ بے چینی کی شکایت کی۔ فوراً ڈاکٹر نے دیکھا۔ 20 منٹ کے اندر اندر ڈاکٹر کی موجودگی میں ہسپتال روانہ ہونے سے قبل اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گیا۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی اے دل تو جاں فدا کر

اگر چہ یہ صدمہ جانکاہ ہے۔ اور یہ آزمائش کڑی ہے۔ مگر ہم سب کو اور عزیزم کے بیوی بچوں کو صبر جمیل عطا کرے۔ اس نازک موقعہ پر ہمیں آپ کی اور جملہ احباب کی دعاؤں کی اشد ضرورت ہے۔ میں درخواست کروں گا کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیزم ندیم کے بیوی بچوں کا حافظ وناصر ہو۔ اُن کی تعلیم وتربیت کا محافظ ہو۔ اور ہر قسم کی مشکل اور پریشانی سے محفوظ رکھے نیز جملہ افراد خانہ اور خاندان کو صبر جمیل کی ہمت اور توفیق دے۔ آمین

گزشتہ ملاقات پر معلوم ہوا تھا کہ آپ کی صحت اچھی نہیں ہے۔ میں اس وقت سے آپ کی صحت کاملہ اور کام کرنے کی توفیق ملنے کے لیے دعا کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ شرف قبولیت بخشے۔ آپ جماعت کی خدمت میں پیش پیش رہتے ہیں اور اس طرح ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم آپ کے لیے فعال اور صحت مند زندگی کی دعا کریں۔

اگر چہ اللہ تعالیٰ سب کا مسبب الاسباب ہے لیکن موجودہ حالات میں مجھ پر کام کی ذمہ داری کا بوجھ آن پڑا ہے آپ سے استدعا ہے کہ آپ میرے لیے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس دور آزمائش میں کامیاب کرے اور اپنے فرائض سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ جملہ احباب حلقہ آپ کی بیگم صاحبہ اور بچوں کو میری طرف سے السلام علیکم اور درخواست دعا۔ والسلام خاکسار

کرنل صاحب کا ایک اور خط پیش خدمت ہے انہوں نے لکھا ہے کہ:۔

”خاکسار ذاتی طور پر آپ کا بے حد مشکور ہے کہ آپ محض للہ المصلح کی توسیع واشاعت میں دلچسپی لیتے ہیں ہماری دعائیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین آپ جس تندہی اور ذمہ داری سے اپنے فرائض ادا کرتے ہیں اس پر رشک آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت والی لمبی زندگی عطا کرے آپ کے گھر

کے افراد کا حافظ و ناصر ہو اور مقبول خدمت دین کی توفیق دے۔ ادارہ المصلح آپ کی کوششوں کا مداح ہے اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ آپ آئندہ بھی اپنی مساعی جاری رکھیں گے۔ آپ کے خط کے مطابق رسالے جاری کر دیے جائیں گے۔ میری صحت کچھ زیادہ اچھی نہیں رہتی۔ چلنے پھرنے میں دشواری محسوس ہوتی ہے۔ الحمدللہ کہ جماعتی ذمہ داری ادا کرنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ درخواست ہے کہ اس عاجز کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ عزت کے ساتھ باقی زندگی گزارنے کی توفیق دے اور اپنے فضل سے انجام بخیر کرے۔ آمین

یہ پیاری ہستی مکرم کرنل شیخ محمد شریف صاحب 30 جون 2007ء مختصر سی علالت کے بعد ہم سب سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئے۔ ہم اسی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا　　　اُسی پہ اے دل جاں فدا کر

اللہ تعالیٰ کے فضل سے معنوی طور پر وہ آج بھی زندہ ہیں ان کا مشن جاری ہے رسالہ المصلح اسی شان و شوکت سے شائع ہو رہا ہے۔ ادارہ المصلح کراچی نے خاکسار کو مورخہ 30 دسمبر 2008ء کو اعزازی نمائندہ برائے پنجاب مقرر فرمایا۔ میں پوری پوری کوشش کر رہا ہوں کہ میں ان کے مشن کو جاری رکھوں۔ اس طرح ادارہ المصلح کا اسٹاف بھی دن رات المصلح کے چراغ کو روشن کئے ہوئے ہے۔ خاکسار نے اعزازی نمائندہ مقرر ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی خدمت میں دعا کے لیے خط لکھا تھا جس کے جواب میں از راہ شفقت حضرت اقدس نے مندرجہ ذیل خط ارسال فرمایا۔

لندن

28/01-2009

مکرم رانا مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا''المصلح'' کا اعزازی نمائندہ بننا مبارک ہو۔اللہ ہمیشہ اپنے فضلوں کا سایہ آپ پر رکھے اور ہر میدان میں نمایاں خدمت کی توفیق دے اور مدد کرے اور آپ کی نیک خواہشات پوری فرمائے۔الحمد آمین۔

فی امان اللہ

والسلام خاکسار

مرزا مسرور احمد

حضور انور کی دعاؤں کے طفیل تھوڑی بہت المصلح کے لئے خدمت کی توفیق مل رہی ہے الحمد اللہ۔

خاکسار کو یہ بھی سعادت حاصل ہے کہ کرنل صاحب کی وفات کا سانحہ ارتحال خاکسار کی طرف سے ہی شائع ہوا جو کہ دراصل دعائیں ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا کرے۔اس طرح ان کے اہل وعیال کو بھی اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹے رکھے۔آمین ثم آمین اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دعا ہے کہ وہ المصلح کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی سے نوازے۔اور اس کے ذریعہ بنی نوع انسان کی تربیت کا کام ہو۔

☆☆☆☆☆

مکرم مرزا منیر اللہ بیگ صاحب کا ذکر خیر

میرے ماموں جان مکرم مرزا فقیر اللہ بیگ صاحب مرحوم کے بیٹے اور میری بڑی ہمشیرہ محترمہ نسیمہ بیگم صاحبہ کے خاوند مکرم مرزا منیر اللہ بیگ صاحب حلقہ جوہر ٹاؤن لاہور مورخہ 2011 کو ایک طویل بیماری کا صبر کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے قضاء الٰہی سے وفات پا گئے آپ لنگر وال گاؤں گورداس پور انڈیا میں پیدا ہوئے۔آپ مکرم مرزا دین محمد صاحب رفیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل میں سے تھے۔مکرم مرزا نصیر احمد صاحب ایڈووکیٹ سپریم کورٹ کے کزن اور کلاس فیلو تھے۔جب پاکستان بنا،آپ اور نوجوان کزن مکرم مرزا نصیر احمد صاحب اپنے گاؤں سے پیدل متواتر بچوں کا قافلہ لے کر پاکستان آئے تھے 1948ء میں پہلے مکرم مرزا نصیر احمد صاحب جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے بعد میں حضرت خلفیۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد مبارک پر کہ ہر احمدی ایک سال میں کم ز اکم ایک پھل ضرور حاصل کرے اور 1449ء میں ان کے ذریعہ ہی مکرم مرزا منیر اللہ بیگ صاحب جماعت میں داخل ہوئے۔احمدی ہونے کی وجہ اندر اور باہر شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔

قران کریم اور ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے سکول میں ہی حاصل کی بعد میں ڈسٹرکٹ ماڈل سکول کلان افغان چھوٹے سے شہر میں مکرم مرزا منیر اللہ بیگ صاحب اور مکرم مرزا نصیر احمد صاحب تعلیم حاصل کرتے رہے مکرم مرزا منیر اللہ بیگ صاحب

کے والد محترم پاکستان بننے سے پہلے ہی لاہور آچکے تھے اور میوہ منڈی میں دکان کر لی تھی۔لیکن کچھ عرصہ کے بعد آپ اپنی زمینوں پر جو کہ پتوکی کے قریب تھیں اسکی کاشت کرنے لگے اور اس کے ساتھ سڑکوں کے ٹھکیداری شروع کر دی اس طرح کئی سکول اور کئی سڑکیں تعمیر کروائیں ۔ جماعت پتوکی میں مختلف عہدوں پر خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملتی رہی۔آپ مجلس انصاراللہ ضلع قصور میں ناظم ضلع بھی رہے مجالس کا دن رات دورے کرتے اور سلسلہ کی ہر میٹنگ میں شریک ہوتے آپ کو خلافت سے گہرا لگاؤ تھا۔محبت پیار احترام آپ کے دل میں تھا۔اور یہی تربیت انہوں نے اپنے بچوں میں بھی پیدا کی۔آپ بہت ہی عبادت گزار پابندِ نماز تھے۔آپ غریب پرور بھی تھے اور ہمیشہ غریبوں اور بیوگان کی مدد کرتے مہمان نواز بھی تھے مقامی مہمان یا مرکزی مہمان،کوئی مربی سلسلہ یا عہدے دار تشریف لاتے بہت خدمت کرتے۔آپ ربوہ میں اور یو کے جلسہ سالانہ پر تشریف لے جاتے رہے۔آپ کی شادی محترمہ نسیمہ بیگم صاحبہ دختر مکرم مرزا محمد شریف بیگ صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ پتوکی ضلع قصور جو کہ مکرم مرزا دین محمد صاحب رفیق حضرت مسیح موعودؑ کے بیٹے تھے۔آپ کی اہلیہ 1958ء میں پیدا ہوئیں۔

آپکی اہلیہ محترمہ نسیمہ بیگم صاحبہ یعنی میری بڑی بہن نے ۳ جنوری 1996ء کو وفات پائی۔خاکسار کی تحریک پر خوشی خوشی وصیت کروائی۔جماعت کے عہدے داران کے فرائض میں شامل ہے کہ دوستوں کو اس بابرکت تحریک کی طرف توجہ کرواتے ہیں چندہ ہمیشہ ہی انہوں نے بڑھ چڑھ کر ادا کیا۔آپ نے اپنی زندگی میں چندہ حصہ جائیداد ادا کر رہا تھا۔خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہا۔وہ یہ سمجھتے تھے کہ چندہ دینے میں بڑی برکت ہے۔مکرم مرزا منیر بیگ صاحب کو بھی شوق تھا۔کبھی کبھی وہ شکار پر بھی

جاتے گھوڑی رکھنے کا بھی شوق تھا۔اپنے حلقہ میں عدل وانصاف کے لئے بہت مشہور تھے۔اکثر فیصلہ جات کرتے جن کو صدق دل سے قبول کیا جاتا۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو نیک سیرت بیوی دی جو کہ ایک اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی محترمہ یاسمین شاہد صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا شاہد بیگ صاحب سے نوازہ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ بیٹوں سے بھی نوازہ جن کی تفصیل اس طرح ہے۔مکرم مرزا آصف بیگ صاحب آسٹریلیا مکرم مرزا عابد بیگ صاحب لاہور مکرم قیصر بیگ صاحب لنڈن مکرم مرزا حامد بیگ صاحب جاپان مکرم مرزا طاہر بیگ صاحب کنیڈا،جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی اپنی جماعتوں میں خدمت دینہ انجام دے رہے ہیں آپ کا ایک نوجوان بیٹا مکرم مرزا عارف بیگ صاحب عین عالم جوانی میں نہر میں ڈوب گیا تین دن بعد اسکی لاش ملی۔اپنی اہلیہ محترم نسیمہ بیگم صاحبہ اور جوان بیٹے مکرم مرزا عارف بیگ صاحب کی وفات کا غم بڑے ہی صبر سے برداشت کیا۔اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔مکرم مرزا منیر احمد بیگ صاحب نے 81 سال عمر پائی۔ایک طویل عرصہ لاہور میں بیمار رہے۔اور مکرم مرزا عابد بیگ صاحب کو بڑھاپے کی حالت میں خدمت کی توفیق ملی۔آپکا جنازہ موصی ہونے کی وجہ سے ربوہ اور بہشتی مقبرہ میں مدفین ہوئی۔احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ میرے بزرگ کزن بھائی مکرم مرزا منیر اللہ بیگ صاحب کی مغفرت کے لئے درجات کی بلندی کے لئے دعا کی درخواست ہے اور ہم سب کو صبر وجمیل کی توفیق دے آمین!

☆☆☆☆☆

مکرم ظفر اقبال بھٹی صاحب کا ذکر خیر

مکرم ظفر اقبال بھٹی صاحب ٹیلی فون انجینئر مورخہ 26 جنوری 2011ء کو ایک طویل بیماری کا صبر کے ساتھ مقابلہ کرنے کے بعد ہم کو سوگوار چھوڑ کر مولا حقیقی سے جا ملے۔ آپ رشتہ میں خاکسار کے چھوٹے بہنوئی تھے۔ اس سے پہلے خاکسار کے بڑے بہنوئی مکرم شیخ مختار احمد صاحب اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین۔

مکرم ظفر اقبال بھٹی صاحب مکرم یوسف علی صاحب مرحوم سیالکوٹ کے بیٹے آپ کے دادا مکرم قاضی صاحب کی اہلیہ محترمہ جنت بی بی صاحبہ نے بھی بیعت کر لی تھی۔ دونوں ہی موصی تھے اور قادیان بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔ مکرم یوسف علی صاحب کی وفات 40 سال کی عمر میں ہوگئی تھی۔ آپ احمدیت کے شیدائی تھے اور خلافت سے خاص محبت رکھتے تھے۔ اپنی وفات سے پہلے اپنے بچوں کو جماعت سے چمٹے رہنے کی تاکید کی اور یہ تاکید کی کہ بچوں کے رشتے احمدی گھرانوں میں کرنا۔ مکرم ظفر اقبال بھٹی صاحب مکرم رانا محمد یعقوب صاحب کے داماد تھے۔ آپ اپنے بہن بھائیوں سے جدا طبیعت رکھتے تھے۔ آپ نے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ٹیلی فون کے محکمہ میں سروس کا آغاز کیا۔ اپنی محنت، ایمانداری اور قابلیت سے ترقی کرتے

کرتے اسسٹنٹ انجینئر کے عہدے سے 1993ء میں ریٹائر ہوئے۔آپ محکمہ میں بہت زیادہ ایماندار مشہور تھے۔ساری عمر آپ نے سائیکل کو ہی استعمال کیا۔خود بھی رزق حلال کماتے رہے اور بچوں کو بھی یہی نصیحت کرتے رہتے۔آپ کی شادی 1963ء میں خاکسار کی چھوٹی ہمشیرہ محترمہ مبارکہ اختر صاحبہ سے ہوئی۔1974ء مکرم ظفر اقبال بھٹی صاحب کے بہن بھائی احمدیت کو چھوڑ گئے لیکن آپ مضبوطی سے احمدیت پر قائم رہے۔بچپن سے ہی آپ کو خلافت سے پیار تھا۔باجماعت نمازوں کے عادی تھے۔کچھ عرصہ امام الصلوٰۃ، سیکرٹری تعلیم القرآن حلقہ، سیکرٹری راشتہ ناطہ زعیم انصاراللہ حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن رہے۔اجلاسوں میں ضرور شامل ہوتے۔

خاکسار کے ساتھ نازک رشتہ بہنوئی کا تھا۔لیکن ایک خادم کی طرح بطور صدر حلقہ خاکسار سے ہر جماعتی کام میں تعاون کرتے تھے۔جلسہ سالانہ پر بھی جاتے۔خلیفہ وقت سے ملنے کی شدید تمنا تھی۔یو۔کے بھی گئے لیکن بیمار ہونے کی وجہ سے حضور کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکے۔وقت کے پابند تھے۔مجلس عاملہ کے اجلاسوں میں باقاعدگی تھی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ نے اپنے گھر میں احمدیت کا ماحول پیدا کیا ہوا تھا اور یہی وجہ ہے کہ گھر میں سب ہی جماعت کی خدمت کر رہے ہیں۔آپ کی اہلیہ اور خاکسار کی ہمشیرہ محترمہ مبارک اختر صاحبہ 27 سال سے علامہ اقبال ٹاؤن میں بطور سیکرٹری مال لجنہ اماءاللہ میں خدمت انجام دیتی رہیں۔آپ کی بہو محترمہ عزیزہ عدیل صاحبہ اہلیہ عدیل اختر بھٹی صاحب لجنہ اماءاللہ راوی بلاک کی صدر لجنہ ہیں بڑی بہو شگفتہ مغیظم صاحبہ سیکریٹری وقف نو لجنہ اماءاللہ میں خدمت انجام دیتی رہیں۔آپ کے

پوتے اور پوتیاں وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہیں۔

آپ کا جنازہ آپ کے کلاس فیلو مکرم ملک نور الٰہی صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ حلقہ وحدت کالونی لاہور نے مورخہ 26 جنوری 2011ء کو پڑھایا اور تدفین کے بعد خاکسار نے دعا کرائی۔ آپ کی تدفین احمدیہ قبرستان ہانڈو گجر میں ہوئی۔ آپ نے اپنے پیچھے اپنی اہلیہ صاحبہ دو بیٹے مکرم مغیلم اقبال بھٹی صاحب اور مکرم عدیل اختر بھٹی اور تین بیٹیاں محترمہ حمیرہ صاحبہ یو۔کے اور، محترمہ عدیلہ مبارک صاحبہ اہلیہ مبارک احمد ناصر صاحب لاہور اور محترمہ صائمہ خالد صاحبہ یو۔کے اور پوتے پوتیاں نواسے اور نواسیاں سوگوار چھوڑے ہیں۔ آخر میں احباب جماعت سے ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے درخواست دعا ہے نیز اللہ تعالیٰ مرحوم کے اہل وعیال اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

☆☆☆☆☆

عطا ء النور بیٹا تھا مرا لخت جگر تھا تو
مری پر سوز و پر رقت دعاؤں کا ثمر تھا تو
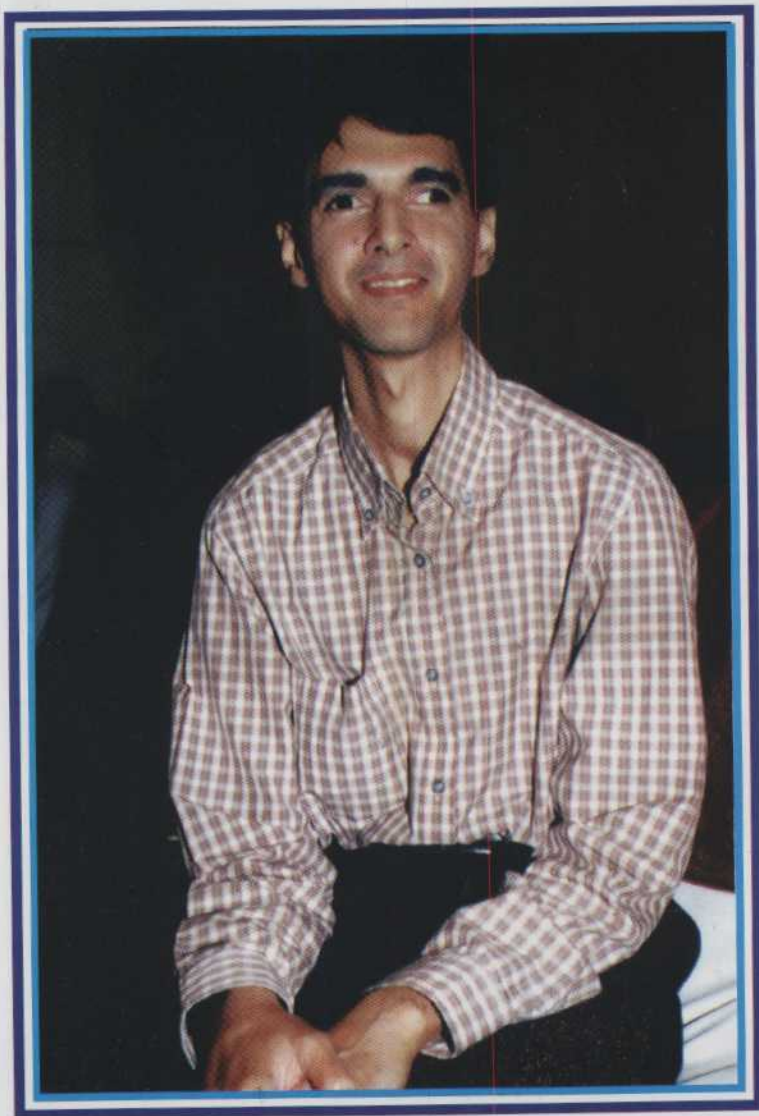
عطاءالنور رانا میر الختِ جگر جو جواں عمری میں ہی اللہ کو پیارا ہو گیا (مصنف)

میرے بیٹے رانا منصور احمد، رانا منظور احمد رانا مقصود احمد اور پوتے رانا فرقان احمد، رانا اثمار احمد اور رانا اعلیان احمد صاحب
حضور کی خدمت میں خاکسار کی کتاب ”یادیں اور قربتیں“ پیش کرتے ہوئے۔

مکرم دوست محمد شاہد صاحب مصافحہ کرتے ہوئے

مکرم رانا مبارک احمد مکرم مبشر ضیاء صاحب
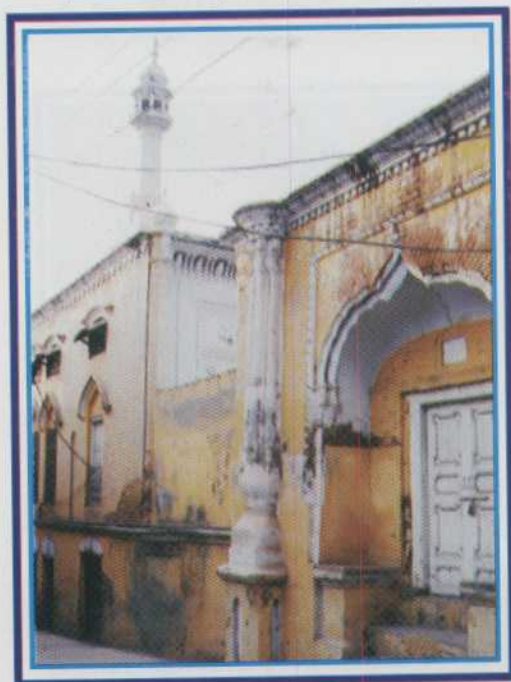
دارالذکر بھیرا شریف

ظفر اقبال بھٹی صاحب

مکرم وسیم احمد صاحب
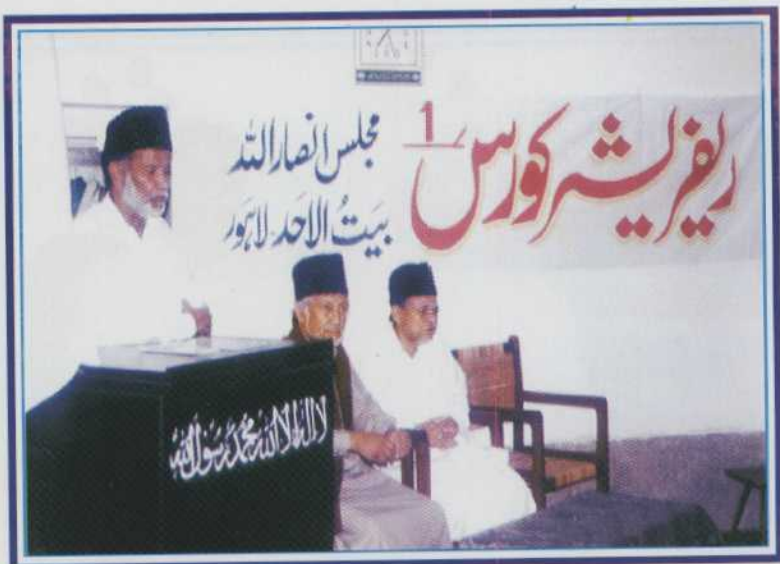
مکرم بشیر احمد صدیقی سکریٹری تعلیم القرآن حلقہ اقبال ٹاؤن لاہور
خطاب کر رہے ہیں

شیخ مامون احمد صاحب، کرنل شریف احمد صاحب، رانا مبارک احمد صاحب

مکرم فقیر محمد گوندل صاحب، احمد علی شاہ صاحب، رانا مبارک احمد صاحب
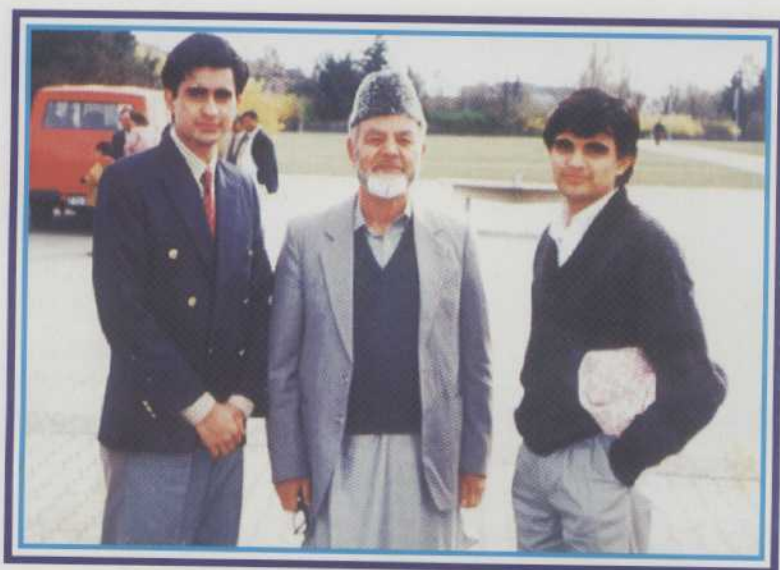
چوہدری محمد اشرف صاحب

ڈاکٹر سہیل مختار صاحب وزیراعظم یوسف رضا گیلانی صاحب سے انعام لیتے ہوئے

ڈاکٹر سہیل مختار صاحب وزیراعظم یوسف رضا گیلانی صاحب سے انعام لیتے ہوئے

سی اے رحمان صاحب ، پروفیسر محبوب عالم صاحب، میجر عبدالطیف صاحب، رانا مبارک احمد صاحب

مکرم شیخ مامون احمد صاحب، مکرم رانا مبارک احمد صاحب، مکرم پروفیسر رشید طارق صاحب

کرنل شریف احمد صاحب

میاں مبارک علی صاحب

مکرم مرزا منیر اللہ بیگ صاحب

پروفیسر شیخ عبدالماجد صاحب
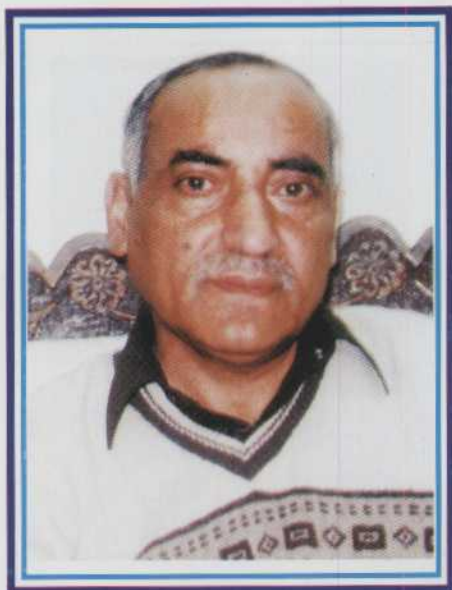
مکرم عبدالمنان صاحب

رانا مبارک احمد جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر جھنڈے کی حفاظت کرتے ہوئے

ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب

داؤد احمد سولنگی صاحب

مکرم بشر احمد صدیقی صاحب کا ذکر خیر

ایک مسکراتا چہرہ دعاؤں سے لبریز بزرگ مکرم بشیر احمد صدیقی صاحب حلقہ جوہر ٹاؤن لاہور میں ہم سب کو سوگوار چھوڑ کر مورخہ 13 نومبر 2011 اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے آپ کی عمر 76 سال تھی۔ مکرم حکیم محمد صدیق صاحب آف قادیان رفیق حضرت مسیح موعودؑ کے صاحبزادہ تھے آپ کے دادا جان مکرم عبدالخالق صاحب رفیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ رابعہ بیگم صاحبہ تھیں ایک طویل عرصہ وہ خاکسار کے حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں خدمت دین کرتے انہوں نے علامہ اقبال ٹاؤن میں رہائش رکھی تھی۔ وفات تک ان کو علامہ اقبال ٹاؤن سے انس تھا۔ مکرم بشیر احمد صدیقی صاحب بہت سی خوبیوں کے حامل تھے آپ نہایت زیرک معاملہ فہم صاف گو انتہائی محنتی سلسلہ احمدیہ کے ساتھ بے حد مخلص اور محبت کرنے والے تھے۔ پُر جوش داعی الی اللہ تھے۔ آپ نے 76 سالہ زندگی بھر پور جوش ولولہ کے ساتھ گزاری غریبوں کا بے حد خیال رکھتے اوران کی مالی امداد کرتے رہتے۔ اپنے گھر کے ملازمین کو اپنے بچوں کی طرح پیار کرتے ان کی شادیاں بھی کروائیں رمضان المبارک میں ملازمین کے لیے افطاری اور کھانے کا اہتمام فرماتے عید کے موقعہ پر عیدی اور پارچاجات عنایت فرماتے۔ صلہ رحمی کا بے حد خیال رکھتے اقرباء کو مل کر

بہت خوش ہوتے۔اگر پتہ چلتا کہ دوست / عزیز کی کسی کے ساتھ ناراضگی ہے تو رنجش دور کرنے کی پوری سعی کرتے۔ایک طویل عرصہ اقبال ٹاؤن سے رخصت ہونے لگے تو کئی ایک دوستوں کو چھٹیاں لکھی جس میں کسی غلطی کی معافی مانگی تمام زندگی جماعت کے اور ذیلی تنظیم کے مختلف کے عہدوں پر خدمت سرانجام دیتے یہ نظم سامنے رکھتے:۔

خدمت دین کو اک فضل الہی جانو
اس کے بدلہ میں کبھی طالب انعام نہ ہو

حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن میں وہ امام الصلوٰۃ،سکریٹری تعلیم القرآن حلقہ رہے اور ذیلی تنظیم انصار اللہ بیت الاحد علامہ اقبال ٹاؤن لاہور وسبزہ زار حلقہ مرحوم شیخ مامون احمد صاحب زعیم حلقہ کے فرائض ادا کرتے رہے اور دیگر کاموں کے علاوہ بے شمار میڈیکل کیمپ لگائے۔آپ نے چھوٹی سی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کرلیا تھا۔ آپ نے بھیرہ کے سکول سے میٹرک کیا یونین کونسل مین سکریٹری رہے کمیل پور چک جھمرہ فیصل آباد سروس ہی رہے آپ موصی تھے۔چندہ جات میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔تحریک جدید وقف جدید اپنے وعدے اور ٹارگٹ سے ادائیگی کرتے رہے کوئی بھی ایسی تحریک ایسی نہیں جس میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ نہ لیا ہو۔الفضل پڑھے بغیر ناشتہ نہ کرتے تھے۔آپ ہومیو پیتھک ڈاکٹر بھی تھے۔سب کا فری علاج کرتے رہے اور دوائی بھی فری دیتے تھے۔بعد میں ان کے لیے دعا بھی کرتے۔اپنی ہر تکلیف کے لیے حضور انور کی خدمت میں دعا کا خط لکھتے۔اللہ تعالیٰ فضل کرتا اور شفاء ہو جاتی۔ جماعت کا کوئی بھی اجلاس ہو اس میں ضرور شرکت کرتے خاکسار (صدر حلقہ) کے ساتھ انہیں مکمل تعارف،اطاعت،محبت کا سلوک کرتے رہے۔اپنے شعبہ

کا مکمل ریکارڈ رکھتے نہ صرف خود وقف عارضی میں حصہ لیتے بلکہ دوسرے احباب جماعت سے وقف عارضی کرواتے۔ احمدی مردوزن کو قرآن مجید ناظرہ پڑھنے اور ترجمہ سیکھنے اور حتی المقدور قرآن مجید کے حقائق و معارف لکھنے کی ترغیب دلوادیتے۔ آپ اپنی زندگی میں قادیان، ربوہ، لنڈن جلسہ جات پر جاتے رہے۔ ہمیشہ آپ نے حضور انور کی خدمت میں حاضری آپ نے چار خلفاء حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سنہرے دور دیکھے۔ سب کی آواز پر لبیک کیا۔ آپ کی شادی 9 نومبر 1958 محترمہ فہمیدہ بیگم صاحبہ دختر مکرم فضل کریم صاحب سے ہوئی آپ ایک مثالی شوہر تھے اور اپنی بیگم کا بڑا احترام کرتے تھے۔ گھر میں بھی چھوٹے موٹے کام کر لیتے تھے۔ مہمان نواز بھی تھے اس طرح آپ کے چار بھائی اور ایک بہن جو کہ سب ہی سلسلہ کی خدمت کرنے والے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:۔

1۔ مکرم عثمان صدیقی صاحب مرحوم (مربی سلسلہ اٹلی)

2۔ مکرم محمود صدیقی صاحب مرحوم (کارکن الفضل اخبار)

3۔ مکرم ناصر احمد صدیقی (معتمد خدام الاحمدیہ)

4۔ مکرم شریف احمد صدیقی صاحب (مہتمم تحریک جدید)

5۔ محترمہ امت الحئی صاحبہ مرحومہ

آپ کے والد مکرم محمد صدیق صاحب نے 1980 میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ بیٹوں سے نوازہ ان میں سے ایک بیٹا مکرم شکیل احمد صدیقی صاحب کو وقف زندگی کے لیے پیش کر دیا۔ جو کہ مربی سلسلہ تھے 22 سال

کی عمر میں جامعہ احمدیہ سے فارغ ہوئے۔ چکوال و دالمیال میں خدمت کا موقعہ ملا۔ یہاں پر 28 جنوری 2005ء بخار کی شکایت ہوئی اور یکم فروری 2005 کو نوجوانی کی عمر میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ مکرم بشیر احمد صدیقی صاحب نے بیٹا مکرم شکیل احمد صدیقی مربی سلسلہ کی خدمات کو سراہتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایداللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 4 فروری 2005 کو فرمایا:۔

''بہت سی خوبیوں کے مالک تھے ان میں بڑی اطاعت کا جذبہ تھا بہت محنتی تھے اور بڑی غیرت رکھتے والے تھے اللہ کے نام پر غیرت رکھنے والے تھے اور بے نفس تھے۔ ہر وقت مسکراتے رہتے تھے۔ حقیقتاً انہوں نے حق ادا کر دیا ہے ان لوگوں میں شامل ہیں جو امانتوں کا بھی حق ادا کرتے ہیں اپنے عہدوں کا بھی حق ادا کرتے ہیں اس لحاظ سے میدان عمل ان کی وفات ایک شہید کی موت ہے جو کبھی مرا نہیں کرتے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو اپنی مغفرت کی چادر میں لئے ان کو اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے ان کی ایک چھوٹی بچی اور اہلیہ کو صبر دے ان کے والدین زندہ ہیں ان کو بھی صبر کی توفیق دے''۔

(الفضل اخبار 8 جنوری 2005)

اس طرح مکرم بشیر احمد صدیقی صاحب بھی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خط کے ذریعہ ارشاد فرمایا:۔

'' آپ کے پیارے بیٹے اور ہمارے مبلغ بھائی کی چھوٹی عمر میں اور اچانک وفات کا بڑا دکھ اور صدمہ ہوا۔ بڑھاپے میں جوان اولاد کا صدمہ نا قابل برداشت ہوتا ہے لیکن ہم اپنے خدا کے حکم کے مطابق یہی کہتے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی اہلیہ کو صبر اور حوصلہ سے یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے یہ بڑا اعزاز پانے والا بچہ تھا جو مجاہد بھی تھا۔ نمازی بھی تھا۔ اور شہید بھی ہے وہ یقیناً ان لوگوں میں سے تھا جو جان کی بازی لگا دیتے ہیں لیکن قول کو پورا کر کے چھوڑتے ہیں وہ یقیناً ان لوگوں میں سے تھا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان کو مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں ان کا نام زندہ ہے اس عزیز کے اور بھائی کی شادی پر بھی میں شامل ہوا تھا۔ ابھی تک نظروں کے سامنے وہ معصوم سا چہرہ پھر رہا ہے۔ پھر مختلف اوقات میں ملاقات ہوتی رہیں۔ ہمیشہ ایسے اخلاص و وفا کا نمونہ پایا پھر گذشتہ سال میں بورکینا فاسو کے دورے پر گیا ہو۔ تو وہاں اپنی اہلیہ کی بیماری اور بچے کے ضائع ہو جانے کے صدمہ کے باوجود جس اخلاص اور لگن سوے اسے اہم وقت خدمت سلسلہ اور دورے کا انتظامات میں مصروف دیکھا اس سے اور زیادہ تعلق بڑھا۔ اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ اسے جنت نصیب کرے۔ آمین.........................

والسلام خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

اس خط کی فوٹو کاپی ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل حضور انور کی دعاؤں سے یہ صدمہ آپ نے آپ کی اہلیہ محترمہ اور بھائیوں نے برداشت کیا۔ مکرم شکیل احمد صدیقی صاحب کی وفات سے پہلے آپ کے ایک بیٹے مکرم مبشر احمد صدیقی صاحب نے خواب دیکھا۔ ایک بڑا میدان ہے بے شمار لوگ ایک بڑے دائرے کی صورت میں کھڑے ہیں اس دائرے کے درمیان بلند

ستونوں پر چند تصاویر ہیں تین تصویروں کو پہچان سکتا ہوں جو میں پہچان سکا۔ اس میں ایک تصویر عزیز بھٹی شہید دوسری میجر طفیل شہید اور تیسری تصویر میرے والد محترم بشیر احمد صدیقی صاحب کی ہے اور اعلان ہو رہا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے عظیم کارنامے انجام دیے ہیں ان کو نشان حیدر دیئے گئے ہیں۔ مرحوم نے مکرم شکیل احمد صدیقی صاحب کے علاوہ پانچ بیٹے چھوڑے ہیں وہ بھی سلسلہ کی خدمت کر رہے ہیں۔

1۔ مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب صدر جماعت، کارکن ایم ٹی اے لنڈن۔
2۔ مکرم مظفر احمد صدیقی صاحب سکریٹری تربیت لاس انجلیس یو ایس اے
3۔ مکرم مبشر احمد صدیقی صاحب نائب افسر جلسہ سالانہ یوکے و نائب صدر حلقہ ریڈ برج
4۔ مکرم حافظ نعیم احمد صدیقی صاحب معاون صدر حلقہ جوہر ٹاؤن لاہور
5۔ مکرم مقبول احمد صدیقی سابق ناظم خدام الاحمدیہ ضلع لاہور

یہ مکرم بشیر احمد صدیقی صاحب اور ان کی اہلیہ فہمیدہ بیگم صاحبہ کی تربیت کا نتیجہ ہے جو سب بچے سلسلہ کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا ہوا ہے ایک واقعہ لکھ کر اس مضمون کو ختم کرنیکی کوشش کرتا ہوں۔

ان کے بیٹے مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب کے دو ویزے لگے ہوئے تھے ایک یوکے اور دوسرا امریکہ کا وہ امریکہ جانا چاہتے تھے۔ لیکن آپ نے پسند نہ فرمایا۔ بلکہ یہ کہا کہ تم صرف یوکے جاؤ اور وہاں جا کر سلسلہ کی خدمت کرو۔ جی ابا جان کہہ کر یوکے چلے گئے اور آج وہ ایم ٹی اے اور دیگر شعبہ جات میں خدمت کر رہے ہیں۔ مرحوم آخری دم تک یہی کہتے رہے گو وہ حلقہ جوہر ٹاؤن میں آگئے ہیں لیکن ان کی یادیں ان

کا پیار و محبت دعائیں سب کچھ حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن سے تعلق رکھتی ہیں وہ دعا گو نیک پرہیز گار اور عبادت گذار تھے۔ رمضان المبارک اور عام دنوں میں بڑھ چڑھ کر عبادت کرتے تھے۔ان کے بیٹے حافظ نعیم احمد صدیقی صاحب ایک طویل عرصہ علامہ اقبال ٹاؤن میں تراویح پڑھاتے رہے۔ایک لمبا عرصہ بیماری کو صبر شکر کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے آخر مورخہ 13 نومبر 2011ء کو اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔

آخر میں قارئین الفضل اخبار سے التماس ہے کہ میرے پیارے بھائی کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھنے کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام عطا فرمائے۔ان کی اولاد در اولاد ان کے اوصاف حمیدہ سے زیادہ سے زیادہ حصہ عطا فرمائے۔ان کی بیگم بچوں اور ان کے بھائیوں و دیگر عزیز و اقارب کو اس صدمہ عظیم کو صبر کے ساتھ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

لندن
18-11-2011

مکرم رانا مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ نے بشیر احمد صدیقی صاحب کی رحلت کی افسوسناک اطلاع دی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت اور مغفرت کی چادر میں لپیٹے اور درجات بلند کرے۔ اللّٰھم آمین۔

اللہ آپ کو اور ان کے تمام عزیزوں کو صبر کی توفیق عطا فرمائے اور آئندہ ہر طرح

کے ہموم و غموم سے محفوظ رکھے اور بشیر مرحوم کی نیکیوں کو ان کی اولاد میں ہمیشہ قائم رکھے۔ آمین

اللہ حافظ!

والسلام
خاکسار

مرزا مسرور احمد
خلیفۃ المسیح الخامس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھوالناصر

لندن
21-02-05

مکرم رانا مبارک احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا جس میں آپ نے عزیزم شکیل احمد صدیقی صاحب مبلغ سلسلہ کی اچانک وفات پر تعزیت کا اظہار کیا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ دعا کریں کہ اللہ مرحوم کے درجات بلند کرے اور اس سے بخشش و رحمت کا سلوک فرمائے۔ آمین۔

اللہ آپ کو احسن رنگ میں تمام جماعتی خدمات سرانجام دینے کی توفیق دے۔ آپ کی کوششوں میں برکت عطا کرے اور ان کے کامیاب نتائج ظاہر فرمائے۔ اس کے پیاروں میں آپ کا شمار ہو اور ہمیشہ اس کی رضا کی راہیں آپ کے پیش نظر رہیں۔ اللہ آپ کو اپنی جناب سے ہر خیر کا وارث بنائے اور دین و دنیا کی سعادتیں عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام
خاکسار
(دستخط)
خلیفۃ المسیح الخامس

قبولیتِ دعا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی قبولیت دعا کے چند واقعات

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو خلافت جیسی عظیم نعمت سے نوازا ہے۔ جس کے دل میں ہر احمدی کے لیے محبت پیار شفقت اور درد دعا رہتا ہے خلیفۃ المسیح ہر احمدی کی ادنیٰ سے ادنیٰ تکلیف کو اپنی تکلیف خیال کرتا ہے۔ خاکسار کی ملاقات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے 1984ء کے ابتدائی مہینوں میں ہوئی۔ اس کے بعد آنکھیں پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو دیکھنے کے لیے ترس گئیں۔ کئی دفعہ کوشش کی۔ آخر پیارے آقا کی خدمت میں دعا کے لیے عاجزانہ درخواست پیش کر دی۔ کہ حضور جرمنی کا ویزا لگ گیا ہے۔ لیکن یوکے والے ویزا نہیں دیتے۔ دعا کریں کہ ناچیز بندہ بھی حضور کی خدمت میں حاضر ہو سکے۔ چنانچہ حضور نے خواب میں فرمایا۔

''اللہ آپ کی تمنائیں پوری کرے اور آپ کے سفر کو آسان فرمائے''

حضور کا یہ دعائیہ خط اللہ تعالیٰ نے لفظ بہ لفظ نہایت شاندار طریقے سے پورا فرمایا کہ دل و دماغ اور عقل حیران رہ جاتی ہے۔ چنانچہ یہ خط لے کر بغیر کسی کاغذات کے یو کے ایمبیسی اسلام آباد پہنچا۔ خط جیب میں ہی رہا۔ بڑی ہی آسانی کے ساتھ ویزا مل گیا۔

اب ذرا لنڈن کی ٹکٹ کے لیے دعا اور اس کی قبولیت کا نظارہ دیکھیں۔ خاکسار ایک بڑی رقم خرچ کر کے 1999ء میں جرمنی ہو کر آیا تھا۔ لیکن پھر 2000ء میں جلسہ سالانہ یو کے اور جرمنی کے جلسہ جات کے لیے تیاری کر لی۔ ٹکٹ کے لیے پریشان تھا کہ اتنی بڑی رقم کا کیسے انتظام ہوگا۔ لیکن پیارے آقا کی دعائیں ساتھ تھیں۔ چنانچہ ایک عظیم محسن اللہ تعالیٰ ان کو جزاء عظیم دے انہوں نے ایک لفافہ تحفہ کے طور پر خاکسار کو ٹکٹ کے لیے پیش کیا۔ خاکسار نے لینے سے بہت دفعہ انکار کیا۔ لیکن انہوں نے شفقت و محبت کے ساتھ مجبور کیا کہ قبول کر لوں چنانچہ جب لفافہ لے کر گھر پہنچا۔ تو مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ اس میں کیا ہے۔ گھر آ کر کھولا تو سفر کے لیے ٹکٹ کے لیے چالیس ہزار روپے تھے۔ یعنی حضور کی دعاؤں کے مطابق سفر آسان ہوتا چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی شان اور خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کی قبولیت دیکھ کر آنکھوں میں آنسو آ گئے سجدہ میں گر گیا کہ یا مولا تو کس قدر ہمارے خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔

مورخہ 14 جولائی 2000ء لنڈن پہنچ کر سب سے پہلے نماز مغرب و عشاء ادا کی اور مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو ملاقات کے لیے درخواست دی آپ نے مورخہ 16 جولائی 2000ء کو ساڑھے چھ بجے آنے کا فرمایا۔ دوپہر کو مقررہ تاریخ پر حضور کے دفتر پہنچ گیا لسٹ میں نام چیک کیا تو دل خوشی کے مارے پھولے نا سمایا۔ جوں جوں وقت قریب آ رہا تھا دل کی عجیب حالت تھی۔ آخر پیارے آقا سے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ غلام کی ملاقات کا وقت آ گیا۔ عجیب کیفیت تھی حضور کے دفتر کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا خوشی کے مارے آنکھوں سے آنسو رواں دواں تھے۔ دل زور زور سے

دھڑک رہا تھا۔ پیارے آقا سے مصافحہ ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ رانا صاحب کیا حال ہے آپ رو کیوں رہے ہیں؟ خاکسار نے روتے روتے عرض کی کہ پیارے آقا کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے ویزا، ٹکٹ اور سفر آسان کر دیا اور اب ملاقات کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میں تو اللہ تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ ہوں قبول کرنے والی تو وہی ذات ہے۔ میں نے ساری تفصیل بتائی۔ پیارے آقا بہت خوش ہوئے۔ خیریت پوچھنے کے بعد بچوں کا اور احباب جماعت کا پوچھا پھر فرمایا۔ آپ انٹرنیشنل احمدی ہیں پھر خاکسار کو حضور انور نے ایک بہت ہی پیارے، تحفہ سے نوازا آخر میں محترم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو بلوا کر اپنے ساتھ فوٹو بنائی اور خاکسار نے اجازت چاہی اتنی خوشی ہوئی کہ زندگی میں کبھی بھی نہیں ہوئی خوشی سے لبریز باہر آ گیا۔ خوشی کے مارے ایک گھنٹہ کسی سے بات نہ ہوئی اپنے آپ کو دنیا کا بہت بڑا خوش نصیب سمجھتا تھا۔ جو پیارے آقا سے ملاقات ہوگئی۔

دعاؤں کے قبول ہونے کی مزید برکتیں جاری ہیں۔ پیارے امام سے دوسری ملاقات کا انتظام خدا تعالیٰ نے اس طرح کیا کہ پیارے آقا جلسہ سالانہ کے انتظامات کے سلسلہ میں معائنہ کے لیے ایک دو دن پہلے جلسہ گاہ تشریف لے کر جاتے ہیں۔ خاکسار کو بھی ایک خط کے ذریعہ شامل ہونے کے لیے حکم ملا۔ اتفاق کی بات جس جگہ حضرت مرزا عبدالحق صاحب امیر ضلع سرگودھا تشریف رکھتے تھے خاکسار ان کے ساتھ کھڑا تھا۔ جب حضور وہاں سے گزرے تو راستہ میں حضرت مرزا عبدالحق صاحب سے ملاقات کے لیے حضور رکے تو اس ناچیز کو بھی ملاقات کا موقعہ مل گیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور سے تیسری ملاقات کا انتظام بھی ہوا۔ مکرم چوہدری

رشید احمد صاحب نمائندہ یورپین / بیرون ممالک آرکیٹیکٹ نے حضور سے گروپ فوٹو کے لیے وقت لیا ہوا تھا۔ چونکہ خاکسار بھی ڈپلومہ انجینئر تھا۔ اس گروپ فوٹو میں شامل ہونے کی سعادت ملی گروپ فوٹو کے بعد سب انجینئرز سے حضور انور نے ملاقات کی۔ خاکسار عالمی ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹکٹس اور انجینئرز کی مجلس عاملہ کا ممبر تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور کی دعاؤں سے خاکسار کو آٹھویں عالمی بیعت 2000ء میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ تاریخ مذہب کا منفرد ایمان افروز واقعہ کروڑوں روحیں مولا کے در پر سجدہ ریز ہوگئیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس غیر معمولی فضل اور تائید اور نصرت کے بے مثال نظارے نے پوری جماعت کو تسبیح وتحمید اور مسرت وخوشی سے معمور کردیا۔ پھر انٹرنیشنل شوریٰ میں شرکت کا موقع ملا۔ بعد میں کھانے کا انتظام تھا۔ میری میز حضور کے قریب ترین تھی۔ دل اتنا خوش تھا کہ کھانا کھانا ہی خوشی کے مارے بھول گیا۔ سوچتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کی دعاؤں میں کس قدر قبولیت بخشی ہے جس کی وجہ سے اس غلام کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ حضور کے قدموں میں ایک ادنیٰ سے غلام کو کھانا کھانے کا موقعہ ملا۔ خوشی کی انتہا نہ رہی۔

جلسہ سالانہ 2000ء یوکے کے بعد خاکسار نے جرمنی میں جلسہ سالانہ میں شرکت کرنی تھی۔ یہاں میرے دو بیٹے بھی رہتے ہیں۔ مکرم رانا منصور احمد صاحب، مکرم رانا مقصود احمد صاحب، اگر لنڈن سے فرینکفرٹ ہوائی جہاز کے ذریعہ جاتا تو کم از کم 8،10 ہزار روپے ضرور خرچ ہوجاتے اور سفر کی پریشانی بھی۔ لیکن میرے ساتھ تو حضور کی دعائیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ ہی انتظام کرتا ہے۔ اتفاق سے خاکسار کے بھائی مکرم رانا بشیر احمد صاحب کا بیٹا مکرم رانا رفیق احمد صاحب اپنی گاڑی پر واپس جرمنی جا

. رہے تھے اس نے مجھے بھی ساتھ لے لیا۔ ٹیوب کے راستے لنڈن سے فرانس اور فرینکفرٹ جرمنی بہت ہی آرام سے آسانی کے ساتھ ملکوں کی سیر کرتے ہوئے اپنے بیٹوں کے پاس پہنچ گیا۔

خاکسار کی بڑی دلی خواہش تھی کہ جلسہ پر حضور کے قدموں میں بیٹھوں اس کے لیے ضروری تھا کہ سٹیج کا ٹکٹ مل جائے جلسہ سالانہ جرمنی میں خاکسار کو بار بار پیارے آقا کے قدموں میں بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس کے علاوہ کوئی اور مقصد نہیں تھا۔ اس سلسلہ میں خاکسار نے 20 دن پہلے محترم امیر صاحب جرمنی کی خدمت میں درخواست کی کہ سٹیج پر حضور کے قدموں میں بیٹھنے کی اجازت فرمائیں۔ جو کہ ناممکن تھا کیونکہ امراء کے علاوہ کسی کو بھی سٹیج کا ٹکٹ نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی حضور کی دعائیں کام آئیں اور جلسہ سالانہ جرمنی شروع ہونے سے ایک دن پہلے محترم امیر صاحب جرمنی نے از راہ درخواست منظور فرمائی اور سٹیج کا ٹکٹ مل گیا۔ پھر کیا تھا تین دن جلسہ کے ایام میں حضور کے قدموں میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا اور اس طرح سوال و جواب کی مجلس ہوئی۔ تب بھی بیٹھنے کا موقعہ ملا۔ خاکسار اللہ تعالیٰ کی عنایت اور خلیفہ کی دعاؤں کو کس طرح قبول ہوتا دیکھتا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔

پیارے آقا نے مورخہ 31 اگست 2000ء کو جلسہ سالانہ جرمنی کے دورے کے بعد ہمبرگ جانا تھا۔ خاکسار کو بھی علم ہوا اور صبح سب نور موشے بیت الذکر میں آکر لان میں قطار میں کھڑے ہو گئے خاکسار بھی آفن باغ سے آکر لائن میں کھڑا ہو گیا۔ پیارے آقا سفر پر جانے کے لیے باہر تشریف لائے سب کے ساتھ خاکسار سے بھی مصافحہ کیا اور دعا کروا کر اگلی منزل کی طرف روانہ ہو گئے دور تک حضور کی اور قافلہ کی

کاریں نظر آتی رہیں۔ دل اداس آنکھیں پُرنم اور دل میں حضور اور حضور کے قافلہ کے لیے دعائیں نکلتی رہیں۔ ایک ہی دل میں دعا تھی خدایا میرے پیارے آقا کو خیریت کے ساتھ لے کر جانا۔

خاکسار کا ٹکٹ واپسی سے کراچی اور پھر لاہور کا تھا لیکن میرے لیے یہ بہت مشکل اور کٹھن سفر تھا کہ پہلے فرینکفورٹ سے لنڈن جاتا اور پھر وہاں سے پاکستان واپسی ہوتی۔ پریشانی کے علاوہ آٹھ دس ہزار روپے کا خرچہ کا سامنا کرنا پڑتا۔ خاکسار نے متعلقہ ائیر لائن سے رابطہ کیا لیکن وہ یہی کہتے رہے کہ آپ لندن سے واپس جائیں یہ روٹ تبدیل کرنا ناممکن تھا۔ دوبارہ حضور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی آخر فلائیٹ کی تاریخ سے چند دن پہلے گیا۔ ائیر لائین والوں نے کہا کوشش کرتے ہیں آپ بیٹھ جائیں درود شریف پڑھتا رہا اور وہ یہی کہتے رہے کہ جہاز فل بک ہے جو کہ قاہرہ جائیگا۔ کوئی جگہ نہیں آخر اللہ تعالیٰ کی شان تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ انہوں نے بلوایا۔ اور کہا ایک جرمن مسافر کی ٹکٹ کی تاریخ آگے کی ہے اور آپ کو وہ ٹکٹ کنفرم کر کے دے رہے ہیں۔ جب ہوائی جہاز پر سوار ہوا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ صرف خاکسار ہی ایشیائی باشندہ تھا اور قاہرہ جا کر جو جہاز لندن سے آنا تھا مل گیا اس طرح یہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی دعاؤں سے مسئلہ حل ہو گیا اور خاکسار آرام کے ساتھ اپنے گھر پہنچ گیا الحمد اللہ حضور کی دعائیں لفظ بلفظ قبول ہوئیں۔

☆☆☆☆☆

خلافت کی برکات اور اس کے ثمرات کی حسین یادیں

اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلافت ایک عظیم نعمت ہے جس کے مقابلہ میں کوئی نعمت نہیں اور خلافت اللہ تعالیٰ کا وہ نظام ہے جو بے شمار برکات اپنے اندر رکھتا ہے جس کو کسی بھی زاویے سے دیکھیں اس میں برکات ہی برکات نظر آتی ہیں اور ان برکات کے ختم ہونے کی کوئی حد نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر اتنا بڑا انعام ہے وہ کسی طرح بھی اس کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔ یہ الٰہی نظام ہے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ جو ہمیں خلافت کے ذریعہ سے ملتا ہے۔ یہ خلافت کی ہی برکت ہے کہ جماعت کو ایک ایسی ہستی مل جاتی ہے۔ جس کا تعلق رب عظیم سے ہوتا ہے۔ اس کو خلیفہ کا نام دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اس کے شامل حال ہوتی ہے۔ اس لیے اس کے منہ سے نکلی ہوئی بات چاہے وہ چھوٹی ہو یا بڑی اس کو پورا کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ دن ہو یا رات رب العزت کے حضور دعائیں کرتا رہتا ہے وہ اس کو قبول کرتا ہے جماعت ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رہتی ہے اور کامیابیوں اور کامرانیوں سے ہمکنار رہتی ہے۔ نظام خلافت کی ایک برکت یہ بھی ہے کہ لوگ ہر زمانے میں برکات رسالت سے مستفید ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ برکات جو رسولوں سے وابستہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو تا قیامت جاری رکھنے کے لیے خلافت کو ضروری قرار دیا ہے

خاکسار چند ایک برکات تحریر کرتا ہے۔

1۔ خلافت جماعتی اتحاد کا ذریعہ ہے۔

2۔ قیام توحید اور تمکین دین خلافت کی سب سے بڑی برکت ہے۔

3۔ خلیفہ وقت کو اللہ تعالیٰ کی بھرپور تائید ہوتی ہے۔

4۔ خلافت بندے کا اپنے رب سے تعلق قائم کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔

5۔ ہم سب کو خلافت سے رہنمائی ملتی ہے۔

6۔ خلافت کی برکات یہ بھی ہیں کہ جماعت تمام آفات سے بچ جاتی ہے۔

اب خاکسار چند سنہری یادیں جو خلافت سے تعلق رکھتی ہیں ان کا ذکر خیر کرنا چاہتا ہے۔ جو احباب جماعت کے لیے دلچسپی کا باعث ہوں گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ رتن باغ لاہور میں رہائش رکھتے تھے خاکسار مجلس خدام الاحمدیہ دھرم پورہ میں رہائش رکھتا تھا۔ رات کو ہماری رتن باغ میں ڈیوٹی ہوتی تھی۔ رات بھر ڈیوٹی دیتے پھر فجر کی نماز حضور کی امامت میں ادا کرتے کبھی کبھی حضور سے شرف ملاقات کا بھی موقعہ مل جاتا۔ حضور ڈیوٹی دینے والے خدام کا خاص خیال رکھتے اور خاص ناشتہ بھجواتے اس طرح یہ حسین یادگار دن بن گئے۔

خاکسار کو 1964,65 سے 1976ء تک بہاولپور میں بطور جنرل سیکرٹری و سیکرٹری مال جماعت احمدیہ بہاولپور خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ ایک واقعہ خاکسار کو یاد ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ ربوہ سے سندھ دورے پر بذریعہ چناب ایکسپریس تشریف لے جا رہے تھے راستے میں ٹرین بہاولپور سٹیشن پر رکنی تھی۔ اتفاق کی بات ہے اللہ تعالیٰ کی مہربانی کہ چناب ایکسپریس کو کسی اور ٹرین کا کراس پڑ گیا جس کی وجہ

سے ٹرین کافی دیر رکی رہی ۔ بہاولپور کی ساری جماعت حضور سے ملاقات کے لیے آئی ہوئی تھی ۔گاڑی کھڑی ہونے کے بعد حضور ٹرین کے دروازے پر کھڑے ہو گئے ۔ محترم امیر صاحب مصافحہ کرواتے اور ساتھ تعارف بھی کرواتے ۔ جب میری باری آئی تو نام بتایا حضور مسکرا کر فرمانے لگے کہ یہ ہیں رانا صاحب ان کے تو مجھے بہت ہی دعاؤں کے خط آتے ہیں اور بہاولپور جماعت کی کارگردگی کی رپورٹیں ملتی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے ۔ میں ان کے لیے بھی دعائیں کرتا ہوں ۔احباب جماعت حضور سے ملاقات کرتے رہے عجیب نظارہ تھا جو آج تک مجھے یاد ہے۔

ایک دفعہ کی بات ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ ایبٹ آباد میں قیام فرما تھے۔ خاکسار بہاولپور میں تھا۔ پروگرام بنا کہ بچوں کے ساتھ ایبٹ آباد جا کر حضور سے ملاقات کی جائے چنانچہ بچوں کو ساتھ لے کر لاہور آیا اور وہاں سے ایبٹ آباد ساری رات سفر میں رہے صبح 11 بجے کے قریب ایبٹ آباد پہنچ گئے ۔محترم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے عرض کی کہ ہم نے حضور سے ملاقات کرنی ہے ۔ پرائیوٹ سیکرٹری صاحب فرمانے لگے اب مشکل ہے کیونکہ لسٹ اندر جا چکی ہے درخواست کی کہ چٹ اندر بھیج دیں قسمت ہوئی تو ملاقات ہو جائے گی ۔چٹ دیکھنے کے بعد حضور نے از راہ شفقت اندر بلوالیا۔ پھر آدھا گھنٹہ تک حضور سے باتیں ہوتی رہیں ۔خاکسار کی بیگم بھی ساتھ تھیں ۔عرض کی کہ حضور دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا دے کیونکہ بچے پیدائش کے بعد ضائع ہو جاتے ہیں حضور نے فرمایا دعا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی دعاؤں کو قبول کر لیا اور پورے 9 ماہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوسرا بیٹا اور اس کے بعد دو اور بیٹے دیئے۔

ایک دفعہ جماعت احمدیہ شہر و ضلع کا گروپ فوٹو حضور کے ساتھ ہوا۔ تو پیارے حضور نے خاکسار کو اپنے ساتھ ازراہ شفقت بٹھایا۔ آج بھی وہ حسین لمحات یاد ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ایک واقعہ ہے کہ حضور ماہ جنوری 1983ء میں لاہور تشریف لائے اور حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی کوٹھی پر قیام فرمایا۔ سوال و جواب کے علاوہ احباب جماعت سے ملاقات کی اجازت عطا فرمائی قطاروں میں ملاقات ہو رہی تھی۔ خاکسار سیدھا اپنے دفتر سے اور بچوں رانا منصور احمد صاحب، رانا منظور احمد صاحب، رانا مقصود احمد صاحب اور عطاء النور کو گھر سے بلوایا۔ قطار میں کھڑے تھے جب ہماری باری آئی تو حضور فرمانے لگے کہ رانا صاحب خود تو موٹے ہو گئے ہو اور آپ کے بچے سوکھے ہیں۔ حضور مسکراتے رہے اس پر سب احباب بھی مسکرا دیے۔ حضور نے فرمایا میں بچوں کے لیے دعا کروں گا ۔ ان کو کبھی کچھ کھلایا کرو۔ ملاقات کے بعد بچوں کو پھل وغیرہ خوب کھلایا اور پھر حضور انور کو خط لکھا۔ حضور آپ کے ارشاد کے مطابق خوب کھلایا ہے۔ حضور آئندہ بھی کھلاتا رہوں گا۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ نے عزیزم رانا منظور احمد صاحب کو ایک ہوٹل بھی دے دیا ہے اور حضور کی دعاؤں سے صحت مند اور چھ چھ فٹ تقریباً ان کے قد ہیں یہ ہیں خلافت کے ثمرات اور ان کی حسین یادیں اور اس کی بے شمار برکات اور خلافت کی دعائیں۔ یہ خلافت وہ مبارک اور بابرکت سلسلہ جو اپنے اندر بے شمار برکات رکھتا ہے ان برکات کا تفصیلی ذکر کرنا چند الفاظ میں مشکل ہے بلکہ ناممکن ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کی اطاعت نصیب کرے آمین جو دنیا بھر میں سب سے بڑی نعمت ہے۔ ادھر دعا کا خط لکھا ادھر اللہ تعالیٰ نے دعا کو قبول کر لیا۔

☆☆☆☆☆

معجزہ تھا تیری دعاؤں کی قبولیت کا

(خلیفہ وقت کی دعاؤں سے زندگی واپس آئی)

اللہ تعالیٰ کے جماعت احمدیہ پر کروڑوں فضل واحسان ہیں اس نے ہمیں عظیم الشان نعمت خلافت سے نوازا ہے جو ہمارے دکھ درد اور خوشی کا جذبہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ خلافت ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ڈھال ہے خلیفہء وقت راتوں کو اٹھ اٹھ کر رب عظیم کے حضور ہمارے دکھوں کو دور کرنے کیلئے دعائیں کرتے ہیں۔ قربان جاؤں اس ہستی پر جس کی دعاؤں سے ہمیں آرام، سکون اور شفاء ملتی ہے۔

مورخہ 16 مئی 2009ء خاکسار کا بیٹا عطاء النور سیڑھیوں سے گرا اور دیوار کے ساتھ ٹکرا گیا جس سے بے تحاشا خون بہہ نکلا۔ فوری طور پر جنرل ہسپتال ایمرجنسی آپریشن روم میں پہنچا دیا۔ شدید خطرہ کی حالت تھی صرف 10 فیصد بچنے کے چانس تھے ساڑھے گیارہ بجے رات سر کا آپریشن شروع ہوا اور اڑھائی بجے رات ختم ہوا۔ اسی وقت پیارے آقا کو بذریعہ فیکس درخواست دعا کی۔ حضور کی طرف سے جواب آیا۔ اللہ فضل فرمائے۔ اپنے بیٹے کو حسب ذیل ہومیوپیتھی کا نسخہ بھی استعمال کروائیں اللہ آپ کے بیٹے کو کامل دعاجل شفاء عطا فرمائے ور صحت والی زندگی سے نوازے۔ نسخہ

یہ تھا Arnica Nat Sulpha روزانہ ایک خوراک چار دن اس کے بعد ہفتہ کے وقفہ سے دو خوراکیں۔ سب ڈاکٹر حیران تھے اور اس آپریشن کی کامیابی پر مبارک باد دے رہے تھے۔ خون کا پریشر دماغ کے دوسری طرف چلا گیا اور 21 مئی 2009ء کو دوبارہ آپریشن کرنا پڑا اس میں کامیابی کا چانس کم تھا حضور کو پھر بذریعہ فیکس درخواست دعا کی۔ جس کا مورخہ 25 مئی 2009ء کو دوبارہ خط کے ذریعہ جواب ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے بیٹے کو صحت والی لمبی زندگی سے نوازے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوسرا آپریشن بھی کامیاب رہا۔ مورخہ 29 مئی 2009ء کو تیسرے آپریشن کی ضرورت پڑی کیونکہ دماغ کے اوپر والے حصے میں پیپ پڑ گئی تھی یہ آپریشن بہت خطرناک تھا۔ ڈاکٹر آپریشن کی کامیابی کے لیے پوری طرح مطمئن نہیں تھے اور ہم سب رو رہے تھے فوری طور پر حضور کو بذریعہ فیکس درخواست دعا کی۔ بڑی مشکل سے ڈاکٹرز کو مجبور کیا کہ آپریشن کریں آگے جو خدا کو منظور ہوگا آخر ڈاکٹروں نے آپریشن کر دیا اور دماغ کے حصہ میں سے پیپ صاف کر دی اور ڈیڑھ انچ مربع سر کی ہڈی بھی نکال دی۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اس دوران تیسری مرتبہ دعا کے لیے فیکس کی۔ سب ڈاکٹرز تیسرے آپریشن کی کامیابی پر بڑے حیران تھے اور خود کہتے ہوئے سنا کہ صرف دعا کا معجزہ ہے جو اس کو کامیابی ملی حضور نے اپنے خط مورخہ 11 جون 2009ء میں دعا دی کہ اللہ تعالیٰ معجزانہ طور پر شفا اور صحت دے اور عزیز کو عمر دراز بخشے۔ آخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیٹا ہسپتال سے ڈسچارج ہو کر 16 جون کو گھر آ گیا۔

جلسہ سالانہ یوکے پر کئی احباب تشریف لے گئے خاکسار کو دلی دکھ ہے کہ بچے کی کمزوری کی وجہ سے نہ جا سکا جو احباب حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن حضور کی ملاقات کے

لیے جاتے حضور ضرور پوچھتے کہ رانا صاحب کے بیٹے کا اب کیا حال ہے؟ رانا صاحب جلسہ سالانہ پر نہیں آسکے ان میں ایک مکرم ناظم الدین صاحب سابق زعیم اعلیٰ بیت الاحد لاہور نے مورخہ 18 جولائی 2009ء کو حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اندر جاتے ہی حضور نے پوچھا کہ رانا صاحب کے بیٹے کا کیا حال ہے؟ وہ بیچارے جلسہ سالانہ یو کے پر نہیں آسکے۔ انہوں نے عرض کی کہ اب بیٹے کی صحت ٹھیک ہو رہی ہے۔

اس وقت دنیا میں کئی کروڑ احمدی ہیں اور بہت سے دن رات اس جماعت میں شامل ہو رہے ہیں میرے جیسے کم تر احمدی کیلئے کس قدر حضور نے دعائیں کی جو قبول ہوئی ہیں۔

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے

اے میرے فلسفیو زور دعا دیکھو تو

کتنی بڑی خلافت کی برکات ہیں یہ نعمت عظمٰی ہے۔ عزیز عطاء النور کے گرنے کی خبر سب جگہ پہنچ گئی تو خاکسار کے تین بچے رانا منصور احمد صاحب لندن منصورہ صاحبہ مانچسٹر اور رانا مقصود احمد صاحب جرمنی سے لاہور پہنچ گئے اور شدید ترین گرمی میں دن رات ہسپتال میں ڈیوٹی ء دیتے رہے۔ ماں باپ کی خدمت اور بھائی کی دیکھ بھال کا مثالی جذبہ تھا۔ دنیا بھر سے خیریت پوچھی گئی یہ محبت، یہ پیار سوائے احمدیت اور خلافت کے علاوہ کہیں نہیں مل سکتا یہ احمدیت کی تاریخ میں پہلا موقعہ نہیں کہ خلیفہ وقت کی دعا سے معجزانہ طور پر کسی کو شفاء ہوئی ہو۔ ایسے واقعات روزانہ رونما ہو رہے ہیں۔

آخر میں خاکسار کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بلکہ ہماری نسلوں کو بھی خلافت کا

مقام پہچاننے اس کی اطاعت کا حق ادا کرنے اور اس عظیم نعمت کے شکر گزار بنتے ہوئے پیغام کو جو امن و آشتی کا پیغام ہے پوری دنیا میں پہنچانے کی توفیق دے اور خلافت سے وابستگی میں ہی اس دارفانی سے رخصت ہوں۔ آمین!

☆☆☆☆☆
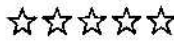
سفرنامے

لنڈن میں وقف عارضی اور قیام کے واقعات

یہ اگست 2004ء کی بات ہے جب خاکسار جلسہ سالانہ یو کے پر گیا۔ جلسہ سالانہ یو کے میں شمولیت کے بعد خاکسار نے سوچا کہ کیوں نہ بجائے ادھر ادھر جانے کے یو کے قیام کے دوران اپنے وقت کو سلسلہ کے لیے وقف کر دوں کیونکہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہوا ہے۔

''عزیزو! یہ دین کے لیے اور دین کی اغراض کے لیے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔''

(کشتی نوح)

چنانچہ خاکسار نے حضور انور کی خدمت میں وقف عارضی کے لیے درخواست بذریعہ مکرم عبد الماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل والتبشیر لندن ارسال کی مگر حضور جرمنی تشریف لے گئے۔ حضور ماہ ستمبر میں واپس تشریف لائے۔ تو دوبارہ 18 ستمبر تا 2 / اکتوبر وقف عارضی کے لیے درخواست دی۔

جس پر حضور انور نے خوشنودی کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ محترم امیر صاحب یو کے کو رپورٹ کریں۔ خاکسار کو اس شفقت سے اتنی زیادہ خوشی ہوئی کہ کوئی دوسرا اس مسرت کا اندازہ بھی نہیں کر سکتا خاکسار خوشی خوشی محترم امیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا محترم امیر صاحب نے خاکسار کے سپرد چندہ جات کے اندراج کا کام کر دیا

اوراس کام پر مورخہ 19 ستمبر سے 2/اکتوبر تک ادنیٰ سی خدمت سرانجام دیتا رہا۔3/ اکتوبر 2004ء کوخاکسار کی واپسی کی فلائیٹ تھی۔صبح امیر صاحب کے دفتر جاتا رہا اورشام تک کام کرتا رہا۔اس طرح محض اللہ تعالیٰ کے فضل حضور اقدس کی شفقت سے حضرت مسیح موعود کے ارشاد پر عمل کرنیکی توفیق ملی۔خاکسار کو جماعتی کام کے علاوہ سب سے زیادہ بڑا فائدہ یہ ہوا کہ حضور اقدس کی امامت میں پانچوں نمازیں باجماعت بیت الفضل لندن میں پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی اوراس سے خاکسار کو روحانی خوشی ہوئی اور حضور پرنور کو بار بار دیکھنے کا بھی موقع ملتا رہا۔جس کا تحریر میں لانا مشکل ہے ایسے مواقع کب کسی کو ملتے ہیں۔حضور اقدس کی اس شفقت کو یاد کرتا ہوں اور دل سے ہر وقت حضور اقدس کے لیے دعائیں کرتا رہتا ہوں۔اس دوران بے شمار جماعت کے نیک لوگوں اور علماء سے ملاقات ہوتی رہی۔

خاکسار ہمیشہ پہلی صف میں بیٹھتا تھا۔ایک دن نماز عشاء کے بعد مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام بیت الفضل لندن فرمانے لگے کہ رانا صاحب آپ نے کل میرے ساتھ چائے پینی ہے۔4 بجے تشریف لے آئیں۔دوسرے دن ان کی خدمت میں حاضر ہوا کہ دس بارہ مختلف ممالک کے مشنری انچارج صاحب کو انہوں نے چائے پر مدعو کیا۔اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی جتنی حمد کی جائے کم ہوگی۔یہ مکرم عطاء المجیب صاحب راشد کی شفقت تھی۔چائے کیا تھی۔مچھلی،شامی اور بہت ساری اللہ تعالیٰ کی نعمتیں۔اللہ تعالیٰ ان کو جزاء دے۔یہ دعوت کھانے سے بڑھ کر تھی۔جس کو اب بھی یاد کرتا ہوں تو ان کی شفقت یاد آجاتی ہے۔جب بھی میں بیرونی ممالک جاتا ہوں۔وہاں کی بیت الذکر سے رابطہ ضرور کرتا ہوں اور نمازیں باجماعت پڑھنے کی ہر

ممکن کوشش کرتا ہوں اور وہاں کے مشنری انچارج کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں اور دعا اور کوشش کر کے ان کے ساتھ دورہ جات بھی کرتا ہوں۔ مکرم مولانا لئیق احمد طاہر صاحب مشنری جب ساؤتھ ہال میں تھے کے ساتھ کئی ایک جماعتوں کے دورہ جات کیے اور بہت کچھ سیکھا۔ ان کے سٹال پر بھی خدمت کرتا ہوں عام طور پر وہ اس طرح کام کرتے ہیں۔ صبح تہجد کی نماز سے آغاز کرتے ہیں پھر فجر کی نماز اور قرآن کریم کا درس اور سب احباب حضور کی خدمت میں دعا کا خط لکھتے ہیں۔ پھر ناشتہ کر کے سٹال کے مشن پر چل پڑتے ہیں دوپہر تک ڈیوٹی انجام دیتے ہیں۔

خاکسار کو جرمنی میں سٹال پر جو کہ فرینکفرٹ کے ساحل پر ہے ادنیٰ سی خدمت کرنے کی توفیق ملتی رہی۔ خاکسار کی درخواست ہے کہ جب بھی احباب جماعت بیرونی ممالک جایا کریں۔ اپنے آپ کو سلسلہ کی خدمت کے لیے پیش کیا کریں۔ خاکسار نے اپنی آنکھوں سے یو کے جرمنی فرانس۔ LAXM Burg بیلجیم، ہالینڈ، وغیرہ خود جا کر دیکھا کہ حضرت مسیح موعود کا یہ الہام کس شان کے ساتھ پورا ہوا ہے۔

"میں تیری (دعوت) کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں پاکستان میں بھی اور بیرونی ممالک میں بھی وقف عارضی میں حصہ لینے کی توفیق دے۔ آمین

☆☆☆☆☆

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے مسکن بھیرہ کا یادگار سفر

خاکسار کی بڑی دلی تمنا تھی کہ کسی طرح بھیرہ جا کر حضرت الحاج حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی ابتدائی زندگی کے مقدس مقامات کو دیکھ سکوں۔ چنانچہ ایک وفد نے مورخہ 2 مارچ 2009ء کو بھیرہ جانے کا پروگرام بنایا۔ جس میں خاکسار کے ساتھ مکرم مرزا نسیم بیگ صاحب، مکرم مبشر احمد ضیاء صاحب، مکرم محمد عقیل چغتائی صاحب شامل تھے۔ خاکسار ایک رات پہلے ''حیات نور'' جو کہ حضرت خلیفہ اولؓ کی مبارک زندگی پر مشتمل ہے۔ رات گئے تک پڑھتا رہا۔ اگلے دن صبح کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دعاؤں کے ساتھ سفر کا آغاز کیا۔ سفر کے دوران چاروں دوست حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی مبارک زندگی کا ذکر خیر کرتے رہے۔ کار میں تین گھنٹے کے سفر کے بعد ہم اپنی منزل بھیرہ پہنچ گئے۔ سب سے پہلے خدا کا شکر ادا کیا کہ سفر خیریت سے رہا۔ کھانا کھایا۔ وہاں مکرم اسد نصر اللہ صاجب اور مکرم نصیر احمد صاحب کو فون پر اپنی آمد کی اطلاع دی۔ وہ ہمارا انتظار کر رہے تھے اور ہمارے ساتھ ہو لیے اور اس بیت الذکر میں لے گئے جو گول سڑک پر آتی ہے۔ دل خوشی سے باغ باغ تھا۔ اس بیت الذکر کا دیا گاری سنگ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھیرہ میں تشریف لا کر اپنے دست

مبارک سے رکھا۔ بہت ہی خوبصورت، قدیمی اور تاریخی عمارت ہے چھوٹی اینٹ سے بنائی گئی ہے۔ یہاں پر ہم نے ظہر اور عصر کی نمازیں با جماعت پڑھیں اور تصویریں بنوائیں اس کے بعد ہم احمدی بزرگ مکرم مرزا خدا بخش صاحب کے گھر گئے۔ ہمارے حلقہ کے محترم میاں ظفر اللہ صاحب سیکرٹری اصلاح وارشاد کے والد صاحب کا بھیرہ میں گھر تھا اور آجکل ان کے بھائی کے بیٹے مکرم اسد نصر اللہ صاحب رہائش رکھتے ہیں۔ یہاں بھی جماعت کے مختلف حالات اور شہر کی تاریخ کے بارے میں معلومات حاصل کی گئیں اور دعائیں کرتے ہوئے یہ قافلہ آگے بڑھا۔ مکرم نصیر احمد صاحب بھیرہ جماعت کے مخلص احمدی ہمیں اندرون شہر لے گئے۔ وہاں دو بیوت الذکر ہیں۔ ایک تو غیر از جماعت کے پاس ہے کبھی یہاں اکٹھے ہی نمازیں پڑھتے تھے اور دوسری وہ جو حضرت خلیفہ اول کا مکان تھا اس کو 1950ء میں بیت الذکر بنایا گیا ہے۔ وہ مبارک کمرہ بھی دیکھا اور ہم نے نوافل ادا کیے جس میں حضرت حکیم نور الدین صاحب کی 1841ء میں پیدائش ہوئی تھی۔ اجتماعی دعائیں بھی کیں۔ دونوں بیوتِ الذکر اصل حالت میں موجود ہیں۔ اور چھوٹی اینٹ سے بنائی گئی ہیں۔ گلی کے دوسری طرف ایک ٹوٹا پھوٹا سا کمرہ ہے۔ وہاں مشہور ہے کہ ایک مائی کا تنور تھا جو کہ اب بھی ہے جو اس کا بیٹا چلا رہا ہے حضرت حاجی حکیم نور الدین صاحب کی وہاں شدید مخالفت تھی۔ محلے والوں نے اس مائی کو کہا کہ مولوی صاحب کو روٹی تنور پر پکا کر نہیں دینی لیکن اس نے کہا میں کسی کو بھی روٹی پکا کر نہیں دوں گی سوائے ان حکیم صاحب کے۔ مکرم چوہدری محمد اکرم صاحب ہمارے ساتھ رہے اور تفصیل سے آگاہ کرتے رہتے۔

اندروں و بیرون شہر بھیرہ کی بھی سیر کی ۔اس کے پانچ دروازے ہیں ۔ بھیرہ سب تحصیل اور ضلع سرگودھا کا قدیمی شہر ہے جو کہ دریائے جہلم کے کنارے پر آباد ہے 1901ء میں جب اس کی مردم شماری کی گئی تو اس کی آبادی 18 ہزار 680 تھی اور اس وقت اس کی آبادی ایک لاکھ کے قریب ہے بھیرہ سنسکرت کا لفظ ہے ۔ A Place where is no fear. یعنی امن کا شہر قدیم زمانے میں اس کو جاب ناتھ بھر بھی کہتے تھے ۔ یہاں ریلوے سٹیشن بھی ہے یہ تجارت کا مرکز ہے ۔ کپڑا اور میٹل ورک وغیرہ کا کام ہوتا ہے ۔ بھیرہ موٹروے ایم 2 لاہور سے اسلام آباد کے درمیان واقع ہے ۔ سرسبز شہر ہے ۔اس شہر میں تین ہندوؤں کے مندر ہیں ۔تاریخی مساجد خلجی مسجد اور تغلق مسجد اور ایک سکھوں کا بھی گردوارہ ہے ۔ محمود غزنوی اور سکندر اعظم بھی حملہ آور ہوئے تھے ۔ یہاں زیادہ تر پنجابی آباد ہیں ۔ یہاں تجارت پیشہ اور کاشتکار لوگ رہتے ہیں ۔ یہ گندم اور مہندی کی مارکیٹ کے لیے مشہور ہے ۔ٹرین اور بسوں سے پہلے یہاں اونٹ استعمال کیے جاتے تھے ۔ دریائے جہلم کے کنارے ہونے کی وجہ سے قدیم زمانے میں یہاں پڑاؤ ڈالا جاتا تھا ۔ مکرم عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ خلیفۃ المسیح الاول ؓ کی ابتدائی زندگی کے بارے میں تحریر کرتے ہیں ۔

حضرت مولانا حاجی حافظ حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح الاول کے نسب نامہ سے ظاہر ہے کہ آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کی اولاد میں سے تھے ۔ آپ کے بزرگوں میں متعدد افراد اولاء اللہ میں سے ہوئے ہیں ۔ آپ کے خاندان کو قرآن مجید کے حفظ کرنے کی طرف بھی بہت توجہ رہی ۔ چنانچہ آپ کے شجرہ نسب سے ظاہر ہے کہ آپ سے لے کر اوپر گیارہویں پشت تک تمام بزرگ قرآن مجید حفظ کرتے چلے آرہے

ہیں۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت حافظ غلام رسول تھا۔ آپ بھیرہ شاہ پور کے باشندے تھے۔ قرآن کریم سے آپ کو اس قدر عشق تھا کہ ہزار ہا روپیہ صرف کر کے بمبئی سے قرآن مجید لا کر پنجاب کے شہروں اور دیہات میں پھیلایا کرتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ اعوان قوم سے تھیں۔ نور بخت نام تھا اور میاں قادر بخش صاحبؒ سکنہ کسانہ کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت نور بخت صاحبہ اس زمانے کے دیندار گھروں کے رواج کے مطابق قرآن کریم کا ترجمہ اور کچھ فقہ کی کتابیں شہر کے چھوٹے بچوں کو پنجابی زبان میں پڑھایا کرتی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے بھی قرآن کریم اور چند فقہ کی کتابیں اپنی والدہ ماجدہ ہی سے پڑھی تھیں۔ آپ کے بچپن کا ماحول بھی نہائت پاکیزہ تھا۔
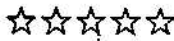
جلسہ سالانہ یوکے 2010 خلافت کی برکات و یادیں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کے پہلے جلسہ سالانہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ نے 1892 میں رکھی۔ جس میں حاضری 75 تھی یہ جلسہ قادیان میں ہوا۔ پھر جلسے لمبا عرصہ خلافت کے زیر سایہ ربوہ پاکستان میں ہوتے تھے رہے لیکن اجازت نہ ملنے کی وجہ سے ربوہ میں جلسہ جات نہ ہو سکے لیکن اب دنیا کے ہر ملک میں جلسہ جات ہو رہے ہیں جن میں ہزاروں کی حاضری ہوتی ہے ان میں ایک جلسہ سالانہ انگلستان میں بھی ہر سال ہوتا ہے جس میں دنیا بھر سے احباب شرکت کرتے ہیں۔ یہ جلسہ جات تربیت اور اجتماعی دعاؤں کے لیے ہوتے ہیں اور ایک خاص روحانی ماحول ہوتا ہے جس میں نمازیں اور دعائیں ہی ہوتی ہیں چنانچہ ان جلسہ جات کے لیے حضرت مسیح موعودؑ نے ارشاد فرمایا۔

"اس جلسہ سالانہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی اس کے لیے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔" (اشتہار 7 دسمبر 1892)

اس لیے احباب جماعت شروع سال سے ہی جلسہ سالانہ میں شرکت کے لیے دعائیں اور کوشش کرتے ہیں۔ خاکسار کا ویزہ یوکے ختم ہو چکا تھا آگے کی امید نہیں تھی۔ کیونکہ ایمبیسی برطانیہ آسانی سے ویزہ نہیں دیتے تھے پیارے آقا سے درخوست دعا

کرتے ہوئے اپلائی کر دیا لیکن فیصلہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیا اگر خدا کو منظور ہوا تو ضرور لگ جائے گا۔ ویزہ لگ گیا (ایک واقعہ میری زندگی میں ایسا بھی گذرا کہ کہیں یہ ہوگیا کہ خدا تعالیٰ ہمارے لیے جو کرتا ہے وہ بہتر ہوتا ہے۔دسمبر 2004 کی بات ہے کہ جلسہ سالانہ قادیان کے لیے کہا گیا۔ 25دسمبر 2004 کو جانا تھا۔ کہ سارا دن بارڈر پر انتظار کرتے رہے لیکن ہمیں سفری کاغذات نہ ملے۔ہم جلسہ سالانہ قادیان نہ جاسکے ہم ایم ٹی اے کے ذریعہ جلسہ دیکھتے رہے جلسہ ختم ہوگیا مورخہ 29دسمبر 2004 فجر کی نماز کیلئے اٹھے تو خاکسار کو شدید قسم کا ہارٹ اٹیک ہوگیا اور پورے سات دن سی سی یو شیخ زید ہسپتال میں رہا اس کے بعد ایک مہینہ آرام کے لیے لگ گیا سوچتا ہوں اگر سفری کاغذات مل جائے اور ہم چلے جاتے اور وہاں پر ہارٹ ٹیک ہو جاتا سفر میں اس تکلیف کا کیسے مقابلہ کرتے جو اللہ تعالیٰ کے دین کی ادنیٰ سی بھی خدمت کرتا ہے خدا تعالیٰ خود ان کے لیے بہتری کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔)

خاکسار کی ہمیشہ سے خواہش رہی ہے کہ نئے نئے ملک دیکھے جائیں۔اس طرح ہوائی سفر سے فائدہ اٹھایا جائے اور تاشقند کی ایرلائن لی جائے تا کہ تاشقند کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہوں جس کی تفصیل لنڈن سے واپسی کے سفر میں عرض کروں گا دوسرا اس کا یہ فائدہ ہوا کہ تحریک جدید کا جو مطالبہ ہے کہ سادہ زندگی بسر کرنے چاہیے اس سفر کے لیے ٹکٹ انتہائی سستی مل گئی باقی کی رقم اضافی چندہ جات کے ادا کرنے کے کام آ گئی چنانچہ 16 جولائی 2010 لاہور سے تاشقند ہوتے ہوئے شام کو لنڈن پہنچ گیا الحمد اللہ سفر بہت کامیاب رہا۔ خاکسار کے بچے اور عزیز ہیتھرو ائرپورٹ پر لینے کے لیے آئے ہوئے تھے دل میں ایک تڑپ تھی روحانی خوشی تھی

حضور کی دعائیں تھیں خوشی کے مارے آنکھوں میں ایک سیلاب تھا۔ دوسرے دن
خاکسار بیت الفضل لنڈن گیا دیر ہونے کی وجہ سے بیت میں جگہ پیچھے مل گئی نمازوں
کے بعد خاکسار محترم پرائیویٹ سکریٹری صاحب کے دفتر میں ملاقات کی درخواست
لے کر گیا۔ خاکسار کو 17 جولائی 2010 ملاقات کے لیے وقت دے دیا گیا۔ چنانچہ
اسکے بعد سلسلہ کے بزرگوں جن میں مکرم ومحترم عطاء المجیب راشد صاحب ومحترم رفیق
احمد حیات صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ یوکے و دیگر بزرگوں کی خدمت میں
حاضر ہوا اس کے علاوہ کئی ایک بزرگ احباب بیت الفضل کے لان میں مل گئے ان
سب سے مل کر انتہائی خوشی ہوئی دوسرے دن آفیسر جلسہ سالانہ یوکے سے بیت
الفتوح میں ملاقات ہوئی اور آفتاب احمد خان۔ لائبریری بیت الفتوح میں بیٹھ کر دنیا
بھر سے آئے احمدیہ لٹریچر اخبارات رسالہ جات کتب پڑھنے کے لیے مل جاتی ہیں جس
سے ثابت ہوتا ہے کہ واقعی یہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کہ تیری تبلیغ کو زمین
کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کی بہترین لائبریری ہے
خاکسار زیادہ تر فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازوں کے لیے بیت الفضل میں
جاتا رہا ایک گھنٹہ پہلے جانا پڑتا تھا تب اگلی صف میں جگہ مل جاتی آخر 17 جولائی
پیارے حضور ایداللہ سے ملاقات کا وقت آہی گیا۔ انتظار کی گھڑیاں ختم ہوگئیں اس
سے پہلے خاکسار کی ملاقات جولائی 2008ء میں ہوئی تھی اور پچھلے سال
2009 بیٹے کے اپریشن کی وجہ سے نہ جاسکا ملاقات کی گھڑیاں جوں جوں قریب
آرہی تھی دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ ہماری فیملی کی ملاقات تھی میرا چھوٹا بیٹا
عزیزم رانا مقصود احمد صاحب بمعہ فیملی کے ساتھ تھا حضور انور نے جاتے ہی گلے لگا

لیا۔خوشی کے مارے آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

حلقہ کے احباب اور افراد خانہ کو اسلام علیکم ارشاد فرمایا لاہور کے پاک لوگوں کا ذکر فرمایا۔ سانحہ لاہور میں شہیدوں اور زخمی احباب کا ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا آپ کب تشریف لائے ہیں خاکسار نے عرض کی۔ کہ 12 جولائی 2010 کو آپ نے مزید فرمایا کہ آپ کو پرسوں نماز پڑھتے دیکھا تھا پہلے کہاں تھے حضور پچھلی صفوں پر تھا عزیزم رانا مقصود احمد جو کہ حضور کے قافلہ میں سکیورٹی پر کام کرتا ہے مجھے آج معلوم ہوا ہے کہ آپ کا بیٹا ہے۔ پھر اسکے ہونے والے بچہ کے لیے دعا کی درخواست کی خلیفہ وقت کی دعاؤں سے مورخہ 3 اکتوبر 2010 خدا نے ایک چاند سا بیٹا میرے بیٹے کو دیا اس کا ازراہ شفقت وقف نو بھی قبول فرمایا اور نام بھی ایمان احمد منظور فرمایا حضور سے اتنی تفصیلی باتیں ہوئیں کہ تحریر کرنا مشکل ہے۔ خاکسار نے فوٹوز کے لیے عرض کی ایک خاکسار کے ساتھ اور ایک فیملی کے ساتھ اس ملاقات سے اس قدر خوشی ہوئی کہ وہ جان سکتا ہے جس کی پیارے آقا سے ملاقات ہوئی ہو کیا حضور کا نورانی چہرہ مبارک بات کرتے تو مسکرا کر جیسے علم کا خزانہ اللہ تعالیٰ پیارے آقا کو لمبی سے لمبی زندگی سے نوازے آمین!

پھر روزانہ کا معمول بن گیا کہ بیت الفضل میں جا کر پیارے آقا کے پیچھے پہلی صف میں نماز باجماعت ادا کرنے کا موقعہ ملتا رہا کاش یہ خوش نصیبی خاکسار کو ساری عمر کے لیے مل جائے۔ حضور نمازیں پڑھاتے رہیں اور ہم حضور کی امامت میں نمازیں پڑھتے رہیں جب حضور بیت الفضل میں دروازے سے اندر تشریف لائے تو سب سے پہلی صف میں ہونے کی وجہ سے آپ پہ نظر پڑتی تو دل باغ باغ ہو جاتا۔ جلسہ

سالانہ کی تاریخ سے پہلے جلسہ گاہ میں مختلف شعبہ جات کے کاموں کا معائنہ بھی فرمانا ہوتا ہے خاکسار کو بھی از راہ شفقت دعوت نامہ مکرم آفیسر سالانہ جلسہ نے دیا تھا معائنہ کے بعد حضور کی سلسلہ کے فدائی کارکنان سے ملاقات ہوتی ہے خاکسار پیارے حضور کا بے چینی سے انتظار کرتا رہا حضور تشریف لائے تو سب نے نعروں کی گونج میں حضور کا استقبال کھڑے ہو کر کیا۔ کیا کسی بادشاہ کا استقبال ہو گا درود شریف کا ورد کرتے ہوئے جلال کے ساتھ حضور نے معائنہ فرمایا پھر ایک ایک کارکن سلسلہ سے مصافحہ کرتے جاتے اور شاباش دیتے دعائیں کرتے ہوئے آگے قدم بڑھاتے رہے ۔آخر میں پر تکلف چائے کا انتظام تھا۔ وہاں حضور کے سامنے دوسری میز پر بیٹھ کر چائے پی آخر جلسہ سالانہ کے دن آ گئے خاکسار ہمیشہ کی طرح پہلے جا کر کرسی پر بیٹھ جاتا تھا۔ کوشش کرتا تھا کہ حضور کے سامنے بیٹھوں اور خاکسار کا معمول بن گیا۔ تین دن متواتر وقت سے پہلے آنا جلسہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اتنا عظیم الشان تھا کہ ہر طرف ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا نور ہی نور ہے اور طبعیت اتنی زیادہ خوش جب نعرہ لگتا تو دل جوش کے مارے بیٹھتا جاتا چھوٹے چھوٹے طفل ٹھنڈا پانی پلا رہے تھے چہروں پر مسکراہٹ لب پر ہر کسی کے درود شریف اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ کی حاضری 28 ہزار سے زیادہ تھی۔ جلسہ کے آخری دن دل اداس ہونا شروع ہو گیا لیکن دل کا یہ حال سر سے پاؤں تک خوشی کے گیت گا رہا تھا۔ اپنی خوش قسمتی پر خدا کا شکر ادا کر رہا تھا جلسہ سالانہ کے بعد واپسی کے لیے دل اداس ہوتا جا رہا تھا۔ مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام بیت الفضل لنڈن سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ کل آپ نے چائے میرے ساتھ پینی ہے اور 4 بجے کا وقت گھر پر مقرر تھا۔ دیگر مشنری انچارج صا

خبان کو بھی دعوت پر بلوایا ہوا تھا چنانچہ خاکسار اپنے بیٹے کے ساتھ ان کے گھر پہنچ گیا چائے کیا تھی پورا کھانے کا انتظام تھا دیگر افراد کیساتھ مشنری انچارج بھی بلوائے ہوئے تھے خوب جماعتی ترقیات اور فضلوں کی باتیں ہوتی رہیں بعد میں گروپ فوٹو بنوائی گئی اور واپسی کے لیے سفر کی تیاری تھی۔ لنڈن سے تاشقند سفر کرتے ہوئے ایک تاشقند فیملی مل گئی اس کو انگلش میں جماعت کا تعارف کرواتا رہا جلسہ سالانہ کی کاروائی بتائی اس طرح دعوت الی اللہ کا موقعہ بھی مل گیا کچھ تاشقند کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں تاشقند ایک خوب صورت شہر بھی ہے صوبہ کا نام بھی ہے اور ملک Uzbekistan کا صدر مقام بھی اس کی آبادی سرکاری سطح پر 2008 مردم شماری کے مطابق 2.1 ملین اور غیر سرکاری طور پر 445 ملین ہے یہ ریاست رشیا کا علاقہ تھا جو کہ 1991 میں مسلم ریاست کے طور پر رشیا سے آزاد ہوا اس شہر میں بے شمار خوارے سٹریٹ اور پارک مشہور ہیں اس کے علاوہ 22 منزلہ NBU بنک کی بلڈنگ ہے۔

انٹرنیشنل ہوٹل اور بزنس سنٹر اور پلازہ کی بلڈنگ مشہور ہیں مذہبی ادوار اور بڑی بڑی مساجد یہاں زلزلے بھی آتے رہتے ہیں 1966 میں بڑا زلزلہ آیا تاشقند کا وقت لنڈن سے 5 گھنٹہ زیادہ ہے جون سے ستمبر موسم گرم ہوتا ہے اور سخت سردی دسمبر سے فروری تک ہوتی ہے باقی زیادہ موسم بہار بھی ہوتی ہے آخر 7 گھنٹے سفر کے بعد ہم تاشقند پہنچ گئے ائر پورٹ صاف ستھرا اور عمارت اسلامی طرز پر بنی ہوئی تھی دنیا کے ہر ملک سے یہاں سے جہاز جاتے ہیں ائر پورٹ پر ڈھائی گھنٹہ رہے ایک دوسرا چھوٹا جہاز 90 سیٹ کا پاکستان لاہور کے لیے تیار ہو گیا جہاز کے اندر جا کر سیٹ پر بیٹھ گیا۔

جہاز فل ہو گیا میرے ساتھ والی سیٹ خالی تھی دعا کر رہا تھا کہ کوئی اچھا آدمی آ کر بیٹھ جائے۔ اچھا پڑوسی اچھا سیٹ فیلو مل جائے تو یہ خدا کی رحمت ہوتی ہے ابھی روانگی میں چند منٹ باقی تھے کہ ایک صاحب آ کر بیٹھ گئے۔ خاکسار نے اٹھ کر سلام کیا اس نے اپنا تعارف کروایا تعارف میں یہ بھی بتایا کہ وہ 7 مرتبہ وزیر رہ چکے ہیں اور دو سال جیل میں بھی رہے ہیں وہ تاشقند سے سوار ہوئے تھے اپنا تعارف کراتے ہوئے میں نے بتایا کہ خاکسار کا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے اور احمدی ہوں وہاں لنڈن میں ہمارا جلسہ سالانہ ہوتا ہے اس میں شمولیت کے لیے گیا تھا۔ حاضری پوچھی تو عرض کیا 28 ہزار سے زیادہ ہی ہوگی۔ جس پر حیرانی کا اظہار کیا کہ بتائیں کہ اتنے لوگوں کا وہاں کھانے اور رہائش کا کیا انتظام ہوتا ہے جس پر تفصیل بتائی ان کے پوچھنے پر ان کو جماعت کا مکمل تعارف بھی کروایا اس طرح اس نے سانحہ 28 مئی 2010 میں دونوں جگہ گڑھی شاہو اور ماڈل ٹاؤن میں ہونے والے واقعات پر دکھ کا اظہار کیا انہیں میں نے بھی اپنی زندگی کی مکمل تفصیل بتائی۔ خاکسار نے ان کو اپنا اور جماعت کا مکمل تعارف بھی کروایا۔ خاکسار نے مزید بتایا کہ آپ خود ویب سائیٹ دیکھیں آپ جماعت اور جلسہ کی تفصیل مل سکتی ہے۔ www.alislam.org www.mta.tv آپ کو سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ کیونکہ اب پاکستان کی فضا آ گئی ہے ہم بات نہیں کر سکتے بعد میں خاکسار نے ان کے ساتھ فوٹو بھی بنوائی۔ انہوں نے خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ آج جماعت کے بارے میں بہت ساری باتوں کا علم ہوا ہے اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے سفر طے ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا لیکن پیارے آقا کی شفقت، محبت، پیار ان کا نورانی چہرہ مبارک اور جلسہ سالانہ کی

ساری کارروائی یاد آتی ہے تو خوشی محسوس ہوتی ہے سوچتا ہوں جماعت کی کتنی برکات ہیں اس کا اندازہ اسکو ہوسکتا ہے واپس آکر پیارے حضور کی خدمت میں پہنچنے کی اطلاع اور سفر کے بارے میں دعا کے لیے لکھا جس پر حضور کا خط آیا۔

''جس میں آپ نے خیر عافیت سے پاکستان واپس پہنچنے کی اطلاع دی ہے الحمد اللہ کہ سفر اچھا رہا اور دوران سفر آپ کو ....دعوت الی اللہ کا موقع ملتا رہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ اپنے فضلوں سے نوازے اخلاص میں برکت دے اور تمام نیک تمنائیں پوری فرمائے آمین!

حضرت مسیح موعودؑ نے بھی جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لیے دعائیں کی ہیں ہر ایک جو اس جلسہ کے لیے سفر اختیار کرے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات آسان کر دے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے نجات عنایت کرے اور ان کی برات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے ان پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہوا ے خدا ذوالجلال رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانیوں کے ساتھ غلبہ عطاء فرما کہ ہر ایک قوت اور طاقت تجھ کو ہے۔

☆☆☆☆☆

متفرق

دہشت گردی سے بچنے کے لیے چند احتیاطی تدابیر

موجودہ ملکی حالات کی وجہ سے ہم سب کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جو دعائیں بتائی ہیں ان پر عمل کرنے کی ضرورت ہے اور درود شریف کا ورد بھی کرتے رہنا چاہیے۔ اصل ذات تو خدا تعالیٰ کی ہی ہے جو ہماری حفاظت کر سکتی ہے۔ لیکن ہمیں خود بھی احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ پس ہمیں بھی احتیاطی تدبیریں اختیار کرنی چاہئیں تا کہ کسی بھی قسم کے نقصان سے بچا جا سکے۔

1۔ اپنے شہر سے آپ کو باہر جانا ہو تو اپنے محلہ کے صدر صاحب کو اپنے پروگرام کی اطلاع دے کر جائیں۔

2۔ گاڑی چلاتے وقت اچھی طرح لاک کر لیں۔

3۔ اپنی اور اپنے گھر کی حفاظت کے لیے ارد گرد کے ماحول پر نظر رکھیں۔

4۔ دہشت گردی کے ملکی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اول غیر ضروری بغیر مقصد گھر سے باہر نہ جائیں۔ اگر مجبوری ہو تو ایسے وقت کا انتخاب کریں جب رش کم ہو تو بازار یا مارکیٹ جا سکتے ہیں۔

5۔ ملکی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور دہشت گردی سے بچنے کے لیے

اپنے اردگرد آنے والے کرایہ دار کے متعلق اپنے علاقہ کے سیکیورٹی اداروں کو فوری بتائیں تاکہ وہ اس کے متعلق معلومات حاصل کر سکیں۔

6۔ اپنا قومی شناختی کارڈ ہمیشہ ساتھ رکھیں۔ضروری کاغذات گم ہونے کی صورت میں متعلقہ تھانہ یا فون نمبر 15 پر فوری اطلاع دیں۔

7۔ اپنے گھر کو محفوظ کرنے کے لیے کلوز سرکٹ کیمرہ مع ریکارڈنگ سسٹم نصب کریں۔

8۔ کسی اجنبی مرد یا عورت کو گھر میں مت آنے دیں۔

9۔ بغیر جان پہچان کے دروازہ نہ کھولیں۔خاص طور پر رات کے وقت۔

10۔ بچوں کو سکول بھیجتے وقت بتائیں کہ وہ گھر کے متعلق کسی اجنبی شخص سے کوئی بات نہ کریں اور نہ کوئی چیز لے کر کھائیں۔

11۔ بچوں اور خواتین سے ہنگامی حالات سے نبرد آزما ہونے کے طریقوں پر بات کریں۔ بروقت 15 نمبر پر یا ایمبولینس 1122 کو اطلاع دیں۔

12۔ اپنے گھر اور موبائل فون میں تمام ایمرجنسی سروسز کے نمبرز کی لسٹ آویزاں کریں۔

13۔ کسی جگہ آگ لگ جائے تو نیچے لیٹ کر باہر کی جانب جانے کی کوشش کریں گیلا کپڑا بھی پاس رکھیں۔

14۔ ڈاک میں کوئی بھی پارسل بھیجنے والے کا ایڈریس نہ ہو تو اسے وصول نہ

کریں۔ ہوسکتا ہے کہ اس میں کوئی مہلک چیز یا خطرناک کیمیکل ہو جو
جان لیوا ہو۔

15۔ بس، کوچ، ٹرین ہوائی جہاز میں دوران سفر کسی بھی شخص کو اپنے بارے میں معلومات فراہم نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہیں تا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر شر سے محفوظ رکھے۔ آمین!

اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس مشاورت 2009ء کے موقع پر اپنے پیغام میں فرمایا:۔

''سب سے بڑھ کر یہ کہ دعاؤں پر بہت زور دیں۔ یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے ہر احمدی کی اور خاص طور پر عہدیدار کی کہ جماعتی ترقی اور حالات کی بہتری کے لیے بہت دعائیں کریں۔ نہ صرف اپنی فرض عبادتوں کے معیار بلند کریں بلکہ نوافل سے بھی انہیں سجائیں۔ مالی قربانی میں تو پاکستان کے احمدیوں نے دنیا کی تمام جماعتوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے لیکن بیوت کی آبادی کی طرف توجہ کی بہت ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں بھی آپ کو صف اول میں کھڑا کر دے۔ اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ آپ کی طرف سے خیر کی خبریں پہنچائے اور ہر فرد جماعت کو میرے لیے قرۃ العین بنائے مجھے بھی آپ سب کے لیے پہلے سے بڑھ کر دعاؤں کی توفیق دے۔ آمین! ''

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں مذکورہ امور پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

☆☆☆☆☆

ایمبولینس اور ریسکیو ٹیم

ایمبولینس خدمت خلق کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ ایمبولینس کے معنی ہیں مریض کو فوری ہسپتال لے کر جانے والی گاڑی۔ وین، ہیلی کاپٹر یا ہوائی جہاز یہ سب ذرائع طبی آمد و رفت ہیں جو ان دنوں دنیا میں زیر استعمال ہیں۔ ایمبولینس مریضوں کو ہسپتال میں منتقل کرنے کے لیے احسن ذریعہ ہے۔ مریض گھر میں ہو یا جائے حادثہ پہ یا زلزلہ سے متاثرہ علاقوں میں مدد کے لیے ایمبولینس استعمال کی جاتی ہے۔ اس سے اموات میں خاصی کمی ہوتی ہے۔

یورپ میں ایمبولینس کا معیار انتہائی نگہداشت یونٹ (ICU) کا سا ہوتا ہے اور تربیت یافتہ ڈاکٹرز، نرسیں اور میڈیکل سٹاف اسی ایمبولینس میں موجود ہوتا ہے۔ یہ جدید اور ٹیلی فون کے ذریعہ کنسلٹنٹ (Consultant) سے ہدایات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس میں ہر قوم کے سرجیکل یا میڈیکل ایمرجنسی مریضوں کو طبی امداد پہنچانے کا انتظام ہوتا ہے۔ ہر مریض کو بروقت طبی امداد (Life Saving) راستہ میں ہی مل جاتی ہے جس سے مریض پیچیدگیوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اب تو ترقی یافتہ ممالک میں Air Ambulances ہوائی جہازوں اور ہیلی کاپٹر کو ایمرجنسی کی صورت میں استعمال کیا جاتا ہے اور ان کی سمندروں اور مشکل پہاڑی آبادیوں اور دور دراز علاقوں

تک رسائی ہے اور جنگ کے میدانوں میں زخمیوں کو ہسپتال پہنچانے میں بھی یہ مدد دیتی ہے اور بڑے ہسپتالوں اور عمارتوں پر ہیلی کاپٹر کے لیے ہیلی پیڈ بنائے گئے ہیں۔ جہاں سے مریضوں کی منتقلی میں آسانی ہوتی ہے۔ مریضوں کی ایک ہسپتال سے دوسرے ہسپتال میں منتقلی بھی اس کے ذریعہ آسان اور وقت پر ہوتی ہے۔

آئین پاکستان تمام شہریوں کو زندہ رہنے کے لیے بنیادی حقوق فراہم کرتا ہے اور یہ حکومت وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے انتظامات کو یقینی بنائے جن کے تحت کسی بھی شہری کو فوری ضروری امداد دستیاب ہو۔ جب اس کے جان و مال کے نقصان کا اندیشہ ہو ایمرجنسی کہلاتی ہے دنیا کے تمام مہذب ممالک میں ہر قسم کی ایمرجنسی سے نبرد آزما ہونے کے لیے حکومت کی جانب سے ایمرجنسی سروسز موجود ہوتی ہیں۔ جو ایک کال پر فوری امداد بہم پہنچاتی ہیں جس کی بناء پر حادثات وسانحات کے دوران شرح اموات میں خاطر خواہ کمی لانے میں مدد ملتی ہے۔ پاکستان میں 2004ء میں پہلی بار پنجاب حکومت نے لاہور سے بین الاقوامی معیار کی تربیت یافتہ ایمرجنسی سروس ریسکیو 1122 کا آغاز کیا۔ صرف چھ ماہ کے قلیل عرصہ میں اس سروس کا باقاعدہ آغاز ہوا اور اب یہ سروس پنجاب کے تمام بڑے شہروں میں کامیابی سے چل رہی ہے۔ موجودہ صوبائی حکومت نے اسے پنجاب کے تمام اضلاع تک پھیلانے کی بھی منظوری دے دی ہے۔

ریسکیو 1122 لاہور کے کنٹرول روم میں ایمرجنسی کی تمام کالز موصول ہوتی ہیں۔ جہاں سے جائے حادثہ کے نزدیکی ریسکیو سٹیشن سے ایمبولینس اور دوسری ایمرجنسی گاڑیاں روانہ کر دی جاتی ہیں۔ 1122 فون نمبر پر کال کر کے مدد طلب

کرنے والے سے یہ نہیں پوچھا جاتا کہ وہ کس مذہب ذات یا برادری سے متعلق ہے وہ امیر ہے یا غریب ہے اور اس کی سیاسی وابستگی کیا ہے بلکہ یہ سروس ہر خاص و عام کے لیے یکساں دستیاب ہوتی ہے۔ کنٹرول روم میں کال موصول ہونے سے جائے حادثہ تک رسائی کا اوسطاً وقت صرف 7 منٹ ہے جو کہ ایشیاء بھر میں ایک ریکارڈ ہے یہ ریسپانس ٹائم لاہور جیسے گنجان آباد شہر میں پچھلے چار سال سے برقرار رکھنا کسی کارنامے سے کم نہیں۔ یہ سروس اب تک لاہور میں پچھلے چار سال کے دوران تقریباً 2 لاکھ سے زائد ایمرجنسی کے شکار لوگوں کی جان بچا چکی ہے جن میں اکثر جواں سال برسر روزگار اور اپنے خاندان کے کفیل ہیں یہاں یہ بات کہنا بے جانہ ہوگا کہ لاہور کے شہریوں کو اس بات کا یقین آگیا ہے کہ مشکل گھڑی میں ان کی مدد کو کوئی اور پہنچے نہ پہنچے لیکن ریسکیو 1122 کی ٹیم فوراً پہنچے گی اور انہیں یا ان کے پیاروں کو موت کے منہ میں جانے سے بچالے گی

ایمبولینس کے خدمت خلق کے لیے مقاصد درج ذیل ہیں۔

1۔ ایمبولینس طبی امداد اور ہسپتالوں میں منتقلی کا اہم ذریعہ ہے۔

2۔ ہسپتالوں میں بروقت اور فوراً منتقلی ایمبولینس کی خدمات کا اہم مقصد ہوتا ہے تا مریضوں کو جان اور پیچیدگیوں سے بچایا جا سکے۔

3۔ یہ خدمات Life Saving کا کام کرتی ہیں۔

4۔ تربیت یافتہ اور ماہر سٹاف کی سہولت اور خدمات سے مریضوں کو علاج بروقت ملنے سے بروقت گرانقدر فوائد ملتے ہیں۔

5۔ میدانِ جنگ ہو یا امن آفت زدہ علاقہ جات سے مریضوں کی

ہسپتال میں منتقلی جلد ہونے سے شرح اموات میں خاصی کمی ہوئی ہے۔

6۔ ہر قسم کے علاقوں سے مریضوں کو با آسانی لایا جاتا ہے۔

7۔ اب ایمبولینس سے Blood Bank ایکسرے (X- Ray) اور Door To Door علاج کی سہولت بھی پہنچائی جا رہی ہے۔

ہمارا فرض ہے جب ایمبولینس راستہ مانگ رہی ہو تو پہلی فرصت میں اس کو گزرنے کے لیے راستہ دینا چاہیے۔ مریض کو کسی ہسپتال لے جانے میں وقت ضائع نہ ہو اور اس مریض کے لیے دعا بھی کرنی چاہیے تا اللہ تعالیٰ اپنا فضل اور رحم فرماتے ہوئے اس مریض کو جلد سے جلد شفاء عطا فرمائے۔ امیر ملکوں نے تو سڑک پر ایمبولینس کے لیے الگ ٹریک بنائے ہوتے ہیں۔ ایمبولینس میں تین مختلف قسم کے سٹریچر ہوتے ہیں۔

آٹو لوڈنگ سٹریچر ایسا سٹریچر ہے جو مریض کو زمین سے اٹھانے اور دور سے لانے اور ایمبولینس میں لوڈ کرنے کے کام آتا ہے اس کی خوبی یہ ہے کہ اس کو صرف ایک ہی آدمی آپریٹ کر لیتا ہے اور اس کی Legs خود فولڈ ہو کر ایمبولینس کے اندر چلی جاتی ہیں اور باہر نکالتے وقت خود بخود کھل جاتی ہے۔

2۔ ایک Spine Bward سٹریچر ہے جو ایسے مریض جن کے متعلق خدشہ ہو کہ ان کی ریڑھ کی ہڈی پر کوئی چوٹ لگی ہے تو ایسے مریضوں کو اس بورڈ پر ڈال کر لے جایا جاتا ہوے۔

3۔ ایک فولڈنگ سٹریچر ہوتا ہے جو مریضوں کو گھر کے اندر سے یا دوسری

تیسری منزل سے لانے کے لیے کام آتا ہے۔

Auto Matic External Defibrilator AEDایک ایسا آلہ ہے جس کی مدد سے ایسے مریض جن کے دل کی دھڑکن کو واپس لایا جا سکتا ہے اور ساتھ ECG بھی دیکھی جاسکتی ہے۔

Pulse Oxy Meterایک ایسا آلہ ہے جس کو مریض کی انگلی پر لگایا جاتا ہے اور یہ مریض کے خون مین موجود آکسیجن کی مقدار بتاتا ہے۔ جس سے مریض کی حالت جانچنے میں مدد ملتی ہے۔ ان کے علاوہ اس ایمبولینس میں ہر قسم کے ایمرجنسی کے استعمال کے لیے سرجیکل انسٹرومنٹ ہوتے ہیں جن سے ہر قسم کی Stitching کی جاسکتی ہے۔ خون کے ضیاع کو روکنے کے لیے بہت سے آلات ہوتے ہیں۔ جدید قسم کی Burn Dressingsاور کسی قسم کی سرجیکل ڈریسنگ Surgical Dressingsہوتی ہیں۔ اس ایمبولینس میں بہت سے Rescue کے آلات ہوتے ہیں جن کی مدد سے مختلف جگہوں پر پھنسے ہوئے لوگوں کو گاڑی میں سے یا کسی بلڈنگ میں سے نکالا جا سکتا ہے۔ غرض یہ ایک نہایت اعلیٰ معیار کی ای Rescueایمبولینس ہے جس میں بیشمار مریضوں کو فرسٹ ایڈ دے کر بحفاظت ہسپتال تک پہنچایا جاسکتا ہے۔ اس میں موبائل ٹیلی فون بھی موجود ہوتا ہے اور ساتھ ساتھ ڈیوٹی ڈاکٹر سے ہدایات بھی مریض کے بارے میں حاصل کرتے رہتے ہیں تا کہ مریض کی جان بچ جائے۔

پاکستان میں 2004ء تک قدرتی آفات اور حادثات اور حادثات کے باعث پے در پے بڑے پیمانے پر جانی و مالی نقصان کے باوجود حکومتی سطح پر کوئی ایسا

پیشہ دارنہ نظام موجود نہ تھا۔ جو ایسے مواقع پر بروقت اقدام سے جان ومال کے بلا وجہ زیاں کو اگر ختم نہیں تو کم ضرور کر دیتا ہے۔ 56 برسوں میں کتنی جانیں صرف اس وجہ سے ضائع ہوئیں کہ عوام الناس کی بروقت مدد کیلئے کوئی تربیت یافتہ سسٹم نہیں تھا، اِس کے درست اعداد و شمار کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے، کتنے خاندان اُجڑے اور مالی نقصانات کا حجم کیا تھا۔ کوئی نہیں بتا سکتا۔ اس نظام کے نہ ہونے سے ہمارا معاشرہ کس قدر عدم تحفظ کے احساس کا شکار رہا، کیسی کیسی آہوں بھری المناک داستانوں نے جنم لیا اور کتنے ہی پھول چہرے دُھول ہوئے ...... شاید ہی کوئی اس کا حساب کر سکے۔ اگر سرکاری اعادو شمار پر بھی یقین کر لیا جائے تو اربِ بست وکشاد کی بے حسی اور طبقات کی لاتعلقی پر افسوناک حیرت کے سوا چارہ نہیں ہے۔ اس صورتِ حال میں

- ریسکیو 1122 سروس جیسا ادارہ 2004 میں جب قیام پذیر ہوا تو لوگوں ایک خوشگوار تبدیلی کا احساس ہوا۔ اس سروس کے پہلے 6 ماہ کے نتائج نے خود حکومتی مشیزی کو بھی ورطۂ حیرت میں ڈال دیا اور اُن کے تئیں یہ عمومی طور پر شروع کیا جانے والا منصوبہ حکومتِ پنجاب ترجیحات میں ہو چکا ہے بلکہ اب تک اس پیشہ ورانہ سروس کا پھیلاؤ نہ صرف پنجاب کے تمام ضلعی شہروں میں ہو چکا ہے۔ بلکہ اب اس کا دائرہ کار تحصیل کی سطح تک بڑھایا جا رہا۔ اپنی تربیت، ساز وسامان اور لگن کے باعث اِس سروس نے کم از کم پنجاب میں پہلی بار شہریوں کو یہ احساس دلایا ہے کہ ایک ایسا ادارہ اور ٹیم اب اُن کے کہیں قریب ہر وقت موجود ہے جو کسی بھی ناگہانی حالات میں ایک فون کال پر عقابوں کی سی برق رفتاری کے ساتھ اُن تک پہنچ کر تکلف اور کے دورانیے کو کم کر دے گی۔ اور یہ کہ اب اُن کے جان ومال اُس رسک پہ نہیں ہیں تقریبا 10 لاکھ

سے زائد زخمیوں و یمر جنسی کے مریضوں کو ہنگامی امداد پہنچا کر ہسپتال میں منتقل کیا ہے اور ان میں سے ایک محتاط اندازے کے مطابق 70% کے قریب وہ لوگ تھے جو روزی روٹی کمانے والے اور اپنے خاندانوں کے کفیل تھے۔ میرے نزدیک پچھلے 10 سال میں پنجاب میں یہ ایک نمایاں اور مستقل اور اپنے خاندانوں کے کفیل اور قابلِ ذکر واحد ثبت تبدیلی ہے جس پر بحیثیت مجموعی کیا جا سکتا ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ 50 سال تک اس طرز کے بہترین پروفشنل سسٹم کے حصول میں ایسی کیا رکاوٹ تھی کہ لاکھوں جانیں اور اربوں کھربوں کیے بار بار مالی نقصان کے باوجود ہم اس سے محروم رہے۔ میرے اِس سوال کے جواب کی لگن ایک خوشگوار حیرت پر منتج ہوئی جب اس عظیم الشان منصوبے کے پس منظر میں اپنے ہی ایک عزیز و برخوردار کا نام منکشف ہوا۔ کسی بھی تحریر کی اصل خوبی اُس تحریر کے بین السطور چھپا ہوا وہ مجموعی احساس ہوتی ہے جو قاری کو اپنی گرفت میں لے لے اور صاحبِ تحریر کو ممتاز کر دے۔ ڈاکٹر سہیل مختار احمد اسِ جدید، تربیت یافتہ اور بین الاقوامی معیار کے نظام کی تخلق میں ایک ایسا ہی پسِ پردہ کردار ہے جس کی موجودگی ریسکیو سروس کے نہ صرف قیام بلکہ اسے مستقبل بنیادوں پر جاری و ساری رہنے کا باعثب بن گئی۔ میں سمجھ گیا کہ پچھلے عرصہ میں قدرتنے ڈاکٹر سہیل اور سروس کے بانی سربراہ ڈاکٹر رضوان نصیر کو ایک مخصوص تربیت سے گزار کر ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے کا انتظام کر رکھا تھا۔ ڈاکٹر سہیل کا اس کا سلسلے میں نمودار ہونا، سروس کے تخلیقی عمل اور دآغاز میں بنیادی اور اہم ترین کردار ادا کرنا اور بعد ازاں اس کے کامیاب تسلسل کیلیے اس کی رگوں میں خونی کی روانی فراہم کرنا انسانی نہیں بلکہ قدرت کی کار

فرماتی ہی ہوسکتی ہے۔ کیونکہ ایسے کرشموں کے اظہار کا فیصلہ جب قدرت کر لیتی ہے۔ تو وہ جذبوں، صلاحیتوں اور محبت کو یک جان کر دیتی ہے جبکہ یہی تین عناصر ڈاکٹر سہیل کی شخصیت کا نمایاں وصف ہیں۔ میرے بساط بھر تحقیق و مطالعہ اور حقائق کی روشنی میں مجھے یہ کہنے میں جھجک محسوس نہیں ہوتی کہ قوم کیلئے اس دھرتی اور اس پہ بسنے والوں کیلئے پچھلے 10 سال میں جو ڈاکٹر سہیل نے کر دکھایا ہے وہ ایک انسان کیلئے انفرادی سطح پر اگر ساری زندگی کا حاصل بھی ہو تو قابل فخر کہلائے۔

ریسکیو سروس کا تخلیقی سفر بڑا مختصر مگر انتہائی دلچسپ اور نتیجہ خیز ہے۔ یہ چند مقامی لوگوں، مقامی صلاحتوں اور مقامی وسائل کا ایک مثالی شاخسانہ ہے جو آنے والی نسلوں کو بھی فیضیاب کرتا رہے گا۔ اس سروس کے بنیادی خدوخال، تربیت یافتہ افرادی قوت اور بین الاقوامی معیار پر آپریشنز کی ترویج میں تو ڈاکٹر سہیل نے اپنے شب و روز دیئے ہی لیکن اس سروس کی مسلسل کامیابی میں ڈاکٹر سہیل کی خدمات کا سب سے بڑا پہلو پاکستان میں پہلی بار ترقی یافتہ ممالک کے معیار پر مبنی ایمبولینس گاڑیوں کا مقامی طور پر تیار کرنے کی صنعت کا اجرا ہے۔ انھوں نے کروڑوں روپے سے درآمد ہونے والی ایمبولینسز سے بہتر اپنے ملک میں کئی گنا کم قیمت پر تیار کر کے اربوں روپے کا نہ صرف زرِ مبادلہ بچایا بلکہ ڈبتی ہوئی صنعتی معیشت اور مایوس ہوتے صنعتکاروں کیلئے ایک مثال بن کر مشکل حالات میں نمایاں کامیابیاں حاصل کرنے کا حوصلہ بھی دیا۔ اُن کا ادارہ اب موبائل کلینک نامی بھی کماتا اور ایمبولینس گاڑیاں ایکسپورٹ بھی کرتا ہے اور زرِ مبادلہ کے ساتھ پاکستان کیلئے نیک نامی بھی کمانا ہے۔ میں بہت رشک بھری نگاہوں سے ڈاکٹر سہیل کے سابقہ 10 سال کو دیکھتا ہوں اور قدرت کے

انتخاب کی داد دیتا ہوں۔

لاہور چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری ہر بزنس میں نمایاں حاصل کرنے پر ''پرائم منسٹر ٹرافی اور پرائم منسٹر گولڈ میڈل'' کیلئے پاکستان سے کرتی ہے۔لیکن ڈاکٹر سہیل کی کامیابیاں اور خدمات کو پرکھنے کے بعد چیمبر نے ایک نئے ایوارڈ کا اجراء کیا ''پرائم منسٹر بزنس مین ایوارڈ آف دی ائیر 2010 کا ایک شندار تقریب میں وزیراعظم پاکستان نے اپنے دست مبارک سے ڈاکٹر سہیل کو پیش کیا۔اُن کو دیئے گئے اعزازات کو شمار کرنا مشکل ہے جن میں اُن کی موبائل کلینک کو پاکستان بھر سے برانڈ آف دی ایئر 2009ء اور 2010ء بھی شامل ہیں۔

تجارت کے اصول اور ایک احمدی تاجر کے تجربات

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعودؓ نے جماعت کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے لیے 1920ء میں شعبہ صنعت و تجارت قائم فرمایا۔ جسے چھ سال کے بعد 1926ء میں مستقل نظارت کی حیثیت دی۔ اس کا پہلا ناظر حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب کو مقرر فرمایا۔ چند ماہ بعد حضرت مرزا شریف احمد صاحب کو نظارت صنعت و تجارت کی ذمہ داری سپرد کر دی گئی۔ جب سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس شعبہ میں راہنمائی دی جا رہی ہے۔ اس طرح ہر جماعت میں ایک شعبہ صنعت و تجارت قائم ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

''پھر جہاں میں یہ کہتا ہوں کہ ہماری جماعت کا ہر فرد کام کرے جو بیکار ہے وہ اپنے لیے کام تلاش کرے اگر کوئی اعلیٰ درجہ کا کام نہیں ملتا تو ادنیٰ سے ادنیٰ کام کرنے میں بھی عار نہ سمجھے۔ اگر دوست ایسا کریں تو دیکھیں گے کہ جماعت مین اتنی قوت اور طاقت پیدا ہو جائے گی۔ کہ کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا۔۔۔۔۔ جو تاجر ہیں انہیں چاہیے کہ دوسروں کو تجارت کرنا سکھائیں جو پیشہ ور ہیں انہیں چاہیے کہ دوسروں کو اپنے پیشے کا کام سکھائیں یہ صرف دنیوی طور پر عمدہ اور مفید کام نہ ہوگا بلکہ دینی خدمت بھی ہوگی اور بہت بڑے ثواب کا موجب ہوگا''۔ (انوار العلوم جلد 12 صفحہ 583)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:۔

''جماعت کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کی طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے صنعتی لحاظ سے بھی اور تجارتی لحاظ سے بھی میں نے بہت غور کیا ہے دنیا میں کوئی جماعت بھی اپنے Potential کے لحاظ سے ہم سے زیادہ اس بات کی اہل نہیں کہ وہ تیز رفتاری کے ساتھ ان دونوں امور میں ترقی کرے کیونکہ تجارت اور صنعت کے جو بہترین دماغ ہونے چاہئیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو میسر ہیں۔''

پس ہمیں حضور کے ارشادات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے ہم میں سے کچھ احباب نے تجارت شروع کی اور انہوں نے بڑی ترقی کی۔

ایک احمدی تاجر نے تجارت وصنعت کے کچھ سنہری اصول بتائے ہیں جو ہماری راہنمائی کے لیے مفید ہو سکتے ہیں فرماتے ہیں۔

تجارت اول نمبر پر ہے تاریخ کا اگر مطالعہ کریں تو واضح طور پر نظر آتا ہے کہ جن قوموں نے تجارت کو ہاتھ میں لیا وہ کامیاب ہوئیں اور انہوں نے اپنے لوگوں کے لیے خوشی اور آسودگی کے حالات پیدا کیے پچھلی صدی میں یورپین ممالک نے تجارت کے ذریعہ ایشیا اور افریقہ وغیرہ میں حکومت کی اس لیے ضروری ہے کہ ایشیا اور افریقہ کے ملک تجارت اور صنعت کو ترقی دیں۔ کچھ ملکوں نے ایسا کیا ہے جس کی وجہ سے وہ خوشحال ہیں۔ مثال کے طور پر جاپان، کوریا، اور تائیوان نے صنعت وحرفت میں بڑی ترقی کی ہے جس کی وجہ سے وہ یورپ اور امریکہ کے دانت کھٹے کر رہے ہیں اور ان ملکوں کو اس کی بڑی تشویش ہے۔ جن قبیلوں نے تجارت وصنعت کو ہاتھ میں لیا وہ

خوشحال ہیں باقی لوگ تو صرف گزارا کرتے ہیں۔ کراچی میں 75 فیصد دولت ہے اور 25 فیصدی باقی سارے پاکستان کے حصہ میں آتی ہے۔ یہ سب صنعت وتجارت کی بدولت ہے۔ زمیندار نوجوانوں کو چاہیے کہ تجارت کی طرف رجوع کریں کیونکہ زمین کی تقیم سے زمین کم ہوتی جارہی ہے اور گذارا مشکل ہے۔

چند اصول تجارت

سب سے پہلے ضروری ہے کہ دفتر یا شوروم مارکیٹ میں ہو۔ شوروم کو حالات کے مطابق سجا کر رکھا جائے ہر وقت کھولا جائے سامان ترتیب سے رکھا ہو۔ گاہکوں کے بیٹھنے کا انتظام ہو۔ گاہکوں کو صحیح طرح سے خوش آمدید کہا جائے اور فوراً ان کی ضرورت معلوم کر کے صحیح چیزیں پیش کی جائیں ناقص چیز فروخت نہ کی جائے نفع زیادہ نہ لیا جائے بلکہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ مارکیٹ سے نفع کچھ کم لیا جائے بلکہ مارکیٹ کے نرخوں کا مالک اور سیلز مینوں کو علم ہونا چاہیے ادھار پر مال نہ دیا جائے گاہکوں کی حسب توفیق تواضع کی جائے۔ اگر گاہک بدتمیز ہو اور گالی بھی نکال دے تو پھر بھی درگزر کیا جائے۔

صبح کا جاگنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ رزق صبح کے وقت تقسیم کیا جاتا ہے صبح جلد اٹھنے کی طرف انگریزی کی یہ مثال اشارہ کرتی ہے۔ Early to bed eraly to rise makes the man healthy wealthy and wise تاریخ بھی اس بات کی گواہ ہے کہ جو قومیں یا خاندان صبح کو جاگتے تھے انہوں نے دنیاوی ترقی کی ہے جو سوتے تھے ان پر تنزل آیا حتیٰ کہ روحانیت میں بھی یہی قانون نظر آتا ہے نبی بھی صبح اور رات جاگ کر نبی بنے کوئی ایسا نہیں ہوا جس کو صبح کو سو کر

نبوت حاصل ہوئی ہو۔آج تک کسی سپہ سالار نے جنگ صبح کو سو کر نہیں جیتی اس لیے نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ صبح سویرے جاگا کریں۔

کسی صنعتی یا تجارتی ادارے کے کامیابی سے چلانے کے لیے ضروری ہے کہ افسر اعلیٰ (چیئرمین) وغیرہ میں مندرجہ ذیل اہلیت موجود ہو:

1۔ اسے اردو زبان اور انگلش زبان اچھی طرح سے آتی ہوں یعنی ان دونوں زبانوں میں اچھی طرح گفتگو کر سکے اور خط و کتابت کر سکے۔

2۔ اسے صاف ذہن ہونا چاہیے۔

3۔ اس میں بات کو سمجھنے کی اہلیت ہونی چاہیے۔

4۔ چاپلوسی پسند نہ کرتا ہو۔چاپلوسی سے دور رہے۔اگر چاپلوسی کی اجازت دے گا تو انصاف نہیں کر پائے گا۔

5۔ فوراً یا جلدی فیصلہ کرنے کی قوت پیدا کرے۔

6۔ خندہ پیشانی سے پیش آئے۔

7۔ اپنے ملازمین کی تربیت کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔

8۔ ہر ملازم کو ملنے کی اجازت دے تاکہ وہ اس سے مل کر اپنی مشکلات پیش کر سکے۔

9۔ حتی الوسع اس کے لیے ضروری ہے کہ زیادہ سے زیادہ ملازمین کو جانتا ہو۔ان کی شکایت غور سے سنے اور اگر درست ہوں تو رفع کرے۔

10۔ ہاں میں ہاں ملانے والے ملازمین سے دوری اختیار کرے۔

11۔ اگر ملازم ٹھیک کام نہیں کرتا ہے تو اس کو تنبیہ کر کے ٹھیک کرنے کی

کوشش کرے۔

12۔ وقت کی پابندی از حد ضروری ہے اگر افسر اعلیٰ اس کی پابندی نہیں کرے گا۔تو عملہ بھی نہیں کرے گا۔

13۔ ایک طرف کی رپورٹ پر حکم صادر نہ کرے بلکہ دوسری پارٹی کا نقطہ نظر دریافت کرنے کے بعد حکم صادر کرے۔

14۔ ملک کے حالات سے واقفیت ضروری ہے۔

15۔ جس تجارت یا صنعت کا افسر اعلیٰ ہو اس کے متعلق موجودہ علم ہونا ضروری ہے۔

16۔ ملازمین سے مشورہ ضروری ہے۔

پس میری تمام احمدی بھائیوں سے گزارش ہے کہ وہ ان سنہری اصولوں پر عمل کر کے تجارت کریں ۔ اللہ تعالیٰ برکت ڈالے گا ۔ ایک احمدی تجارت کرنے والے دوست سے کسی نے پوچھا کہ اپنے کام کو کم کریں ۔اس نے جواب دیا میں اس لیے زیادہ کام کرتا ہوں کہ زیادہ کماؤں اور زیادہ چندہ دوں اور جماعت کی ترقی ہو اور مزید غریبوں کی مدد کروں ۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان اصولوں پر عمل کرنے کی توفیق دے آمین۔

☆☆☆☆☆

دارالعوام (ویسٹ منسٹر لنڈن کی سیر)

خاکسار جب بھی لنڈن گیا اور وقت نکال کر دارالعوام یعنی (ویسٹ منسٹر) کو دیکھنے کے لیے گیا لیکن باہر سے ویسٹ منسٹر کی عمارت کو دیکھ سکا۔ تاہم خاکسار کے بیٹے عزیزم رانا منصور احمد اور نواسے عزیزم دانیال احمد صاحب بھتیجا عزیزم رانا رفیق احمد صاحب جو کہ مورڈن کے علاقہ میں رہائش رکھتے ہیں۔ ان کو ایک دعوت پر اندر سے دیکھنے کی توفیق ملی۔ وہ بتاتے ہیں۔ 8 فروری 2010ء کو ہمیں دارالعوام (ویسٹ منسٹر) کا دورہ کرنے کا موقع ملا۔ جو کہ مورڈن کے مقامی ممبر پارلیمنٹ کے توسط سے ایک دعوت کے ذریعہ ملا۔ جس کے لیے ہم تینوں رانا منصور احمد، رانا رفیق احمد اور دانیال احمد بیت الفتوح میں چھ بجے شام اکٹھے ہوئے پھر ہم مورڈن کے زیر زمین ریلوے سٹیشن تک خوشی خوشی ٹہلتے ہوئے پہنچ گئے یہ کوئی سوا چھ بجے کا وقت ہوگا۔ جہاں سے ہم سیدھے ٹیوب کے ذریعہ ویسٹ منسٹر نصف گھنٹے میں پہنچ گئے دراصل لوگ اس وقت اپنے کام ختم کر کے گھروں کو واپس جا رہے تھے جب ہم ویسٹ منسٹر پہنچے تو کچھ اور احمدی خاندانوں سے ہماری ملاقات ہوئی۔ ان لوگوں کو بھی دعوت پر مدعو کیا گیا تھا۔ حفاظتی نکتہ نگاہ سے ہمیں سیکیورٹی انتظامات میں سے گذرنا پڑا۔

پھر رجسٹریشن کے لیے ہمارے نام تحریر کیے گئے ہمیں دو کمروں میں الگ

الگ کر کے بٹھا دیا گیا۔ ایک مردوں کے لیے اور دوسرا خواتین کے لیے۔ ہماری تواضع جوس، سموسے سے کی گئی۔ پھر ہمیں گروپ اے اور گروپ بی میں تقسیم کر دیا گیا ۔ بعدازاں ہم مرکزی ہال میں گئے وہاں ہم ناصر خان صاحب نائب امیر یو کے مکرم نسیم احمد باجوہ صاحب مربی سلسلہ بیت الفتوح، صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ اور دوسرے سینئر اہم شخصیات سے ملے۔

مکرم مربی صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت سے اس تقریب کا آغاز کیا۔ اس کے بعد رکن پارلیمنٹ نے تقریر کی جس میں جماعت احمدیہ کے بارے میں مثبت حقائق بیان کیے کہ کس طرح ہم تمام مذاہب کی تکریم کرتے ہیں اور ہمارا ماٹو ''محبت سب کے لیے نفرت کسی کے لیے نہیں'' معاشرے کے لیے بہت اہمیت رکھتا ہے ایسے فکر انگیز الفاظ نے مجھے یہ تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے۔

''میں تیری (دعوت) کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''

اور آج ہم نئی نسل میں اس پیغام کو پھیلتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ اس کے بعد ہمیں چھوٹے چھوٹے گروپوں میں تقسیم کر دیا۔ ہر گروپ میں 20 مہمان شامل تھے اور ویسٹ منسٹر کا مکمل دورہ کروایا گیا۔ ٹور گائیڈ جو کہ بڑی خوشدلی کے ساتھ رضا کاران کو دورہ کروا رہا تھا۔ اس نے ویسٹ منسٹر کے بارے میں چند بنیادی حقائق بیان کرتے ہوئے بتایا کہ

☆ ویسٹ منسٹر کا محل جو کہ پارلیمنٹ ہاؤس کے نام سے مشہور ہے اس جگہ دولت مشترکہ برطانیہ کی پارلیمنٹ کے دو ایوان ہیں۔ ایک ''ہاؤس آف لارڈ'' اور دوسرا''

دارالعوام‘‘ یعنی ہاؤس آف کامنز۔

☆ ملکہ شاہی سواری میں سوار ہو کر ویسٹ منسٹر پہنچتی ہے اور ایوان کے لیے نئے سیشن کا آغاز کرتی ہے ایسا عام طور پر نومبر کے دوسرے ہفتے میں ہوتا ہے۔

گیارہویں صدی کے وسط سے 1512ء تک ویسٹ منسٹر کا محل انگلستان کے بادشاہوں اور ملکاؤں کی شاہی رہائش گاہ ہوتی تھی۔

☆ ویسٹ منسٹر محل میں (پارلیمنٹ ہاؤس) بگ بین کی گھنٹی ہر نصف گھنٹہ کے وقفہ بجتی ہے جب دارالعوام میں سیشن جاری ہوا تو کلاک ٹاور میں روشنی رہتی ہے جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ دارالعوام کا سیشن جاری ہے۔ ہمیں بگ بین دیکھنے کا موقع بھی ملا۔اس کے بارے میں چند اہم حقائق بھی معلوم ہوئے۔

☆ بگ بین کلاک ٹاور دریائے ٹیمس کے کنارے واقع ہے اور سرکاری طور پر بگ بین مکمل ٹاور کا نام نہیں بلکہ اسے سینٹ سٹیشن ٹاور کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے لیکن بگ بین سے مراد بہت بڑا 13 ٹن وزنی گھنٹہ ہے۔

☆ بگ بین گھنٹے کا ڈایامیٹر 9 فٹ ہے۔اور یہ ساڑھے سات فٹ اونچا ہے۔

یہ دورہ تقریباً دو گھنٹے جاری رہا۔ یہ کامیاب دورہ اب اختتام کو پہنچ رہا تھا۔ ہم سب واپس اپنے اپنے گھر موروڈن کو جانے کے لیے رات 10 بجے ویسٹ منسٹر کے زیر زمین ریلوے سٹیشن پہنچ گئے اور 11 بجے رات موروڈن ریلوے سٹیشن پہنچنے کے بعد اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔

☆☆☆☆☆

مچھلی اور دل کا علاج

مچھلی کو دل کی بیماریوں میں بہت مفید بتایا جاتا ہے۔لیکن اکثر لوگوں کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ کونسی مچھلی زیادہ فائدہ مند ہے اور یہ کہ کس مچھلی کے استعمال کا بہترین طریقہ کونسا ہے۔بحیرانٹارٹیکا میں پائی جانے والی کاڈ مچھلی کے معائنے سے سائنسدان دل کے آہستہ دھڑکنے کا راز سمجھنے کی کوشش کرر ہے ہیں۔کاڈ مچھلی کا دل ایک منٹ میں چھ بار دھڑکتا ہے جبکہ اس سمندر میں پانی کا درجہ حرارت منفی دو ڈگری سینٹی گریڈ ہوتا ہے اس تحقیق سے دل کے آپریشن کے دوران دل کو محفوظ رکھنے کے طریقوں کا پتہ چلایا جاسکے گا۔کیونکہ بائی پاس آپریشن کے دوران انسانی دل کا درجہ حرارت بہت کم ہوجاتا ہے۔

مچھلی کو لذیذ بنانے کی ترکیب

مچھلی کو لذیذ بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ اسے تلنے سے آدھا گھنٹہ قبل سرکہ میں بھگو کر رکھ دیں اور اس کے بعد تلیں تو یہ بہت لذیز ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆
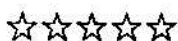
شہد اور دار چینی

جوڑوں کا درد ایک انتہائی تکلیف دہ مرض ہے۔ جو عموماً بڑی عمر کے افراد کو لاحق ہوتا ہے۔ خصوصاً وہ جو چلتے پھرتے کام کم کرتے ہیں۔ تحقیق کے نتیجہ میں یہ معلوم ہوا ہے کہ شہد اور دار چینی کا آمیزہ بہت سی دیگر بیماریوں کے علاوہ جوڑوں کے درد کے لیے بھی بہت فائدہ مند ہے۔

کینیڈا کے جریدے ورلڈ نیوز کے مطابق ایک حصہ شہد کو دو حصے نیم گرم پانی میں حل کرلیں اور اس میں ایک چھوٹا چمچہ دار چینی کا سفوف شامل کر کے پیسٹ بنالیں یہ پیسٹ متاثرہ جگہ پر لگا کر مساج کرنے سے چند منٹ میں آرام محسوس ہوگا۔ نیز دوا کے طور پر مریض صبح اور رات کو دو چمچے شہد ایک پیالی گرم پانی میں ملا کر استعمال کرے تو پرانے مرض کی صورت میں بھی صحت یابی ممکن ہے۔ یہ نتیجہ دوسو دو مریضوں پر آزمایا گیا ہے تو صرف ایک ہفتے میں 173 مریض بالکل تندرست ہوگئے اور ایک ماہ کے اندر باقی مریض بھی تندرست ہونے لگے۔ انہوں نے بغیر سہارے کے چلنا پھرنا شروع کردیا۔

(انصار اللہ اپریل مئی)

فیہ شفاء للناس اس میں دنیا بھر کے انسانوں کے لیے شفاء موجود ہے۔

☆☆☆☆☆

زیتون اور اس کا تیل

قرآن کریم کی سورۃ انعام کی آیت 142 میں زیتوں کا ذکر ہے کہ زیتون اور انار آپس میں ملتے جلتے ہیں اور نہ ملتے جلتے بھی جب بھی وہ پھل لائیں تو ان کے پھل میں سے کھایا کرو رسول کریم ﷺ نے فرمایا:۔

"زیتوں کا تیل کھاؤ اور اس سے جسم کی مالش کرو کہ یہ ایک مبارک درخت ہے"

(ترمذی)

اس کے تیل سے مالش کریں تو نہ بال جلد گرتے ہیں اور نہ جلد سفید ہوتے ہیں جو لوگ زیتون کے تیل غذا میں استعمال کرتے ہیں ان کو انفلوئنزا اور زکام کی تکلیف نہیں ہوتی۔ زیتون کے تیل سے بھوک بڑھ جاتی ہے اور اگر زیادہ مقدار میں استعمال کریں تو قبض کشا ہے آنکھ میں لگانے سے آنکھ کا موتیا آہستہ آہستہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ منہ کے زخموں اور دانتوں کا علاج ہے۔ بواسیر میں بے حد مفید ہے

☆☆☆☆☆

نیند

نیند اُڑ جانا یا الموِنیا کوئی بیماری نہیں ہے البتہ کسی بیماری کی علامت ضرور ہو سکتی ہے۔ تاہم نیند میں خلل پیدا کرنے والی اکثر بیماریوں میں بڑھاپے کی ہی بیماریاں ہیں جسم کی مختلف کیفیات کی طرح نیند بھی ہر وقت ایک جیسی نہیں ہوتی اگر آپ بے خوابی کے مریض ہیں تو آپ کو اپنی روز مرہ زندگی پر غور کرنا ہوگا۔ اگر آپ ذاتی طور پر پریشان ہیں تو آپ کو بے چینی اور بے خوابی کی شکایت ہوگئی ہے۔ ایک تندرست انسان کو روزانہ چھ سے آٹھ گھنٹہ کی نیند کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسوسینیا کے شکار انسان کو سب سے پہلے سگریٹ نوشی ترک کرنا ہوگی اور اگر وہ چائے پینے کا بھی عادی ہے تو رات میں اسے چائے سے بھی پرہیز کرنا ہوگا۔ کیونکہ اس میں موجود کیفین نیند میں خلل کی اہم وجہ ثابت ہوتی ہے رات میں سونے سے قبل ایسے مشروبات بھی استعمال نہ کریں جن میں کیفین موجود ہوتی ہے جو آپ کی نیند اُڑا سکتی ہے۔

☆☆☆☆☆

دانتوں کی خرابی کی ایک وجہ

برٹش ڈینٹل جرنل کی تحقیق کے مطابق دانتوں میں کیڑا لگنے کی بڑی وجہ کوک جیسی مشروبات کا استعمال ہے۔ بارہ برس کے بچوں میں اس کی وجہ سے دانت گرنے کا خطرہ 59 فی صد اور چودہ برس کے بچوں میں 220 فی صد تک پہنچ جاتا ہے۔ ایک ہزار بچوں پر کیے جانے والے سروے کے مطابق چالیس فی صد بچے تین گلاس یا اس سے زائد کوک پینے پر مجبور ہیں اور بارہ برس کے بچوں کی ایک تہائی تعداد جبکہ چودہ برس کے بچوں کی 92 فی صد تعداد کوک استعمال کرنے پر آمادہ رہتی ہے۔ برطانوی سافٹ ڈرنکس ایسوسی ایشن کا کہنا ہے کہ کوک جیسی مصنوعات نوجوانوں میں دانت جھڑنے کا سبب بن رہی ہے۔ ایسے مشروبات استعمال کرنے والوں کو چاہیے کہ دن میں دو بار فلورائیڈ ٹوتھ پیسٹ سے دانت صاف کیا کریں اس طرح دودھ پینے والے بچوں کو بوتلوں میں کوک یا پھلوں کا شربت دینے سے پرہیز کیا جانا چاہیے۔

☆☆☆☆☆

قیمتی موتی

☆ جولوگ خدا کا شکر ادا کرنے والے ہوتے ہیں وہ بندوں سے شکوہ نہیں کرتے۔
☆ اچھا انسان وہی ہے جو جب کسی سے ملے تو نہ کسی کی غیبت کرے نہ سنے۔
☆ ہمیں برے لوگوں سے نفرت نہیں کرنی چاہیے بلکہ برائی سے نفرت کا اظہار کرنا چاہیے۔
☆ کسی ظالم کا ساتھ دینا خود ظالم ہونے سے زیادہ برائی ہے
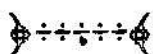
سنہرے موتی

اس خوش فہمی میں مت رہو۔ کہ دولت تمہاری تمام ضروریات پوری کرسکتی ہے۔
☆ دولت سے ہم عینک خرید سکتے ہیں مگر نظر نہیں خرید سکتے۔
☆ دولت سے ہم کتابیں خرید سکتے ہیں مگر علم نہیں خرید سکتے۔
☆ دولت سے ہم خوشامد تو خرید سکتے ہیں مگر محبت نہیں خرید سکتے۔
☆ دولت سے ہم دنیا تو خرید سکتے ہیں مگر دین نہیں خرید سکتے۔
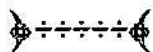
سبزیوں کارنگ برقرار رکھنے کے لیے

سبزیوں کے ساتھ بہت سے کھانے تیار کیے جاتے ہیں۔اوران سبزیوں کارنگ پکنے کے بعد بھی اس طرح برقرار رہےتو اس سے ایک تو ذائقہ بھی برقرار رہے گا۔اور دوسرا سبزیاں پکنے کے بعد بھی خوش رنگ رہیں۔اس کے لیے پہلے تو آپ سبزیوں کو ابالتے وقت ٹھنڈے پانی میں مت ابالیں بلکہ جب پانی ابل جائے تو اس میں تھوڑی دیر کے لیے سبزی کو ابال لیں اور اگر سبزیاں ابالتے وقت لیموں کا چھلکا بھی تھوڑا سا کاٹ کر ڈال دیں تو سبزیاں خوش رنگ بھی لائیں گی۔اور اپنا ذائقہ بھی برقرار رکھیں گی۔

☆☆☆☆☆

چاولوں کی رنگت

چاولوں کو ابالتے وقت چند قطرے لیموں کے ڈال دیں تو چاولوں کی رنگت صاف اور چاول خوشبودار ہو جاتے ہیں اگر اسی میں سفید لیموں کے چند قطرے ڈال دیے جائیں۔تو چاول آپس میں جڑتے نہیں ہیں۔

☆☆☆☆☆

کیا چاہتے ہو؟

آنا چاہتے ہو تو	محتاج کی مدد کو آؤ۔
دینا چاہتے ہو تو	راہِ خدا میں دو۔
لینا چاہتے ہو تو	والدین کی دعائیں لو۔
بولنا چاہتے ہو تو	شیریں زبان سے بولو۔
تولنا چاہتے ہو تو	اپنی بات کو تولو۔
رونا چاہتے ہو تو	اپنے اعمال پر روؤ۔
بیٹھنا چاہتے ہو تو	نیکوں کی صحبت میں بیٹھو۔
مانگنا چاہتے ہو تو	اپنے خدا سے مانگو۔
صحت چاہتے ہو تو	کھانے سے پرہیز کرو۔
جنت چاہتے ہو تو	خدا کو یاد رکھو۔

کیلا اور بلڈ پریشر

کیلے کے بارہ میں ہندوستان کے تحقیق کاروں کی رپورٹ ہے کہ جو شخص دو کیلے روزانہ ایک ہفتے تک کھاتا رہے تو اس کے بلڈ پریشر میں 10 فیصد کمی ہو جاتی ہے۔ اس سے پہلے 1997 کے مطالعہ میں یہ کہا گیا تھا۔ کہ روزانہ پانچ کیلے کھانے سے ہائی بلڈ پریشر کی دوا کے اثرات سے نصف اثر ہوتا ہے۔ ہندوستان کے طبعی جریدہ کرنٹ سائنس میں بتایا گیا ہے کہ کیلے میں بعض ایسے قدرتی مرکبات پائے جاتے ہیں جو بلند فشارِ خون (ہائی بلڈ پریشر) کی دوا جیسا اثر رکھتے ہیں۔ یہ تحقیق جنوبی ہند کے شہر منی پاک کے کستوہریا میڈیکل کالج میں ہوئی ہے۔ 1997ء کا مطالعہ امریکا کی جان ہاپلنز یونیورسٹی میں ہوا تھا۔

کیلے میں پوٹاشیم پایا جاتا ہے خیال ہے کہ ہائی بلڈ پریشر پوٹاشیم کی کمی کی وجہ سے ہوتا ہے اس مطالعہ میں یہ بتایا گیا کہ پانچ کیلوں میں تقریباً 2300 ملی گرام پوٹاشیم پایا جاتا ہے نیز تحقیق کاروں نے یہ بھی معلوم کیا کہ جو لوگ وافر سبزیاں اور پھل کھاتے ہیں ان کا نیچے کا یعنی انبساطی دباؤ (ڈاسنالک پریشر) 101 درجے کم ہو جاتا ہے۔ جن سبزیوں اور پھلوں میں پوٹاشیم پائی جاتی ہے ان میں کیلا کشمش آلو اور کھجور شامل ہیں۔

(ماہنامہ ہمدردِ صحت کراچی فروری 2000ء صفحہ 6)

☆☆☆☆☆

اگر آپ خادم ہیں تو کیا آپ؟

1۔ خود بھی نماز ادا کرتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے ہیں۔

2۔ باقاعدگی سے تمام چندے خود ادا کرتے ہیں۔

3۔ احمدیت کا پیغام اپنے دوستوں اور دیگر احباب تک پہنچاتے ہیں۔

4۔ اپنے مقامی اجلاسات میں شامل ہوتے ہیں۔

5۔ مرکزی اجتماعات تربیتی کلاسوں اور دیگر پروگراموں میں شامل ہونے کے لیے تیاری کرتے ہیں۔

6۔ اگر آپ کے ذمہ کوئی ذمہ داری کی جائے تو دیانتداری سے اسے ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

7۔ کب کب کو لیشن ہے کہ کئی کو دین کی خدمت کرنے کی توفیق ملتی محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

☆☆☆☆☆☆

آزمائش۔۔۔۔۔شرط ہے

☆ یرقان کے بعد صحت کی مکمل بحالی جلد حاصل کرنے کے لیے روزانہ ایک گلاس انار کا جوس پئیں۔

☆ بینائی کمزور ہو تو روزانہ ایک گلاس گاجر کا رس پئیں۔گاجر کے فوائد بڑھ جاتے ہیں۔اس کے ساتھ دودھ مکھن یا بالائی وغیرہ بھی کھائیں۔

☆ شوگر کے مرض میں کریلے کا سفوف دو ملی گرام یومیہ کھائیں یا پسی ہوئی میتھی (دانہ) ایک چٹکی روزانہ کھائیں۔جامن خوب کھائیں۔موسم نہ ہو تو اس کے بیج سکھا کر پیس لیں اور اس کا سفوف کھائیں۔سدابہار کا ایک پھول روزانہ کھانا بھی مفید ہوتا ہے۔

☆ جگر خراب ہو تو لوکی کھائیں۔

☆ خوبانی کا استعمال۔۔۔۔۔پیشاب کی تزابیت بواسیر اور سوزش معدہ میں خاص طور پہ مفید ہے۔

☆ گیس سے بچنا ہو تو منہ بند کر کے لقمہ چبائیں۔اور کھانا کھاتے ہوئے گفتگو کرنے کی عادت ترک کر دیں۔

☆ ہفتے میں تین مرتبہ مچھلی کھانا دماغی قوت بڑھاتا ہے۔

☆ دل کے مرض میں ہر روز چالیس منٹ کی سیر بہترین علاج ہے۔

☆ وزن بڑھ جانے کی صورت میں پانچ گرام سفید زیرہ ایک گلاس پانی میں ڈال کر ابال لیں اور صبح کھانے سے پہلے پی لیا کریں۔ یا کھیرے پر سفید زیرہ چھڑک کر ابال لیں روزانہ سولہ گلاس پانی پیا کریں۔ چالیس منٹ کی سیر کیا کریں نیز آلو چاول اور زیادہ چکنائی اور میٹھی اشیاء سے پرہیز کیا کریں۔

☆☆☆☆☆

سیب کے چھلکے کا استعمال

سیب کا چھلکا عموماً ضائع کر دیا جاتا ہے اسے ضائع مت کریں کیونکہ اس میں وٹامن سی کثیر تعداد میں پایا جاتا ہے۔ اس سے خوش ذائقہ اور لذیذ چائے تیاری کی جاسکتی ہے۔ جو کافی اور قہوہ کی نسبت نہ صرف نیکوٹین سے پاک ہے بلکہ قوت بخش بھی ہوتی ہے۔ اگر اس چائے میں لیموں کا رس اور شہد بھی شامل کر لیا جائے تو اس کے فوائد دو چند ہو جاتے ہیں یہ چائے پیچش اور بخار اور کمزوری دور کرنے کے لیے انتہا کی نفع بخش ہے۔

☆☆☆☆☆

دلچسپ و عجیب

☆ دنیا کا ایک ملک ایسا بھی ہے جہاں کے باشندوں کو کسی قسم کا ٹیکس نہیں دینا پڑتا۔ حتیٰ کہ تعلیم کے اخراجات بھی حکومت برداشت کرتی ہے اس ملک کا نام کویت ہے۔

☆ تتلی ایک عجیب جانور ہے بعض تتلیوں کی عمر صرف چند دن ہوتی ہے اور بعض چند ہفتے جیتی ہیں۔ اور بعض کئی ماہ تک زندہ رہتی ہیں لمبی عمر پانے والی تتلیاں کئی سو میل تک اڑ لیتی ہیں اور اگر ہوا مخالف بھی ہو تو بھی وہ اپنا راستہ نہیں بدلتیں۔

☆ ہاتھی، زرافہ اور اونٹ کے بعد سب جانوروں سے قد آور ہے افریقہ کے ہاتھی کی اوسط اونچائی 13 فٹ اور وزن چھ ٹن ہوتا ہے جبکہ ایشیا کے ہاتھی کا اوسط قد 9 فٹ اور وزن چار ٹن ہوتا ہے۔ ہاتھی کی طبعی عمر 80 سال ہے اس کی سونڈ یوار یہ کے ہونٹ اور ناک کے بہت زیادہ لمبے ہوتے ہیں جو اسے بہت طاقتور بنا دیتے ہیں۔ سونڈ کے دو سوراخ سانس لینے سونگھنے اور پانی پینے کے لیے استعمال ہوتے ہیں چونکہ ہاتھی جھک کر خوراک نہیں کھا سکتا اس لیے سونڈ استعمال کرتا ہے۔

بچے کی شخصیت کس طرح بنتی ہے

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر بچہ میں اپنے والدین کے موروثی اثرات ہوتے ہیں مگر اس کی شخصیت بنانے میں مختلف لوگ اپنا اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ سب سے پہلے بچے اپنے گھر کا ماحول، والدین کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعلق گھر کے دوسرے افراد سے رویہ نوٹ کرتے ہیں۔

بچہ جس وقت چند ماہ کا ہوتا ہے اور ادھر ادھر دیکھنا شروع کرتا ہے وہ اونچی آواز ڈانٹ اور پیار کو سمجھنا شروع کر دیتا ہے اس وقت یہ سوچنا کہ ابھی تو یہ بچہ ہے اسے کسی چیز کا کیا پتہ غلط ہے اس کے بعد وہ سکول جانے تک ایک عرصہ گھر میں گزارتا ہے۔ یہی وہ دور ہے جو بچے کی شخصیت پر ایک گہرا اثر چھوڑتا ہے اس عرصہ میں والدین کا آپس میں رویہ بزرگوں سے رویہ باہر ملنے جلنے والوں سے رویہ، جھوٹ، اور سچ کی عادت خدا تعالیٰ سے تعلق، کھیل کود میں کھانے پینے میں ایک دوسرے سے شیئر کرنے کی عادت وہ نوٹ کرتا ہے اور یہ سب باتیں اس کے دماغ میں نقش ہو جاتی ہیں۔

سکول پہنچنے پر استاد کا رویہ اس کے لیے ایک آئیڈیل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اب ماں باپ اور استاد دونوں کا فرض ہے کہ اس کو ایک اچھے اوصاف سے متعارف کرائیں ۔ اور استاد بذات خود ایک انسان ہو پھر اس کے دوست اس کی زندگی پر کافی اثر انداز ہوتے ہیں یہاں پر بھی ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ بچے کو ایک اچھا دوست چننے میں

اس کی مدد کریں کہ سکول میں استاد بھی بچوں کو سکھاتا ہے کہ دوستوں کے ساتھ شیئر کرنا ایثار کرنا ایک دوسرے کے کام آنا جھوٹ اور سچ کی عادت اور چھوٹے بڑے کا احترام کرنا کیا ہوتا ہے اچھے کاموں کی ترغیب اور برے کاموں سے روکنا سکھاتا ہے۔ بچہ بذاتِ خود جوں جوں بڑا ہوتا ہے اس میں عقل اور سمجھ کے مطابق اچھے اور برے کی تمیز آنا شروع ہو جاتی ہے اور اسے اپنے فائدہ اور نقصان کا پتہ چلنا شروع ہو جاتا ہے اچھی کتابیں پڑھنا بھی بچوں کی شخصیت پر کافی اثر انداز ہوتا ہے۔ اس میں بھی والدین اور استاد اچھی کتابوں کے انتخاب میں بچہ کی مدد کر سکتے ہیں اس کے علاوہ بحیثیت مسلمان اگر ہم شروع ہی سے بچے میں قرآن کریم باترجمہ پڑھنے کی عادت ڈالیں تو یہ بچے کے لیے بہت زیادہ بہتر ہے۔

آج کل کا دور کمپیوٹر کا دور ہے جب بچہ اس عمر میں پہنچ جائے کہ وہ انٹرنیٹ استعمال کر سکے تو اس کے علم میں اضافہ کے لیے ضرور سکھایا جائے مگر والدین کی ذمہ داری ہے کہ نظر رکھیں کہ بچہ انٹرنیٹ کا غلط استعمال تو نہیں کر رہا۔ اور اسے اس کا نقصان اور فائدہ سمجھائیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اگر بچے کے دل میں یہ خوف ہو کہ خدا دیکھ رہا ہے تو پھر وہ کسی برے راستے پر نہیں جائے گا۔ اور یہ خدا کا خوف والدین شروع ہی سے اپنے بچے کے دل میں ڈال سکتے ہیں۔ والدین کے لیے یہ بھی ضروری بات ہے کہ بچے کو بچپن میں اگر گھر میں آپ کے بزرگ یا کوئی اور بھی کسی بری بات سے منع کرتا ہے تو برا نہ منائیں بلکہ یہ سوچیں کہ وہ ہمارے بچے کے بھلے کے لیے کہہ رہے ہیں۔

اسی طرح بچوں میں بزرگوں کا احترام اور کہنا ماننے کی عادت پختہ ہوتی ہے آپ

خود بھی اپنے بزرگوں کا احترام کریں۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو ایک بچے کی شخصیت پر اثر انداز ہوتی ہیں ۔ والدین خصوصاً ماؤں اساتذہ اور خاندان کے دیگر افراد کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچے کو دنیا اور دین دونوں میں ایک اچھا انسان بننے کی تربیت دیں اور پھر خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ بات بات پہ ٹوکنا بھی بچوں کے لیے ٹھیک نہیں ہوتا خدا ہمارے بچوں کو نیک اور اچھا انسان بننے کی توفیق عطا کرے اور سچے مخلص مسلمان بنائے۔ آمین!

☆☆☆☆☆

شہد کی مکھیاں

شہد ایک نہایت میٹھی لذیذ اور بہت ہی فائدہ مند چیز ہے۔ یہ لوگ اسے شوق سے کھاتے ہیں یہ کسی انسان کی بنائی ہوئی نہیں بلکہ اسے شہد کی مکھیاں بناتی ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے کہ شہد میں انسانوں کے لیے شفاء رکھی گئی ہے اور یہ کہ شہد بنانے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کو وحی۔ کی یہ مکھیاں پھولوں کا رس چوسنے کے لیے دور دور سفر کرتی ہیں اور وہ جس راستے سے جاتی ہیں اسی راستے سے واپس آتی ہیں۔

مکھیاں پھولوں کا رس چوس کر اپنے پیٹ میں جمع کر لیتی ہیں۔ شہد کی مکھیاں عام طور پر اپنا چھتا درختوں پر بناتی ہیں چھتا بنانے کے لیے موم ان کے پیٹ سے نکلتا ہے شہد کا چھتا ان مکھیوں کی کاریگری کا حیرت انگیز نمونہ ہے۔ اس چھتے میں چھ چھ پہلوؤں والے خانے ہوتے ہیں اور ہر خانہ ایک ہی شکل اور ایک ہی سائز کا ہوتا ہے۔ ان خانوں میں وہ شہد بھرتی ہیں جو خانے شہد سے بھر جاتے ہیں۔ مکھیاں ان کا منہ موم سے بند کر دیتی ہیں۔ تاکہ شہد ٹپک نہ جائے۔ یہ مکھیاں ایک خاندان کی طرح مل جل کر رہتی ہیں اور دن رات سخت محنت کرتی ہیں ان مکھیوں نے تمام کام آپس میں بانٹ رکھے ہوتے ہیں۔

مکھیوں کی ملکہ خاندان کی آبادی بڑھانے کے لیے صرف انڈے دیتی ہے کچھ مکھیاں ان انڈوں سے نکلنے والے بچوں کی دیکھ بھال میں مصروف رہتی ہیں۔ بعض مکھیاں ملکہ کی خدمت پر مامور ہوتی ہیں اور ایک گروہ کے ذمہ چھتے کی حفاظت کرنا ہوتا ہے ان میں سے زیادہ تر مکھیوں کی ذمہ داری رس چوسنا، چھتا بنانا شہد تیار کرنا اور اس کو محفوظ کرنا ہوتا ہے۔ شہد کی مکھیوں کی زندگی تو جنگل کی ہے مگر انسان نے ان مکھیوں کے پالنے اور شہد نکالنے کا فن سیکھا۔ مکھیاں پالنے والے اور شہد نکالنے والے پوری احتیاط کے ساتھ ہاتھوں پر دستانے اور منہ پر نقاب پہن کر چھتوں کے منہ سے موم ہٹا کر شہد نکال کر بوتلوں میں بھر لیتے ہیں اور موم کو بھی موم بتیوں اور مختلف دوائیوں میں استعمال کر لیتے ہیں آپ نے دیکھا کہ یہ شہد جو ہم گھر بیٹھ کر آرام سے کھا لیتے ہیں اس کی تیاری میں شہد کی مکھیاں کتنی محنت کرتی ہیں۔

شہد کی مکھیاں اپنے کام سے کام رکھتی ہیں۔ کسی کو دکھ نہیں دیتیں لیکن اپنی اور اپنے چھتے کی حفاظت کرنا بھی خوب جانتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کو ایک ہتھیار دے رکھا ہے وہ ہے ان کا زہر بھرا ڈنگ جب کوئی انہیں چھیڑے یا ان کے چھتے کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے تو سب مل کر اپنے زہر بھرے ڈنگ سے اس کی خوب خبر لیتی ہیں شہد کی مکھیوں کی کہانی سے ہمیں اتفاق اور محبت کا سبق ملتا ہے۔

☆☆☆☆☆

شہد بہترین غذا اور دوا

شہد میں قدرت نے طاقت کے انمول خزانے چھپا رکھے ہیں اور انسانی جسم کے اعصابی نظام کو تقویت بخشتا ہے۔ مختلف امراض میں شہد کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔

1۔ اعصابی تھکن محسوس ہو تو ایک بڑا چمچ شہد چاٹ لیں صرف بیس منٹ بعد تھکن بھاگ جائے گی اور آپ تازہ دم ہو جائیں گے۔

2۔ بدہضمی کی شکایت کے لیے کھانا کھانے سے پہلے نیم گرم پانی میں کھانے کا چمچ بھر شہد استعمال کریں۔

3۔ بدہضمی یا کھٹی ڈکاروں سے بچنے کے لیے کھانے کے فوراً بعد کھانے کا ایک چمچ شہد چاٹ لیں۔

4۔ رات کو اٹھنے والی کھانسی کے لیے کھانے کا ایک چمچ شہد گرم کریں اور دن میں چار بار استعمال کریں۔

5۔ نزلے زکام کے لیے سرکے میں تھوڑا سا شہد ملا کر پئیں اور ساتھ ہی تازہ گلاب کی پتیاں چبائیں۔

6۔ دانتوں میں درد ہو تو سرکہ دو حصے شہد اور سہاگہ بریاں ایک حصہ لے کر یک جان کر لیں اور دن میں کئی بار دانتوں پر ملیں اور لعاب دہن تھوکتے جائیں۔

7۔ سونٹھ، اجوائین اور شہد ہم وزن یک جان کر لیں اور جوڑوں پر مالش کریں اور کھائیں بھی انشاء اللہ جوڑوں کا درد اور ورم دور ہو جائے گا۔

☆☆☆☆☆

چینی لوک کہانی......قابل تعریف کام

پرانے زمانے میں ایک دولت مند آدمی تھا۔ وہ بوڑھا ہو چکا ہوں تھا اور ذہنی و جسمانی طاقت آہستہ آہستہ جواب دے رہی تھی۔ یہاں تک کہ اس کے لیے گھر کی روزمرہ کی ذمہ داریاں ادا کرنا بھی مشکل ہوگیا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی ساری جائداد اپنے دو بیٹوں میں تقسیم کر دی۔ ایک بیٹے کا نام شاہ پھنگ تھا اور دوسرے بیٹے کا شالن۔ ایک روز بوڑھے دولتمند نے جیب سے ایک قیمتی ہیرا نکالا اور ہنستے ہوئے کہا کہ یہ ایک نہایت قیمتی ہیرا ہے جو میں نے تم سے کسی کو نہیں دیا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں خوب سفر کرو اور پھر میرے پاس آؤ تم میں سے جو بھی زیادہ قابل تعریف کام کرے گا۔ اسے یہ ہیرا ملے گا۔

دونوں بیٹے دوسرے دن ہی سفر پر روانہ ہو گئے اور تین ماہ کے سفر کے بعد واپس باپ کے پاس پہنچے پہلے شاہ پھنگ نے اپنی سرگذشت بیان کی کہ ایک روز میں گھوڑے پر سوار جھیل کے کنارے جا رہا تھا کہ ایک بچے کا پاؤں پھسلا اور وہ پانی میں ڈبکیاں کھانے لگا۔ میں نے فوراً گھوڑے سے اتر کر جھیل میں چھلانگ لگا دی اور بچے کو بچا کر کنارے لے آیا اور اس کے گھر پہنچا دیا۔ باپ نے یہ کہانی سنی تو بولا کوئی بھی با

ضمیر انسان دوسرے کو ڈوبتے دیکھ کر یہی کرے گا اس میں تمہاری کوئی بہادری نہیں۔ تم محض ایک فرض ادا کیا ہے۔ اور یہ کوئی قابلِ تعریف کام نہیں۔ پھر شالن نے باپ کی طرف دیکھا اور یوں گویا ہوا۔

میرا ایک پرانا دشمن تھا جو کئی سالوں سے میرے قتل کے درپے تھا۔ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس سفر میں ایک سڑک کے کنارے اس سے ملاقات ہو جائے گی۔ ہوا یہ کہ ایک روز میں ایک پہاڑ کی عمودی چٹان کے پاس سے گذر رہا تھا کہ دیکھا ایک زخمی آدمی بالکل چٹان کے کنارے پر پڑا ہے۔ وہ مسلسل ادھر ادھر کروٹیں بدل رہا تھا۔ گویا بہت تکلیف میں ہے۔

میں نے اسے دیکھ کر ارادہ کیا کہ اس سے پوچھوں کہ کیا معاملہ ہے لیکن جب قریب پہنچا تو پتہ چلا کہ یہ میرا وہی جانی دشمن ہے اگر میں اس وقت اس کی مدد نہ کرتا اور اسے چھوڑ دیتا تو یقیناً اس نے کروٹ لینی تھی اور اس کے ساتھ ہی گہری کھائی میں گر کر اس کی ہڈیاں چکنا چور ہو جانی تھیں۔ وہ اگرچہ میرا جانی دشمن تھا۔ لیکن مجھ سے برداشت نہ ہوا کہ وہ اس طرح لڑھک کر کھائی میں جا گرے۔ چنانچہ میں نے اسے اٹھایا اور اسے حکیم تک پہنچایا اور اس کا علاج کرایا اور وہ ٹھیک ہو گیا۔ باپ نے یہاں تک ہی سنا تھا کہ بلند آواز سے بولا۔ یہ ہیرا یقیناً تمھیں ہی ملنا چاہئے۔ تم نے برائی کا بدلہ نیکی سے دیا ہے اور یہ واقعی بہت قابل تعریف کام ہے بشکریہ

(مرکزی چینی رسالہ)

☆☆☆☆☆

فکروغم کا انسانی صحت پر اثر

آجکل بہت سی ایسی بیماریوں کا علاج ہونے لگا ہے جو پہلے لاعلاج تصور کی جاتی تھیں۔ اس طرح بعض مہلک امراض سے بچنے لیے بچپن میں ہی ٹیکے بھی لگائے جاتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ علاج سے پرہیز بہتر ہے۔ چنانچہ بہت سی بیماریوں کی جڑ فکروغم اور پریشانیوں سے بچنا بھی بہت ضروری ہے اس مقصد کے لیے عموماً حالات کا صحیح جائزہ لے کر اپنی عادات میں ایسی مثبت تبدیلیاں پیدا کی جاسکتی ہیں جن کے نتیجہ میں ہم غم وفکر سے بچ سکتے ہیں لیکن دیکھا گیا ہے کہ اکثر لوگ اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتے اور پریشانیوں میں گھرے رہنے کے باوجود مثبت کوشش کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ مشاہدہ بتاتا ہے کہ گھریلو پریشانیاں اور عام جھگڑے ماحول کو پرسکون نہیں رہنے دیتے جس کے نتیجہ میں صحت پر برا اثر پڑتا ہے اور یہ ایک بڑی وجہ ہے کہ اکثر لوگ صحت مند نظر میں آتے۔

اسی طرح انسان کی بہت سی بری عادتیں اس کی فطرت کا حصہ بن جاتی ہیں اور بالآخر یہ ایک بیماری کی شکل اختیار کر جاتی ہیں تاہم ضرور ہے کہ باہمی تعلقات میں ایسی باتوں کو نظرانداز کر دیا جائے۔ جن سے کسی کو یا خود ہمیں کوئی تکلیف پہنچے بلکہ ایسے

طریق اختیار کر لیے جائیں جن سے ذہنی سکوں اور راحت میسر ہو۔ گو کہ عادات کو بدلنا اور ماحول میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ لیکن ایسی اصلاح جس سے بے شمار فوائد حاصل ہوں اس کی طرف توجہ نہ کرنا بھی نامناسب ہے۔

بعض باتیں دیکھنے میں شاید معمولی لگتی ہوں جیسے خاندان میں کسی سے جھگڑا یا دوستوں سے ناراضگی ہو جائے۔ لیکن اس کے نتیجہ میں دل پریشان ہو جاتا ہے اور دل ودماغ پر ایک بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ انجانے طور پر خوشیوں میں کمی آجاتی ہے ظاہر ہے اس کا اثر صحت پر ہوگا۔ لیکن وقتی طور پر انسان کو کچھ سمجھ نہیں آتی۔ بعض دین اسلام میں رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے سے متعلق تفصیلی ارشادات موجود ہیں حدیث شریف میں آیا ہے جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے رزق میں زیادتی اور عمر میں برکت ہو تو اس کو رشتہ داروں سے نیک سلوک کرنا چاہیے (خواہ اسے جواب میں ویسا سلوک نہ بھی ملے) کہتے ہیں کہ انسان کو گلاب کی مانند ہونا چاہیے جو ان ہاتھوں کو بھی خوشبو عطا کرتا ہے جو اسے بے رحمی سے کچل ڈالتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ انسان کی زندگی میں سدا ایک سا سماں نہیں رہتا موسموں کی طرح دن بھی بدلتے رہتے ہیں۔ ہماری زندگی حقیقت میں چند روزہ ہے اس لیے کوشش کرنی چاہیے کہ ہر پہلو سے اچھی طرح گزر جائے ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ صبر وشکر کی عادت بہت اچھی ہے۔ اور خدا تعالیٰ پر توکل رکھنے سے دل مطمئن رہتا ہے۔

جبکہ فکر وطمع، لالچ، ہوس، حسد، کینہ اور بدظنی وغیرہ سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ انسان کی قیمتی ترین متاع یعنی اس کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ ہمیں اپنی صحت ٹھیک رکھنے کے لیے سخت کوشش کرکے اپنے ماحول کو خوشگوار بنانا چاہیے اگر چھوٹی موٹی اور

معمولی باتوں کو درگزر کر کے خوشی کی زندگی حاصل ہو جائے تو اسے غنیمت سمجھیں۔
اگر چہ اپنی عادات بدلنا آسان نہیں لیکن ذرا سوچیں کہ تفکرات اور جھگڑوں کے اثرات
بھی کوئی کم تکلیف دہ نہیں ہوتے اگر چہ زندگی میں بعض فکر ایسے ضرور آتے ہیں جو
سہنے پڑتے ہیں لیکن یہ بھی خیال رہے کہ ابتلا میں صبر و ثبات کا اعلیٰ نمونہ بھی مومن ہی
کی نشانی ہے۔ خوشیوں کے حصول کے لیے آسان نسخہ یہ ہے کہ جھگڑوں کی وجوہات
سے پرہیز کیا جائے اور ایسے عوامل سے بچا جائے جو دلوں میں دوری کا باعث بنتے
ہیں۔ بے انصافی، دھوکہ دہی، بددیانتی، جھوٹ، چغلی، حق تلفی، بدزبانی غصہ کسی کی بے
عزتی کرنا یہ سب باتیں جھگڑوں کا باعث بنتی ہیں۔

موٹاپا اور اس سے نجات

یہ ایک ایسا خوب صورت خواب ہے جو کہ ہر موٹا ہونے والا شخص دیکھتا ہے لیکن کوئی ناممکن بات بھی نہیں ہے اس کے لیے آپ کو صرف اپنی قوت ارادی کو استعمال کرنا ہوگا اور غذا اور غذائیت کے بارہ میں اپنی معلومات میں اضافہ کرنا ہوگا۔ آیئے دیکھیں کہ موٹاپا ہے کیا؟ اگر آپ اپنے جسم کو ضرورت سے زیادہ توانائی کی مقدار یعنی کیلوریز فراہم کرتے ہیں تو موٹے ہوجاتے ہیں۔

اس کے برخلاف اگر آپ اپنے جسم کو ضرورت سے کم کیلوریز فراہم کرتے ہیں تو آپ اپنا وزن کم کر سکتے ہیں نیز جتنی تیزی سے آپ اپنے جسم میں موجودہ کیلوریز خرچ کریں گے اتنی تیزی سے وزن کم ہوگا۔ بہت سے افراد کو زندگی کے کسی نہ کسی مقام پر موٹاپا کی عفریب کا سامنا کرنا پڑتا ہے عورتوں میں عموماً اس کی وجہ شادی اور پھر بچوں کی پیدائش ہوتی ہے جس کی وجہ سے جسم میں کئی قسم کی تبدیلیاں اور مختلف ہارموز پیدا ہوتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے قدرتی طور پر ہمارے جسم میں چکنائی جمع کرنے کا ایک نظام بنایا ہے کچھ لوگوں میں یہ چکنائی دوسروں کی نسبت زیادہ تیزی سے جمع ہوتی ہے کیونکہ ان کی جسمانی ساخت ہی ایسی ہوتی ہے لیکن دوسری قسم کے افراد جن کے جسم میں چکنائی

جلد جذب نہیں ہوتی وہ بھی اگر ضرورت سے زیادہ کیلوریز استعمال کریں جو روزمرہ کام کاج میں استعمال نہ ہو تو وہ بھی موٹاپا کی طرف مائل ہو جائیں گے۔ وہ توانائی جو ہم کھانے کیصورت میں جسم میں لے جاتے ہیں جو روزمرہ کام کاج میں ہمارا جسم استعمال کرتا ہے کیلوریز میں ماپی جاتی ہے۔ کیلوری کی سائنسی تعریف یہ ہے کہ توانائی کی وہ مقدار جو گرام پانی کا درجہ 1 CELSIUS تک بڑھائے۔

وزن کم کرنے کے لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ جتنی مقدار میں جسم کو توانائی کی ضرورت ہے اس سے کم مہیا کی جائے یعنی اگر روزانہ استعمال کے لیے دو ہزار کیلوریز کی ضرورت ہوتی ہے تو ڈیڑھ ہزار استعمال کر کے وزن کم کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ کم کیلوریز ملنے کی صورت میں جسم اپنے اندر جمع شدہ چکنائی یا توانائی کو استعمال میں لائے گا جس سے وزن کم ہوگا یہ دیکھا گیا ہے کہ بہت موٹے افراد اپنے جسم میں موجود توانائی زیادہ تیزی سے خرچ کرتے ہیں اور بہت جلدی وزن کم کر سکتے ہیں۔ عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ کم کھانے سے جسم میں کمزوری پیدا ہوتی ہے حالانکہ جب وزن زیادہ ہوتا ہے تو جسم میں موجودہ چکنائی یہ کمزوری خود پورا کرتی رہتی ہے۔

وزن کم کرنے کے لیے مکمل منصوبہ بندی نہایت ضروری ہے اپنے کھانے کے اوقات مقرر کیجئے اور ان پر سختی سے قائم رہیں اور آپ کو یہ علم ہونا چاہیے کہ خوراک کی جو مقدار آپ استعمال کر رہے ہیں اس میں کتنی کیلوریز پائی جاتی ہیں اور کتنی مقدار میں چکنائی موجود ہے۔ اس طرح آہستہ آہستہ آپ اپنی خوراک میں کیلوریز کے عادی ہو جائیں گے ایسی غذائیں جن میں کیلوریز کی مقدار بہت

کم ہوتی ہے۔جن کو ہم بغیر خطرہ کے استعمال کر سکتے ہیں ان میں ہر قسم کے پھل اور سبزیاں ہیں ان میں چکنائی کی مقدار بہت کم اور وٹامنز اور معدنیات بڑی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ چند پھلوں اور سبزیوں میں کیلوریز کی مقدار ملاحظہ فرمائیں:۔

نمبر	نام	مقدار	کیلوریز
1	کھیرا	100 گرام	14
2	مالٹا	1عدد	50
3	گوبھی	1عدد	26
4	سیب	1عدد	50
5	گاجر	1عدد	43
6	آڑو	1عدد	50
7	پالک	---	24
8	خربوزہ	1عدد	30
9	ٹماٹر	1عدد	21
10	ناشپاتی	1عدد	52
11	ڈبل روٹی	100 گرام	290

وہ غذائیں جو ہمیں کم مقدار میں استعمال کرنی چاہیں وہ روٹی، ڈبل روٹی، پنیر

(کم چکنائی والی) گوشت آلو بھی احتیاط سے استعمال کرنے چاہیں کیونکہ ان میں بھی زیادہ کیلوریز پائی جاتی ہیں دودھ میں چکنائی کی بڑی مقدار ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

PASSIVE SMOKING

برٹش میڈیکل جرنل میں شائع ہونے والی تحقیق کے مطابق سگریٹ نوشی کرنے والوں اور اُن کے علاوہ ان کے ساتھ رہنے والوں میں بھی موت کا خطرہ پندرہ فیصد زیادہ ہوجاتا ہے۔ ایک اور تحقیق کے مطابق امریکی ریاست مونٹانا میں سگریٹ نوشی پر پابندی کے بعد وہاں دورہ قلب کی شرح کم ہوگئی ہے۔ تحقیق کے نتیجہ میں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تمباکو نوشی کرنے والوں میں زخموں کے ٹھیک ہونے کا عمل سست ہوجاتا ہے۔ سگریٹ نوشی کرنے والوں کی اکثریت یہ عادت چھوڑنا چاہتی ہے لیکن یہ ایسا نشہ ہے کہ اکثر لوگ بغیر بیرونی مدد کے اسے ترک نہیں کر سکتے۔ اندازہ ہے کہ سگریٹ نوشی ترک کرنے والوں میں سے 90 فی صد سے زائد دوبارہ اس نشہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ تاہم برطانیہ میں قائم ایسے ادارے جو سگریٹ نوشی ترک کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کی کامیابی کی شرح 52 فی صد تک ہے۔

☆☆☆☆☆

چہل قدمی (Walk)

چہل قدمی صحت کے لیے بہت ضروری ہے۔اس سے جسم میں پھرتی اور چستی پیدا ہوتی ہے یہ دل اور پھیپھڑوں کو مضبوط بناتی ہے اس سے دوران خون کا نظام درست ہوتا ہے۔ اور پھر دل کی شریانوں میں عموماً کسی سمارٹ کا امکان نہیں رہتا او ہارٹ اٹیک کا خطرہ بہت کم ہو جاتا ہے چہل قدمی سے پیروں کے پٹھے اور ٹانگیں مضبوط ہوتی ہیں نظام انہضام بھی مضبوط ہوتا ہے اس سے دماغ بھی حرکت میں آجاتا ہے با قاعدہ چہل قدمی کرنے والوں کو اس بات کا اندازہ ہے کہ اس سے زندگی کے بہت سے مسائل حل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ ڈپریشن کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بے خرابی دور ہوگی اور طبعیت ہی فرضت اور تازگی پیدا ہوگی۔ اگر روزانہ ہلکی پھلکی واک کی جائے تو اس سے آپ کی صحت بھی اچھی رہے گی اور موڈ بھی خوشگوار رہے گا۔اس لئے ضروری نہیں کہ تیز تیز واک کی جائے بلکہ ہلکی رفتار سے شروع کریں اور باقاعدگی سے روزانہ تھوڑی تھوڑی رفتار اور فاصلہ بڑھاتے جائیں۔نرم اور آرام دہ جوتے اور آرام دہ کپڑے پہن کر واک کریں۔

☆☆☆☆☆

صحت کی ضمانت ۔ روزانہ دس ہزار قدم

برٹش ہارٹ فاؤنڈیشن کا کہنا ہے کہ روزانہ دس ہزار قدم (تقریباً) چل لیا جائے تو جسم کی چربی کم ہو جاتی ہے اور دل صحت مند رہتا ہے۔ بعض ماہرین یہ بھی کہتے ہیں کہ روزانہ اتنا چل لینے کے بعد نہ تو ورزش گھر (جم خانہ) جانے کی ضرورت ہے اور نہ ڈائٹنگ کی۔

واک یا چہل قدمی کرنے سے موٹاپے سے بچا جا سکتا ہے کولیسٹرول کم کیا جا سکتا ہے۔ عضلات مضبوط ہوتے ہیں دل اور شریانوں کے نظام کو تقویت ملتی ہے۔ اس طرح مرض قلب اور حملہ قلب کا خطرہ گھٹ جاتا ہے۔ واک سے ہڈیوں کی گنجانیت (موٹائی) بڑھتی ہے۔ جس کی وجہ سے ہڈیوں کے خستہ ہونے اور ٹوٹنے کا امکان کم ہو جاتا ہے چہل قدمی سے فشار خون میں بھی کمی آتی ہے۔ شریانوں یا رگوں پر دباؤ کم ہو جانے سے دماغ میں رگ پھٹنے کا خطرہ کم ہو جاتا ہے اور اس طرح فالج کا امکان بھی کم ہو جاتا ہے۔

واک کرنے سے جسم میں ENDOPHINS پیدا ہوتے ہیں اور یہ کیمیائی مادے قدرتی طور پر دباؤ کم کرتے، پستی اور تشویش بھی گھٹاتے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ ورزش کے بعد لوگ بہتر محسوس کرتے اور اچھی نیند سوتے ہیں۔

واک کرنے سے بوڑھے لوگوں کے جسم میں لوچ پیدا ہوتا ہے جو انہیں روزمرہ

کے کاموں میں مدد دیتا ہے اور انہیں اس قابل بناتا ہے

کہ وہ بحفاظت سیڑھیاں چڑھ سکیں اور سڑک پار کر سکیں۔ واک کے سلسلے میں اہم بات یہ ہے کہ آپ کس طرح کی واک یا چہل قدمی کرتے ہیں برٹش ہارٹ فاؤنڈیشن کی ایک ماہر کے مطابق روزانہ اگر ہم دس ہزار قدم کا ٹارگٹ رکھیں تو اس میں آدھ گھنٹے کی باقاعدہ واک شامل ہونی چاہیے اور باقی ادھر ادھر چلنا پھرنا یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ واک اور چلنے پھرنے کے دوران ہمارے جسم کے کتنے حرارے جلتے ہیں۔ اس کا انحصار جسم کے وزن، فاصلے، زمین کی سطح اور چڑھائی یا ڈھلوان پر ہے۔ قاعدے کے لحاظ سے ایک ہلکے بدن کے انسان کو اتنے ہی حرارے جلانے کے لیے بھاری بدن والے کے مقابلے میں زیادہ دور چلنا پڑے گا۔ عام طور سے ایک آدمی تقریباً روزانہ ساڑھے چار ہزار قدم چلتا ہے دس ہزار قدم کا ٹارگٹ گو مشکل ہی سے حاصل کر پاتے ہیں۔ بہرحال رفتہ رفتہ اپنی واک کو بڑھانا چاہیے۔

بہتر ہوگا کہ آپ ایک قدم پیما (PEDOMETER) خرید لیں اور اسے اپنے جسم کے ساتھ لگاتے رہیں۔ اس طرح آپ اپنے قدموں کی گنتی بھی کر سکیں گے اور آپ کو اپنا ٹارگٹ پورا کرنے کی ترغیب بھی ملے گی۔ بات مشاہدے مین آئی ہے کہ پیڈومیٹر کی وجہ سے اکثر لوگوں نے چند روز میں ہی اپنا ٹارگٹ حاصل کر لیا۔

اس سلسلے میں چند مشورے:

اپنی گاڑی دفتر یا سپر مارکیٹ سے تھوڑے فاصلے پر کھڑی کیجیے اور یہ تھوڑا سا فاصلہ پیدل طے کر لیجیے۔

بڑی عمارتوں میں لفٹ یا برقی سیڑھی کی بجائے زینہ استعمال کیجیے

دن میں جب بھی فرصت ملے دو بار دس دس منٹ واک کرلیا کیجیے۔

فاصلہ ایک میل سے کم ہو تو سواری کی بجائے پیدل چلنے کی کوشش کیجیے

ایک دم دس ہزار قدم واک کرنے کے بجائے کم فاصلے سے شروع کریں اور پھر پانچ سو قدم بڑھا کر کچھ دن میں اپنا ٹارگٹ پورا کریں۔

آپ کی اطلاع کے لیے بتا دیں کہ فاضل دو ہزار قدم چلنے میں پندرہ منٹ لگیں گے اور سو حرارے جلیں گے دو ہزار قدم برابر ہیں ایک میل کے۔

☆☆☆☆☆

ورزش۔عمر کا بڑھنا اور دفاعی نظام

ریسرچ بتاتی ہے کہ ورزش کا کرنا ضروری ہے۔ تاکہ نفسیاتی اور جسمانی فوائد حاصل ہوسکیں اور جسم کا دفاعی سسٹم مضبوط ہو بعض کہتے ہیں کہ ورزش سے اخلاق بھی ترقی کرتے ہیں ایک ہفتہ میں ایک گھنٹہ ورزش کرنے سے کمر، سینہ اور ٹانگوں کی مضبوطی کے ساتھ ساتھ دفاعی نظام بھی ترقی کرتا ہے جس کے قابو پانے میں مدد ملتی ہے اور CILLIARY PARA LYSIS OF RESPIRATORY SYSTEM جو کہ مذکورہ بیماریوں کا بہترین اور مؤثر ہتھیار ہے ختم ہوتا ہے۔ ورزش کے نتیجہ میں Mucoos بہت زیادہ پیدا ہونے لگتی ہے دماغ کو گندا خون ملنے کی وجہ سے دل کی امداد دماغی بیماریاں زور پکڑتی ہیں اور گندے خون سے ہمارے جسم کے لیے مینہ T Ceas اور T Cy + Toxic جو کہ CANCER CELLS اور VIRUS یعنی جراثیم کو تباہ کرتے ہیں۔ متاثرہ ہوتے ہیں اور یہ سارا WBC یعنی سینہ خلیات کا نظام ہے۔ لہذا ان تمام بیماریوں کا جو کہ عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ جنم لیتی ہیں سیر سے سادہ علاج یہ ہے کہ باقاعدگی کے ساتھ روزانہ ہلکی پھلکی ورزش کی جائے اور یہ بات بھی عین درست ہے کہ صبح کی ورزش سب سے مؤثر ثابت ہوتی ہے۔ خاص طور پر دل کے حملے اور سانس لینے والے نظام کی

بیماریوں سے بچاؤ کے لیے اور دل اور سانس کے دو نظام خراب ہو جائیں تو پھر گردے میں بنے ہوئے فلٹرز خراب ہونے شروع ہوتے ہیں۔ اس کے بعد ایک نظام دوسرے اور تیسرے نظام کو تباہ کرنے میں لگ جاتا ہے۔

رسول کریم ﷺ کی حدیث ہے کہ طاقتور مومن کمزور مومن سے بہتر ہے۔ اس لیے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ ہم باقاعدگی سے ورزش کی عادت ڈالیں اور اس کے نتیجہ میں جو عمر بڑھے گی اسے خدمت دین اور خدمت خلق کے لیے استعمال کریں۔ اس طرح ورزش کے نتیجہ میں ہمارا جسمانی روحانی نظام بھی متاثر ہوگا۔ جو بیماریوں سے بچنے میں اہم کردار ادا کرے گا

Ref: Neic M Arpid, Britisn joornic of spoil medicine (PP377679) Egest of 12 Ouonth 7 Exercise Traump in elderly sahyecl.
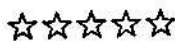
غصہ حرام ہے

آنحضرت ﷺ نے ڈیڑھ ہزار سال قبل غصہ کو حرام قرار دیتے ہوئے اس پر قابو پانے کا ارشاد فرمایا۔ اور انسانی نفسیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کا علاج بھی تجویز فرمایا۔ بعد میں طبی تحقیقات کے نتیجہ میں یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ غصہ کرنے والے اپنی صحت کے لیے بہت سے مسائل پیدا کر لیتے ہیں۔ امریکہ میں ہونے والی ایک حالیہ تحقیق کے مطابق جن نوجوانوں کو غصہ آتا ہے وہ موٹاپے کی طرف بھی مائل ہو جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں دل کی بیماری لاحق ہونے کے خطرات بڑھ جاتے ہیں۔ امریکی ہارٹ ایسوسی ایشن کے سالانہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے محققین نے کہا کہ غصو کو دبانے کے نتیجہ میں بھی صحت کی خرابی کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ ٹیکساس یونیورسٹی میں قائم ایک مرکز میں چودہ سے سترہ سال کے 160 بچوں کا تین سال تک مشاہدہ کیا گیا جس کے نتیجہ میں معلوم ہوا کہ جو لوگ اپنے غصہ پر قابو پا لیتے ہیں ان میں موٹاپے کی طرف مائل کرنے والے مادے کم پیدا ہوتے ہیں جبکہ وزن بڑھانے والے فاسد مادے زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ غصہ کے باعث کھانے پینے کے اوقات پر بھی اثر پڑتا ہے اس طرح انسان کم عمر میں ہی دل کا مریض ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ دل کے مرض سے بچت صرف وارزش اور غذا پر ہی منحصر نہیں ہے۔ بلکہ نفسیاتی مسائل کو حل کرنا بھی بہت ضروری ہے۔

☆☆☆☆☆